﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 23

جمعۃ المبارک 06 مئی 2016ء

28رجب 1437 ہجری قمری ❁ 06ہجرت 1395 ہجری شمسی

شمارہ 19

آزمائش کا معیار

حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: سب سے زیادہ ابتلا کن پر آتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء پر۔ پھر جو اُن کے قریب تر ہوں۔ پھر جو اُن کے قریب تر ہوں۔ انسان اپنے دین کی مضبوطی کے حساب سے آزمایا جاتا ہے۔

(جامع ترمذی کتاب الزهد باب فی الصبر علی البلاء حدیث نمبر 2322)

ان (مقرّبین الٰہی) کی ایک علامت یہ ہے کہ فرشتے ان پر برکات لے کر نازل ہوتے ہیں۔ قحط سالی کے موقع پر ان کی بدولت لوگوں کی فریادرسی کی جاتی ہے۔ انہیں اُن کی آفات سے نجات دی جاتی ہے اور اُن کی تضرعات کے نتیجہ میں قوم کی کایا پلٹ دی جاتی ہے اور ان کی اکثر دعائیں قبول ہوتی ہیں اور ان کی حاجت روائی کے لئے خارق عادت امور ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ اللہ کے نور میں گم ہو جاتے ہیں۔ ان کی حقیقت کو بجز اس شخص کے جس کو اللہ نے ان کے متعلق معرفت دی ہو، کوئی اور دوسرا نہیں جان سکتا۔

’’ان (مقربین الٰہی) کی ایک علامت یہ ہے کہ فرشتے ان پر برکات لے کر نازل ہوتے ہیں اور اللہ مکالمات ومخاطبات سے انہیں عزت بخشتا ہے اور ان کی طرف یہ وحی کرتا ہے کہ وہ سردارانِ جنت میں سے ہیں اور مقرب ہیں اور ان کے دل جو چاہیں گے وہ انہیں اس میں مل جائے گا اور وہ جس چیز کی خواہش کریں گے وہ اس (جنت) میں ان کی ہو جائے گی۔

حضرت باری سے ان پر لذت بخش کلام اور ربّ العزت کی طرف سے ان پر فصیح کلمات نازل ہوتے ہیں۔ انہیں خدائے قدیر وکریم کی طرف سے ہر عظیم خبر اور اخبار غیبیہ سے مطلع کیا جاتا ہے، قحط سالی کے موقع پر ان کی بدولت لوگوں کی فریادرسی کی جاتی ہے۔ انہیں ان کی آفات سے نجات دی جاتی ہے اور ان کی تضرعات کے نتیجہ میں قوم کی کایا پلٹ دی جاتی ہے اور ان کی اکثر دعائیں قبول ہوتی ہیں اور ان کی حاجت روائی کے لئے خارق عادت امور ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں ایسی قوم کی سزادہی کی بابت اطلاع اور خبر دی جاتی ہے جو اپنی رائے دوسروں پر ٹھونسنے کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑتی۔ اس طرح مقربین کی تائید کی جاتی ہے، انہیں بشارتیں دی جاتی ہیں، ان کی مدد کی جاتی ہے اور انہیں منور اور بارآور کیا جاتا ہے۔ وہ کئی بار ہلاک کئے جاتے ہیں مگر پھر انہیں دوبارہ جنم دے دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے ربّ کا دیدار کرتے اور انہیں یقین ہوتا ہے ان پر کوئی سورج طلوع نہیں ہوتا اور نہ کوئی رات ان پر چھاتی ہے مگر وہ اللہ کے اور قریب ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے علم میں ان کے پہلے علم سے کہیں بڑھ کر اضافہ ہوتا ہے اور جب وہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچیں تو ایمان میں ان کا شباب کمال پر ہوتا ہے۔ وہ خوبرو مرد کی طرح دکھائی دیتے ہیں گویا کہ وہ نوخیز جوان ہوں اور اسی طرح عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ان کا ایمان اور عرفان بھی بڑھتا رہتا ہے۔ وہ تقویٰ میں اس قدر ترقی کرتے ہیں کہ ان کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا اور نہ اس کا کوئی نشان۔ اور ان کو ہر آن تبدیل کیا جاتا ہے اور وہ ایک عرفان سے اگلے عرفان کی طرف منتقل کئے جاتے ہیں جو اپنی تابانی میں پہلے سے قوی تر ہوتا ہے۔ اور اس طرح ان کا ربّ اپنے فضل واحسان سے ان کی پرورش فرماتا ہے اور انہیں ایک فرسودہ تیر کی طرح رہنے نہیں دیتا بلکہ نئے سرے سے ان کے نورِ قلب کی تجدید کرتا ہے اور وہ انہیں دائیں بائیں پھراتا رہتا ہے۔ اور ان پر نفسانی خواہشات وارد ہوتی ہیں اور وہ جمال باری کے مشاہدہ کے نتیجہ میں ان سے بچ جاتے ہیں۔ تو انہیں جاگتا ہوا خیال کرے گا حالانکہ وہ وصال الٰہی کے پنگھوڑے میں محوِ خواب ہوتے ہیں۔ اور انہیں ردّی حالت میں نہیں چھوڑا جاتا بلکہ ان کو شگوفوں سے خوشے بنا دیا جاتا ہے اور ان میں تغیر وتبدل پیدا کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ دنیا سے دُور رکھے جاتے ہیں۔ اور خدائے فعّال کے حکم سے وہ اپنے پہلے مرتبوں سے کہیں ارفع مقامات پر پہنچائے جاتے ہیں۔ ان کے معاملہ کی انتہا یہ ہوتی ہے کہ وہ موت کے بعد زندہ کئے جاتے ہیں اور ٹوٹنے کے بعد جوڑے جاتے ہیں اور ان پر موت کے بعد موت وارد ہوتی ہے پھر ان کے اخلاص کے باعث انہیں حیات ابدی عطا کی جاتی ہے۔ اور وہ ابلیس کی گمراہ کن پکار اور ذکر الٰہی سے اعراض کرنے والوں اور اس قسم کے افراد کی دشمنی سے بچائے جاتے ہیں۔ جب وہ اپنا مقصد پالیتے ہیں تو پھر انہیں ایک ایسا مقام عطا کیا جاتا ہے جسے مخلوق نہیں جانتی اور وہ ان کے صحنوں سے دور رہتے ہیں اور وہ ایسا نور بن جاتے ہیں جس سے آنکھیں ماندہ ہو جائیں۔ وہ اللہ کے نور میں گم ہو جاتے ہیں۔ ان کی حقیقت کو بجز اس شخص کے جس کو اللہ نے ان کے متعلق معرفت دی ہو، کوئی اور دوسرا نہیں جان سکتا۔ وہ نہاں در نہاں روح کی روح اور ہر مخفی سے زیادہ مخفی وجود ہو جاتے ہیں کہ ان پر پڑنے والی نظر ماندہ ہو کر لوٹ آتی ہے اور دیکھ نہیں پاتی۔ جب ان کا نام جو آسمان میں ہے اور ان کے ربِّ اعلیٰ کے ہاں اپنی تکمیل کو پہنچ جاتا ہے اور جب ان کا وہ کام پورا ہو جاتا ہے جس کا اللہ نے اِرادہ اور فیصلہ کیا ہوتا ہے تو آسمان میں ان کی آسمان کی طرف واپسی کی منادی کر دی جاتی ہے تو وہ اپنے ربّ کی طرف لَوٹ جاتے ہیں اور ان کی جانیں ایسی حالت میں نکل کر اللہ کی طرف جاتی ہیں کہ وہ اللہ سے راضی اور اللہ ان سے راضی ہوتا ہے۔ ان کی جانیں ان کے جسموں سے اس طرح نکلتی ہیں جیسے تلوار اپنے میان سے۔ وہ دنیا کو اس طرح چھوڑتے ہیں کہ انہیں اس پر کوئی حزن وملال نہیں ہوتا۔ وہ دنیا کو ایک تھوڑے دودھ والی بکری کی طرح اور ایسے مردار کی طرح دیکھتے ہیں جس کا گوشت متعفّن ہو گیا ہو اور دنیا کی طرف ان کی نظر نہیں اٹھتی اور نہ ہی انہیں اس دنیا کے چھوڑنے پر کوئی افسوس ہوتا ہے اور وہ اپنے محبوب کے گھر میں ڈیرے ڈال رہتے ہیں اور وہ تیز دھار تلواروں کے باوجود بھی (محبوب کے گھر کو) نہیں چھوڑتے اور بے حیا شخص کے علاوہ انہیں کوئی ملامت نہیں کرتا اور اندھی قوم کے علاوہ کوئی ان کا انکار نہیں کرتا۔ سبّ وشتم کرنے والوں پر افسوس! وہ یقیناً ہلاک کئے جائیں گے۔ تاریکیوں میں بھٹکنے والوں کا بُرا ہو کہ وہ لُوٹے جائیں گے۔ اور افترا پردازوں پر افسوس کہ ان سے باز پرس کی جائے گی اور ان لوگوں پر افسوس جن کی آنکھیں رحمان کے بندوں کو حقارت سے دیکھتی ہیں کہ وہ ضرور اندھے ہو کر مریں گے۔ بُرا ہو ان لوگوں کا کہ جب حق کی بات سنتے ہیں تو غضبناک ہو جاتے ہیں۔ پس وہ اپنی ہی آگ میں جلائے جائیں گے۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین مع علامات المقرّبین۔ (مع اردو ترجمہ) صفحہ 79 تا 83)

تربیتِ اولاد اور انصاراللہ کی ذمہ داریاں

(قرآن وحدیث اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں)

قسط 2

انصار میں تربیت اولاد کا احساس اُجاگر کرنا

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''میں انصار کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ **بچوں کی تربیت نہایت ضروری چیز ہے اور ان کی نگرانی نہ کرنا ایک خطرناک غلطی ہے۔**'' (مشعلِ راہ جلد 1 صفحہ 456)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''یاد رکھیں کہ **انصاراللہ کی سب سے اہم ذمہ داری نئی نسل کی تربیت ہے**۔ اگر انصار اپنے بچوں کی اسلامی تعلیمات کے مطابق تربیت کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو وہ ایک اہم مقصد کو حاصل کرنے والے ٹھہریں گے۔''

(سبیل الرشاد جلد چہارم صفحہ 155)

پھر فرمایا ''آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ انصار کو توجہ دلائیں کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت کریں۔ ان کے بچے نمازیں پڑھنے والے ہوں، قرآن کریم کی تلاوت کریں اور وقت ضائع نہ کریں۔''

(میٹنگ مع نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ سنگا پور منعقدہ 7اپریل 2006ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 28اپریل 2006ء)

تربیت اولاد کے طریقوں سے آگاہی کا انتظام

تربیت اولاد کے طریقوں سے متعلق قرآن وحدیث اور روحانی خزائن نیز خلفاء سلسلہ کے ارشادات، سنہری اصولوں اور خوبصورت واقعات سے آگاہ کرنا بہت ضروری ہے۔ اس غرض کے لئے زبانی معلومات مہیا کرنے کے علاوہ اس موضوع سے متعلق سرکلرز، فولڈرز اور کتب وغیرہ کی شکل میں تحریری اور سی ڈیز، ڈی وی ڈیز وغیرہ کی شکل میں الیکٹرونک مواد مہیا کرنا نہایت مفید ہوسکتا ہے۔ تربیت اولاد کے نام سے نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ کی شائع کردہ کتاب اس موضوع پر ایک نہایت قیمتی دستاویز ہے اور ہر احمدی گھرانے میں اس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

بچوں کی اصلاح کی فکر اور نگہداشت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''یہ بھی انصاراللہ کا کام ہے کہ وہ احمدی بچوں کی تربیت کی فکر کریں'' (سبیل الرشاد جلد چہارم صفحہ 189)۔

پس **انصار کو نہ صرف اپنے بچوں کی بلکہ دوسروں کے بچوں کی بھی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے اور اُن کے اخلاق و عادات کی نگہداشت کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے**۔ اس غرض کے لئے دوسرے بچوں کے اخلاق و عادات پر نظر رکھنے اور انہیں حسبِ موقع سمجھاتے رہنے کے علاوہ اُن کے والدین کو بھی حکمت کے ساتھ اس طرف متوجہ رکھنا ہمارا فرض ہے۔ دیگر فوائد کے علاوہ یہ بات ہمارے اپنے بچوں کی تربیت کے لئے بھی بہت مفید ہوگی اور جب تک ہم دوسروں کے بچوں کے اخلاق کی بھی نگرانی نہیں کریں گے اپنے بچوں کی طرف سے بھی مطمئن نہیں ہوسکتے کیونکہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بچے بہت سے اخلاق دوسرے بچوں سے سیکھتے ہیں اور اگر دوسرے بچوں کی عادات واطوار اچھے نہیں ہوں گے تو بیشک ماں باپ نے اچھی تربیت سے اپنے بچے کے اندر نیک خیالات پیدا کر دیئے لیکن بچہ جب گھر سے باہر نکلے گا، دوسرے بچوں سے گھلے ملے گا تو بُری صحبت کا اثر یہاں تک بھی ہوسکتا ہے کہ اس تربیت کا ہونا نہ ہونا مساوی ہو جائے۔ بچوں کو دوسرے بچوں سے نہ ملنے دینے اور علیحدہ قید رکھنے سے ہم اُنہیں بدی کے اثرات سے محفوظ نہیں رکھ سکتے کیونکہ اس طرح جہاں ان کی تربیت نامکمل رہتی ہے وہاں اُن کے اعضاء کی نشو ونما بھی اچھی طرح نہیں ہوسکتی۔

یہاں ہمیں اس امر کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ اگر کوئی ہمارے بچے کے کسی عیب سے ہمیں مطلع کرے یا کوئی شکایت کرے تو ہم قطعاً اس بات کا بُرا نہ منائیں بلکہ ایسے دوست کا شکریہ ادا کریں اور آئندہ بھی اُس سے دعا کے ساتھ ساتھ ایسی مدد کی درخواست کریں اور پھر جلد از جلد مکمل معلومات حاصل کر کے حکمت کے ساتھ اپنے بچے کی اصلاح کے لئے مناسب قدم اُٹھائیں۔

بچوں کی تربیت کے لئے اپنی تربیت ضروری ہے

تربیت اولاد کے لئے اپنا نمونہ اور عمل بھی اچھا پیش کرنا نہایت ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''**تربیت کے مضمون میں یہ بات یاد رکھیں کہ ماں باپ جتنی چاہیں زبانی تربیت کریں اگر ان کا کردار ان کے قول کے مطابق نہیں تو بچے کمزوری کو لے لیں گے اور مضبوط پہلو کو نہیں لیں گے۔** یہ دونسلوں کے رابطے کے وقت ایک ایسا اصول ہے جس کو بھلانے کے نتیجہ میں قومیں ہلاک بھی ہوسکتی ہیں اور یاد رکھنے کے نتیجہ میں ترقی بھی کر سکتی ہیں۔ ایک نسل اگلی نسل پر جو اثر چھوڑا کرتی ہے اس میں عموماً یہ اصول کارفرما ہوتا ہے کہ بچے ماں باپ کی کمزوریوں کو پکڑنے میں تیزی کرتے ہیں اور ان کی باتوں کی طرف کم توجہ کرتے ہیں۔ اگر باتیں عظیم کردار کی ہوں اور بیچ میں سے کمزوری ہو تو بچہ بیچ کی کمزوری کو پکڑے گا۔

اس لئے یاد رکھیں کہ **بچوں کی تربیت کے لئے آپ کو اپنی تربیت ضرور کرنی ہوگی**۔ ان بچوں کو آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ بچو تم سچ بولا کرو، تم نے مبلغ بننا ہے۔ تم بددیانتی نہ کیا کرو، تم نے مبلغ بننا ہے۔ تم غیبت نہ کیا کرو، تم لڑا جھگڑا نہ کرو اور یہ باتیں کرنے کے بعد پھر ماں باپ ایسا لڑیں، جھگڑیں، پھر ایسی مغلّظات بکیں ایک دوسرے کے خلاف، ایسی بے عزتیاں کریں پھر وہ کہیں کہ بچے کو تو ہم نے نصیحت کردی ہے اب ہم اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں، یہ نہیں ہوسکتا۔ جو اُن کی اپنی زندگی ہے وہی بچے کی زندگی بنے گی۔ جو فرضی زندگی انہوں نے بنائی ہوئی ہے کہ بچہ یہ کرو، بچے کو کوڑی کی بھی اس کی پرواہ نہیں ہوگی۔ ایسے ماں باپ جو جھوٹ بولتے ہیں وہ لاکھ بچے کو کہیں کہ تم جھوٹ بولتے ہو ہمیں بڑی تکلیف ہوتی ہے، خدا کے لئے سچ بولا کرو، سچائی میں زندگی ہے۔ وہ بچہ کہتا ہے ٹھیک ہے یہ بات، لیکن اندر سے وہ سمجھتا ہے کہ ماں باپ جھوٹے ہیں اور وہ ضرور جھوٹ بولے گا۔ اس لئے دونسلوں کے جوڑ کے وقت یہ اصول کارفرما ہوتا ہے اور اس کو نظرانداز کرنے کے نتیجہ میں آپس میں خلا پیدا ہو جاتے ہیں''۔

(خطباتِ طاہر جلد نمبر 8 صفحہ 604,603)

خوشگوار گھریلو ماحول کا قیام

والدین اور بچوں کے درمیان اچھا تعلق ہوگا تو اُن کی تربیت بھی اچھی ہو سکے گی۔ لیکن اس کے لئے ماں اور باپ کے درمیان مثالی تعلق ہونا اور پورے گھر کا ماحول خوشگوار ہونا بے حد ضروری ہے۔ اس لحاظ سے سورۃ النساء کی آیت نمبر 35 جس میں مرد کے قوّام یعنی سرپرست ہونے کا ذکر ہے باپ یا خاوند پر بڑی بھاری ذمّہ داری عائد کرتی ہے۔ اگر اُس کا طرزِ عمل خوشگوار گھریلو زندگی کے فروغ کے لئے سازگار نہیں اور مناسب ماحول پیدا نہیں کرتا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایسا خاوند بحیثیت نگران اور سرپرست اپنی ذمّہ داریاں ادا کرنے میں ناکام رہا ہے۔

چنانچہ انصار کا فرض ہے کہ وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھیں کہ میاں بیوی کے باہمی تعلقات بچوں کے کردار کو سنوارنے یا بگاڑنے میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں اس لئے وہ اپنے تعلقات کو ہر طرح مثالی بناتے ہوئے اپنے گھر کے ماحول کو ایسا پُرسکون اور محبت بھرا بنائیں کہ بچے فارغ وقت گھر سے باہر گزارنے کی بجائے ماں باپ کی صحبت میں گزارنا پسند کریں۔ اپنے بچوں کو اپنے سے مانوس رکھیں۔ دوستانہ ماحول ہو۔ بچے کھل کر ماں باپ سے سوال بھی کریں اور ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے ہر قسم کی بات کرسکیں۔ محبت سے ان کے سوالات کا جواب دیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں فرماتے ہیں:

''**بچپن ہی سے بچوں کے دل اپنی طرف یعنی ماں باپ اپنی طرف مائل کریں اور گھر کے ماحول میں ان کی لذّت کے ایسے سامان ہونے چاہئیں کہ وہ باہر سے گھر لوٹیں تو سکون کی دنیا میں لوٹیں۔ بے سکونی سے نکل کر اطمینان کی طرف آئیں۔**''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20/جون 1997ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 8 تا 14 اگست 1997ء)

گھریلو ماحول کی کشیدگی کے بدنتائج کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

''ہم نے **بہت سے بچے دیکھے ہیں جن کی تربیت صرف اس لئے خراب ہوئی کہ ان کے والدین کے آپس کے تعلقات اچھے نہ تھے، اسی کا بُرا اثر پھر ان کی اولاد پر ہوا**''۔ (خطبات ناصر جلد 10 صفحہ 236)

پس والدین اپنے گھر کا ماحول جنّت نظیر بنائیں۔ تحمل اور برداشت کے ساتھ ہمیشہ خوش وخرّم زندگی گزاریں، بچوں کے اخلاق تبھی درست رہ سکتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

واقفین نو (برطانیہ) کے نیشنل سالانہ اجتماع کا انعقاد

اختتامی تقریب میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت اور اہم نصائح پر مشتمل خطاب

28/فروری 2016 بروز اتوار طاہر ہال مسجد بیت الفتوح لندن میں شعبہ وقف نو جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام سات سال سے اوپر کے واقفین نو کا نیشنل سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ صبح سے دوپہر تک واقفین نَو کو اُن کی عمروں کے لحاظ سے تین مختلف گروپس میں تقسیم کر کے مختلف مساعی عمل میں لائی گئیں۔

یہ تین گروپس سات سے گیارہ سال تک، بارہ سے اٹھارہ سال تک اور اٹھارہ سال سے زائد عمر کے واقفین نَو پر مشتمل تھے۔

مختلف پروگراموں میں جامعہ احمدیہ یوکے کے طلباء کی طرف سے جامعہ کے بارہ میں ایک پریزنٹیشن، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے حوالہ سے ایک Interactive پروگرام نیز جماعت کے نظام شوریٰ سے متعلق ایک معلوماتی تقریر شامل تھے۔

تمام واقفین نو کا آن لائن امتحان بھی لیا گیا۔ یہ نظام پہلی دفعہ متعارف کروایا گیا اور اس سے امتحان کی مارکنگ اور نتائج کی تیاری میں بہت سہولت رہی۔

برطانیہ میں سات سال سے اوپر کے 1884 واقفین نو ہیں۔ اس سال اجتماع میں 1269 واقفین نو شامل ہوئے۔ اختتامی اجلاس میں بعض واقفین نو کے والدین کے علاوہ دیگر مہمانان بھی شامل ہوئے۔

اختتامی اجلاس کی کارروائی حضور انور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تشریف آوری پر تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ تلاوت کے انگریزی اور اردو ترجمہ کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کی نظم 'نونہالان جماعت مجھے کچھ کہنا ہے' کے بعض منتخب اشعار پڑھے گئے جس کے بعد مکرم مسرور احمد چودھری صاحب نیشنل سیکرٹری وقف نو نے اجتماع کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا جس میں حضور انور نے وقف کی اہمیت اور اس کے تقاضوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے نہایت اہم نصائح فرمائیں۔

(حضور انور کے اس خطاب کی تفصیلی رپورٹ الفضل انٹرنیشنل کے کسی آئندہ شمارہ میں شائع کی جائے گی۔ انشاءاللہ)

دعا کے ساتھ یہ اجتماع بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 399

مکرم محمد دحو صاحب

مکرم محمد دحو صاحب کا تعلق الجزائر سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1966ء میں ہوئی اور پھر انہیں 2008ء میں بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت کی توفیق ملی۔ احمدیت کی طرف اپنے سفر کا احوال بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

محمد فالی صاحب اس وقت جماعت کے مخلص ممبران میں سے ایک ہیں۔ جماعت سے تعارف سے قبل ہی ہم دونوں اچھے ہمسائے اور گہرے دوست تھے۔ گاہے گاہے ہمارے مابین دینی امور کے بارہ میں تبادلۂ خیال ہوتا رہتا تھا۔ دینی امور کے بارہ میں بات چلتی تو ہم اسلام اور امّت محمدیہ کی دینی واخلاقی زبوں حالی پر افسوس کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکتے۔ محمد فالی صاحب کا ہمارے علاقے میں موجود دینی جماعتوں کے بارہ میں اچھا خاصا علم تھا کیونکہ انہوں نے حق کی تلاش میں متعدد جماعتوں میں شمولیت اختیار کی لیکن ہر جماعت کو کچھ عرصہ کے بعد یہ کہتے ہوئے خیر باد کہہ دیا کہ اس میں انہیں وہ کچھ نہیں ملا جس کی انہیں تلاش تھی۔ ان کے بہت سے سوالات بلا جواب ہی رہے اور یوں مختلف جماعتوں میں داخل ہونے کے باوجود ان کی پیاس جوں کی توں رہی۔ ان کی تحقیق کا دائرہ کار صرف اسلامی جماعتوں تک ہی محدود نہ رہا تھا بلکہ انہوں نے ایک عیسائی چینل سے رابطہ کر کے بائبل منگوائی اور اس کا بھی مطالعہ کیا۔

دینی رجحانات

گو مَیں محمد فالی صاحب کی تحقیق سے مستفید ہوتا تھا لیکن ان کے برعکس مَیں بعض سوالات اور متعدد امور کے بارہ میں اطمینان نہ ہونے کے باوجود اس یقین پر قائم تھا کہ اسلام ہی دنیا کا بہترین مذہب ہے۔ مَیں مرحوم شیخ محمد الغزالی کے معروف ٹی وی پروگرام ''حدیث الاثنین'' کا دلدادہ تھا جو ہمارے قومی ٹی وی پر آتا تھا۔ اسی طرح میں شیخ محمد الغزالی کی کتب پڑھتا اور ان کے دروس کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر سنتا تھا اور ان کی راہنمائی کو ہی حقیقی اسلام سمجھتا تھا۔

میرے چچا کا ایک عیسائی پادری دوست تھا۔ اس نے ایک بار مجھے لوقا کی انجیل اور ایک تختی دی جس پر لکھا تھا کہ اللہ محبت ہے۔ میں نے وہ کتاب ایک دن میں ہی پڑھ لی اور پھر جب پادری صاحب کو واپس کی تو اس نے مسکراتے ہوئے کہا کہ تمہاری اس کے بارہ میں کیا رائے ہے؟ میں نے صاف کہہ دیا کہ اس میں کئی عبارتیں بہت اچھی ہیں جو مجھے قرآن کریم کی بعض تعلیمات سے ملتی جلتی دکھائی دی ہیں لیکن اناجیل میں تحریف کی وجہ سے ان میں وہ حسن اور رنگ نہیں رہا جو قرآنی آیات میں پایا جاتا ہے۔ نیز میں نے کہا کہ مجھے اپنے دین کی صداقت اور حقانیت کے بارہ میں تو کسی قسم کا شک نہیں تاہم اس بات کا احساس بہت شدّت سے دامنگیر ہے کہ آج اسلام کے حسن و جمال کو نکھار کر پیش کرنے اور اس کی تعلیمات کے حقیقی جوہر سے دنیا کو متعارف کروانے کی ضرورت ہے۔

قیامِ خلافت کے نام پر کشت وخون

مختلف دینی کتب کے مطالعہ کے بعد مَیں اس یقین پر قائم تھا کہ اس زمانے میں اسلام کی ترقی خلافت سے وابستہ ہے۔ اسی بنا پر شروع شروع میں مَیں ''الجبهة الإسلامية للإنقاذ'' نامی اپنے ملک کی ایک دینی اور سیاسی پارٹی سے منسلک ہو گیا کیونکہ ان کے منشور میں خلافت کا قیام بھی شامل تھا۔ مَیں ان کے کئی جلسوں اور مظاہروں میں بھی شامل ہوا لیکن جب میں نے وہاں ان کی شرانگیز تقاریر سنیں تو اس سے علیحدگی اختیار کر لی کیونکہ میرا ضمیر یہ کہتا تھا کہ لوگوں کی لاشوں اور خون کی ندیوں میں سے ہو کر گزرنے والا راستہ ضرور شر اور فساد کی طرف ہی لے جانے والا ہے۔ چنانچہ بالآخر ایسا ہی ہوا اور الجزائر میں دین کے نام پر لاشیں گرائی گئیں اور ناحق معصوم انسانوں کا خون بہایا گیا۔

دینی جذبہ ٹھنڈا پڑ گیا

مذکورہ صورتحال کی وجہ سے مَیں نے تمام دینی جماعتوں سے علیحدگی اختیار کر لی اور اپنے فہم کے مطابق احکامِ اسلام کی پابندی کرنے لگا۔ دینی رجحانات اور دین سے محبت کی وجہ سے کبھی کبھی میرا دل چاہتا تھا کہ میں کسی دینی مدرسہ میں پڑھ کر امام مسجد بن جاؤں اور لوگوں کو اسلام کی امن و سلامتی کی تعلیم کے بارہ میں بتاؤں۔ لیکن جب مَیں نے انہی مدارس کے پڑھے ہوئے آئمہ کے خطابات سنے اور ان میں تضاد دیکھا تو دل بہت بے زار ہو گیا۔ چنانچہ کہاں میری یہ حالت تھی کہ مَیں مسجد میں سب سے پہلے آتا اور پہلی صف میں بیٹھنے والا نمازی تھا اور کہاں اب یہ حالت ہو گئی کہ میرا دینی جوش اور جذبہ بالکل ٹھنڈا ہو گیا اور ذہن میں عجیب عجیب سوالات جنم لینے لگ گئے۔

احمدیت سے تعارف

2006ء کے اواخر کی بات ہے کہ میرے دوست محمد فالی صاحب میرے گھر میں سیٹلائٹ ڈش لگانے کے لئے آئے تو باتوں باتوں میں بعض مشکل دینی امور کے بارہ میں ایسی تشریحات پیش کیں جو میرے دل کو لگیں۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ کچھ عرصہ سے وہ جماعت احمدیہ کے بارہ میں تحقیق کر رہے ہیں اور جو امور انہوں نے بیان کئے ہیں وہ دراصل جماعت احمدیہ کے لٹریچر سے ماخوذ ہیں۔ میری دلچسپی کو دیکھ کر چند روز کے بعد وہ دوبارہ تشریف لائے اور نہ صرف مجھے ایم ٹی اے کی فریکوئینسی دی بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا عربی ترجمہ بھی پڑھنے کے لئے دیا۔

مطالعہ ٔتفسیر کبیر اور سجدات شکر

مَیں بعض مصروفیات کی بنا پر کتاب کو نہ پڑھ سکا۔ کچھ عرصہ کے بعد فالی صاحب دوبارہ آئے تو مجھے تفسیر کبیر کی ایک جلد پڑھنے کے لئے دی۔ مجھے بعض آیات کی تفسیر جاننے کا شوق تھا اس لئے میں نے فورًا تفسیر کبیر کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔ اس تفسیر میں مَیں اس قدر ڈوبا اور اس قدر اسے پسند کیا کہ میں کام سے آکر رات کو دیر تک اسے پڑھتا رہتا۔ پھر صبح کو بھی جلد اٹھنے کی کوشش کرتا تا کہ تفسیر کا کچھ اور حصہ پڑھنے کا موقع مل جائے۔ ان دنوں میں مجھے یاد ہے کہ کئی بار مَیں خدا تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر بجالاتا تھا کہ اس نے ایسی تفسیر پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

انکارِ حق کی گنجائش نہ رہی

اس کے بعد کتاب ''السيرة المطهرة'' پڑھنے کا موقع ملا اور پھر جب ''القول الصريح'' پڑھی تو حیران رہ گیا کیونکہ ان کتب کے مطالعہ کے بعد اس حقیقت کا انکار کرنے کی میرے پاس کوئی حجت نہ تھی۔ مجھے ہر تمسخر اور تحقیر کرنے والے پر حیرت ہوتی تھی کہ اتنے مضبوط اور واضح دلائل کے باوجود تمسخرانہ رویہ کا کیا جواز ہوسکتا ہے۔ بہر حال مجھے تو اپنی جان کے لالے پڑ گئے تھے اور مَیں سوچ رہا تھا کہ اس روشن حق کو مَیں نے اور میرے خاندان نے اگر نہ مانا تو نہ جانے ہمارا انجام کتنا برا ہوگا، کیونکہ یہ ایمان کا مسئلہ ہے۔

''خیرخواہ'' سے ملاقات

انہی ایام کی بات ہے کہ ایک روز ہمارے علاقے کی مسجد کے امام کو اپنی دانست میں لوگوں کی ''خیر خواہی'' کا خیال آیا اور اس نے خطبہ جمعہ میں کہا کہ قادیانیت نے ہمارے نوجوانوں کو ٹارگٹ کیا ہے اور ان کو دینی طور پر تباہ کرنے کی سازش کی جارہی ہے اور یہ مہم مختلف ٹی وی چینلز کے ذریعہ جنگل میں آگ کی طرح پھیل رہی ہے۔ پھر وہ خطبہ کے دوران ہی جماعت کی نسبت ایسی باتیں کرنے لگ گیا جن کا جماعت کے عقائد سے دُور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ جب میں نے امام مسجد کی زبانی جمعہ کے روز ایسی بات سنی تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ مولوی حضرات سنی سنائی باتیں کر رہے ہیں اور انہوں نے اتنی بھی کوشش نہیں کی کہ خود جماعت کی کوئی کتاب پڑھ کر تحقیق کر لیں۔ اور سنی سنائی باتوں کی بنا پر الزام تراشی جھوٹ اور افترا کے سوا کچھ نہیں۔

اس مولوی نے اپنے خطبہ میں یہ بھی کہا کہ اگر کسی مسلمان نے اپنی بیٹی کی شادی کسی قادیانی سے کی ہے تو اسے چاہئے کہ فورًا اس رشتہ کو ختم کر دے کیونکہ یہ ناجائز عقد ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

جب ہم نے یہ باتیں سنیں تو محمد فالی صاحب نے کہا کہ آؤ اس مولوی صاحب سے بات کرتے ہیں۔ ہم اس کے پاس گئے۔ محمد فالی صاحب نے اسے کہا کہ ہم اسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جس کے بارہ میں آپ نے خطبہ میں غلط باتیں کی ہے۔ وہ کہنے لگا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے۔ تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے جو اس جماعت میں جا ملے ہو کیونکہ یہ جماعت بہت خطرناک ہے اور تم اس کی حقیقت سے ناآشنا ہو۔

محمد فالی صاحب نے کہا کہ تم مجھے یہ کہہ رہے ہو کہ میں جماعت کو نہیں جانتا، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ جماعت تو سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کی انگلیوں کی پوروں تک میرے وجود کے ذرّہ ذرّہ میں بسی ہوئی ہے۔

مولوی صاحب فرمانے لگے کہ اگر تم اس بارہ میں تفصیلی بات کرنا چاہتے ہو تو میرے گھر آؤ وہاں بیٹھ کر بات ہوگی۔ چنانچہ ہم وقت مقررہ پر اس کے گھر جا پہنچے۔ محمد فالی صاحب کو بھی جماعت میں شامل ہوئے ابھی تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا اس کے باوجود انہوں نے مولوی صاحب کے سامنے ایسے دلائل پیش کئے کہ وہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔ بالآخر یہ کہہ کر اس نے بات ختم کر دی کہ تم اگر کسی کی بات نہ ماننے کا فیصلہ کر کے آئے ہو تو ہم کیا کر سکتے ہیں؟!

بیعت

مولوی صاحب کے ساتھ تو ملاقات ختم ہوگئی لیکن دو روز بعد ایک نوجوان جو مولوی صاحب کے ساتھ گفتگو کے دوران بھی موجود تھا ایک کتاب لئے میرے پاس آ گیا۔ یہ کتاب احسان الٰہی ظہیر کی تھی اور عجیب اتفاق تھا کہ نہ صرف مَیں یہ کتاب پہلے ہی پڑھ چکا تھا بلکہ اس کے الزامات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے سامنے رکھ کر بھی دیکھ چکا تھا۔ چنانچہ مَیں نے اس دوست سے کہا کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ، قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہیں ایسی تعریف مَیں نے آج تک کسی مولوی کی زبانی نہیں سنی۔ کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں اعلیٰ درجہ کے معارف اور دقائق کے کنوز اس شخص کو تو دے دیئے جسے مولوی حضرات جھوٹا اور مفتری اور دجال کہتے ہیں لیکن مولویوں کو اس خیر سے محروم کیوں رکھا؟! اس کا سوائے اس کے اور کیا جواب ہوسکتا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایسے معارف دے کر بھیجا ہے۔

احسان الٰہی ظہیر کی اس کتاب کے نفرین انگیز اور توہین آمیز مندرجات کو پڑھ کر میری طبیعت بے چین ہوگئی اور میرے دل میں بیعت کی خواہش بشدّت جوش مارنے لگی۔ اس واقعہ کے بعد میں اتنا مجبور ہو گیا کہ اگلے ہی روز محمد فالی صاحب کے پاس جا کر بیعت فارم پُر کر کے ارسال کر دیا۔

اہل خانہ کی بیعت

مَیں اپنے اہل خانہ کے بارہ میں بہت پریشان تھا لیکن خدا کا ایسا فضل ہوا کہ میرے اہل خانہ کے اکثر افراد نے بیعت کر لی، حتی کہ میری والدہ صاحبہ بھی اپنی وفات سے قبل مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہو چکی تھیں۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

خدا کی قسم احمدیت میں مجھے ایسے لعل وجواہر ملے اور ایسے ایسے بیش قیمت خزانے ملے ہیں کہ جن کو پا کر دل چاہتا ہے کہ انہیں ساری دنیا سے چھپا کر سنبھال کر رکھا جائے۔ لیکن انسانی ہمدردی کا تقاضا ہے کہ یہ تمام انسانوں تک پہنچائے جائیں۔ چنانچہ ہم نے بھی اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور ارد گرد کے لوگوں کو ان کے بارہ میں بتایا لیکن ہر طرف سے تکفیر اور لعن طعن شروع ہوگئی۔ مجھے حیرت ہوتی تھی کہ ہم تو ان کے لئے خیر چاہتے ہیں لیکن یہ نہ صرف خیر کو ردّ کرتے ہیں بلکہ ایصال خیر کو ہمارا جرم بنا کر ہمیں اس کی سزا دینا چاہتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق اور حقیقت ان پر آشکار کر دے اور انہیں امام الزمان کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: نمازجنازہ حاضروغائب از صفحہ 4

بہت شفقت اور پیار سے بچوں کو پڑھاتے اور ان کی دلجوئی کیا کرتے تھے۔ وفات سے قبل جماعت امریکہ کے جنرل سیکرٹری آفس میں رضا کارانہ خدمت بجالا رہے تھے۔ انتہائی ملنسار، دلیر اور متوکل علی اللہ انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومین کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل - مربیٔ سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی و تربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

....

﴿امریکہ﴾

مڈویسٹ ریجن کا دوسرا سالانہ تربیتی اجتماع

دسمبر کا مہینہ مڈویسٹ ریجن میں شدید سردی کا مہینہ ہے۔ خصوصاً شکاگو میں سردی، برف باری اور برفانی ہواؤں کی وجہ سے کسی قسم کی تقریب منعقد کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور اگر برف باری ہوجائے تو یہ بات ناممکن معلوم ہوتی ہے۔

مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب مربی سلسلہ شکاگو کی مرسلہ رپورٹ کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ 2 سالوں سے مڈویسٹ ریجن کو دسمبر کے مہینہ میں سکول کی تعطیلات کے دوران احباب اور بچوں کے لئے تربیتی اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ گزشتہ سال یہ اجتماع 19 اور 20 دسمبر 2015ء کو مسجد بیت الجامع شکاگو میں ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ 2 سالوں سے خلاف معمول ان دنوں میں برف باری نہیں ہوئی اور سردی کی شدّت میں بھی کمی رہی۔ چنانچہ احباب، خواتین اور بچے دُور دُور سے تربیتی اجتماع میں شامل ہونے کے لئے آئے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

اجتماع کے انعقاد کے بارہ میں ریجن کی کُل 11 جماعتوں کے صدران کی خدمت میں خطوط لکھے گئے اور بذریعہ فون بھی انہیں توجہ دلائی گئی۔

اجتماع کے مختلف اجلاسات منعقد کئے گئے جن میں لجنہ اور ناصرات کے الگ اجلاسات اور خدام اور اطفال کے الگ الگ اجلاسات شامل تھے۔

پہلا دن 19/دسمبر 2015ء

افتتاحی اجلاس مشترکہ اجلاس تھا یعنی ناصرات، لجنہ، اطفال، خدام، انصار سب کے لئے تھا جس کی صدارت مکرم منعم نعیم صاحب نے کی۔ آپ نے احباب کو خوش آمدید کہا اور ’’ہماری تعلیم‘‘ میں سے اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ اس سیشن میں مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ نے اپنا پیغام بھیجا جسے مکرم مرزا مغفور احمد صاحب نائب امیر امریکہ نے پڑھ کر سنایا۔ اس کے علاوہ دو تقاریر ہوئیں جن کا موضوع تھا ’’اخوت‘‘ اور ’’قول و فعل میں تضاد سے بچنا‘‘۔

اطفال کا سیشن تمام خدام اور انصار نے بھی سنا۔ بچوں نے درج ذیل موضوعات پر تقاریر کیں: 1۔ درود شریف کی اہمیت۔ 2۔ سوشل میڈیا کے اثرات۔ 3۔ اطفال الاحمدیہ میں مالی قربانی کی اہمیت اور فوائد۔ 4۔ Bullying : Leading The charge against bullying in school. 5۔ Peer pressure in school۔ 6۔ استغفار کی اہمیت اور طاقت اور اس کا استعمال۔ سیشن کے آخر پر اطفال کو ریمارکس دیئے گئے اور خلافت کی اہمیت اور برکات پر روشنی ڈالی گئی۔

خدام الاحمدیہ کے سیشن میں درج ذیل عناوین پر خدام نے تقاریر کیں: 1۔ فیملی لائف، جماعت اور Job کے کاموں میں کس طرح بیلنس رکھا جا سکتا ہے۔ 2۔ نماز باجماعت اور روزانہ تلاوت خوشی اور کامیابی کی کنجی ہیں۔ 3۔ Nobody (husband/wife) is perfect ایک دوسرے کی کس طرح پردہ پوشی کرنی چاہئے۔ 4۔ نوجوانوں اور بچوں کے مشکل سوالات کا کس طرح جواب دینا ہے۔

اس سیشن کے آخر پر بھی ریمارکس دیئے گئے اور خدام کو نصائح کی گئیں۔

جس وقت اطفال اور خدام کے سیشنز ہو رہے تھے اسی وقت ناصرات الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے بھی الگ الگ سیشنز ہوئے۔ ناصرات کے سیشن میں سچائی کے موضوع پر Presentation دی گئی اور اس کے بعد دوسری شرط بیعت کے بارہ میں ایک ورکشاپ ہوئی۔

لجنہ اماء اللہ کے سیشن کا مرکزی موضوع تھا ’’ہمارے گھر ہمارے لئے جنت ہیں‘‘۔ اس سیشن میں ’’سوسائٹی کی اخلاقی بیماریوں‘‘ کے بارہ میں ایک ورکشاپ منعقد ہوئی۔

نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد ایک اور سیشن ہوا اور ایک ورکشاپ ہوئی جس کا عنوان تھا ’’مَیں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گی‘‘۔ خدام نے بھی نماز مغرب کے بعد گروپس میں اپنی دیگر ورکشاپس کیں اور پھر سب کے سامنے زیر بحث موضوع کے بارہ میں جوابات پیش کئے۔

نماز عشاء کے بعد پہلے دن کا آخری سیشن ہوا۔ یہ سیشن مشترکہ سیشن تھا یعنی ناصرات، لجنہ، اطفال، خدام، انصار سب کے لئے تھا۔ مکرم مرزا مغفور احمد صاحب نائب امیر امریکہ کی صدارت میں اس سیشن کا آغاز تلاوت اور نظم سے ہوا۔ پہلی تقریر قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں درج ذیل موضوع پر ہوئی: ’’غیر فعّال احباب کو کس طرح فعال بنایا جائے‘‘۔ دوسری تقریر مالی قربانی پر ہوئی۔ ہر دو تقاریر کے بعد سوالات کرنے کا موقع دیا گیا۔ سوالات کی کثرت کے باعث مکرم مرزا مغفور احمد صاحب نے فیصلہ کیا کہ سوالوں کے جواب ہی دیئے جائیں وہ اپنی تقریر نہیں کریں گے۔ یہ سیشن بہت دلچسپ رہا اور سب نے اسے پسند کیا۔ الحمدللہ۔

سوالات کے جوابات مکرم امام اعظم اکرم صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا نصیر احسان صاحب۔ مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب۔ مکرم فلاح الدین شمس صاحب اور مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب نے دیئے۔

دوسرا دن 20/دسمبر 2015ء

اتوار کے دن باجماعت نماز تہجد کا اہتمام کیا گیا۔ نماز فجر کے بعد درس بھی ہوا۔

10 بجکر 30 منٹ پر مکرم مرزا نصیر احسان صاحب نیشنل سیکرٹری صاحب مال امریکہ کی صدارت میں اختتامی اجلاس کا انعقاد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد تین تقاریر ہوئیں جن کے عنوانات یہ تھے: ’’خلافت انسانیت کے لئے ایک مشعل راہ ہے‘‘۔ Actions of an Ahmadi Muslim ۔ Heart to Heart ۔ آخر میں مکرم مرزا نصیر احسان صاحب نے صدارتی ریمارکس دیئے جس کے ساتھ اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال حاضری 650 سے زائد رہی جبکہ گزشتہ سال 450 تھی۔

اجتماع کے موقع پر نیشنل سیکرٹری رشتہ ناطہ نے رشتہ ناطہ کے بارہ میں ایک ورکشاپ بھی کی جس میں رشتہ ناطہ کے بارہ میں مسائل کا ذکر کر کے حل پیش کیا گیا۔ اس کے علاوہ مالی امور کے بارہ میں ریجن کے تمام سیکرٹریان مال کی نیشنل سیکرٹری صاحب مال امریکہ کے ساتھ بھی ایک میٹنگ ہوئی جس میں انہوں نے مالی امور کے بارہ میں ہدایات دیں۔

☆......☆......☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

☆...... مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 11/فروری 2016ء بروز جمعرات۔ قبل نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم محمد نعمان شاکر صاحب (آف لندن)** اور **مکرمہ رضیہ طاہر صاحبہ اہلیہ مکرم کلیم احمد طاہر صاحب (آف ریڈ برج۔ یوکے)** کی **نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

(1) مکرم محمد نعمان شاکر صاحب۔ لندن (ابن مکرم محمد لطیف شاکر صاحب)

7/فروری 2016ء کو 50 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بہت نیک، نماز باجماعت کے پابند، چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ، خلافت کے اطاعت گزار اور سلسلہ کی خدمت کرنے والے مخلص انسان تھے۔ جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شمولیت اختیار کرتے تھے۔ آپ بہت خوش اخلاق اور ہنس مُکھ طبیعت کے مالک تھے۔ اپنا کام بہت دیانتداری سے کیا کرتے تھے۔ اپنی بیماری کے دوران بہت صبر کا مظاہرہ کیا۔ پسماندگان میں والدین اور اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(2) مکرمہ رضیہ طاہر صاحبہ (اہلیہ مکرم کلیم احمد طاہر صاحب۔ ریڈ برج۔ یوکے)

7/فروری 2016ء کو 50 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ دین کی خدمت کرنے والی بہت نیک خاتون تھیں۔ آپ کو دو بار صدر لجنہ اماء اللہ ریڈ برج کے طور پر کام کرنے کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ لوکل جماعت میں لجنہ کے مختلف شعبہ جات میں خدمت کرنے کے ساتھ ساتھ ہیومینٹی فرسٹ اور جلسہ سالانہ کے موقع پر بھی مختلف شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں خاوند کے علاوہ دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اس موقع پر درج ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم راجہ محمد یعقوب خان صاحب (ابن مکرم راجہ مددخان صاحب آف ربوہ۔ حال منڈی بہاؤالدین)

30 جنوری 2016ء کو 93 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد مکرم راجہ مددخان صاحبؓ اور والدہ مکرمہ اصغری بیگم صاحبہ دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں شامل تھے۔ آپ فرقان فورس میں بھی شامل رہے۔ آپ نے قادیان اور ربوہ میں لمبا عرصہ مختلف جماعتی خدمات کی توفیق پائی۔ 1948ء میں ربوہ کے پہلے قائد خدام الاحمدیہ کے طور پر خدمت بجا لاتے رہے۔ آپ 37 سال صدر محلّہ دارالصدر شرقی بھی رہے۔ اس دوران متعدد بار قائم مقام صدر عمومی ربوہ کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ 61 سال خلافت لائبریری اور مختلف جماعتی دفاتر میں خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم ملک مبشر احمد صاحب (ابن مکرم ملک محمد یعقوب صاحب۔ راولپنڈی)

22 نومبر 2015ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ اپنے حلقہ میں زعیم انصار اللہ، سیکرٹری تعلیم القرآن اور سیکرٹری امور عامہ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ آپ بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

....

☆...... مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 13/فروری 2016ء بروز ہفتہ۔ قبل نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ طاہرہ الیاس صاحبہ (آف پیٹر برا۔ یوکے)** کی **نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرمہ طاہرہ الیاس صاحبہ۔ آف پیٹر برا (اہلیہ مکرم الیاس احمد صاحب شہید آف بیت النور ماڈل ٹاؤن لاہور)

8/فروری 2016ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، مہمان نواز، انتہائی شفیق، ملنسار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے آپ کو والہانہ لگاؤ تھا۔ قرآن کریم کی تلاوت بڑی باقاعدگی سے کرتی تھیں۔ اپنا چندہ بروقت ادا کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ اس موقع پر درج ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم خواجہ نذیر احمد صاحب (ابن مکرم خواجہ فقیر محمد صاحب۔ فرینکفرٹ۔ جرمنی)

31 دسمبر 2015ء کو مختصر علالت کے بعد 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے دادا حضرت خواجہ حفیظ الدین صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے جنہوں نے 1894ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ خواجہ نذیر احمد صاحب نے بہت چھوٹی عمر میں قادیان میں الفضل میں ملازمت اختیار کی۔ اس وقت کے ایڈیٹر صاحب نے آپ کی ڈیوٹی لگائی کہ روزانہ حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی صحت سے متعلق دریافت کر کے انہیں مطلع کیا کریں۔ چنانچہ آپ حضورؓ کی صحت کے بارہ میں جو بھی رپورٹ دیتے وہ الفضل میں شائع کی جاتی تھی۔ تقسیم ہند کے بعد رتن باغ (لاہور) میں بھی کچھ عرصہ اخبار الفضل میں کام کیا۔ 1953ء میں حالات کی خرابی کی وجہ سے اخبار الفضل بند ہوا تو آپ کراچی چلے گئے اور وہاں ’’اخبار المصلح‘‘ میں کام کرتے رہے۔ جب حالات ٹھیک ہوئے تو پھر واپس لاہور آ گئے۔ اسی طرح ربوہ آ کر بھی الفضل سے منسلک رہے اور ضیاء الاسلام پریس میں بھی خدمت بجالاتے رہے۔ 1970ء کی دہائی میں بعض گھریلو مشکلات کی وجہ سے پریس میں کام جاری نہ رکھ سکے تو اس دوران گھر میں جماعت کی کتب کی بائنڈنگ کا کام شروع کر دیا۔ آپ نے ہزاروں کی تعداد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور دیگر جماعتی کتب و لٹریچر کی بائنڈنگ کا کام کرنے کی توفیق پائی۔ آپ گو واقف زندگی تو نہ تھے لیکن ساری زندگی ایک واقف زندگی کی طرح ہی محنت اور دیانت داری سے خدمت بجالاتے رہے۔ آپ صوم و صلوٰۃ کے پابند، نیک دل، غریب پرور، مہمان نواز، ملنسار، خوش اخلاق، ہر ایک کے ہمدرد اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور سات بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم راجہ ناصر احمد صاحب (سلور سپرنگ۔ USA)

6/فروری 2016ء کو 63 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ ننھیال کی طرف سے حضرت منشی محمد خان صاحب کپورتھلوی صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے ہیں۔ آپ کے والد محترم راجہ فضل داد خان صاحب اپنے گاؤں ڈلوال (ضلع چکوال) کے پہلے احمدی تھے۔ آپ تعلیم الاسلام کالج اولڈ ایسوسی ایشن امریکہ کے فعال رکن تھے اور تین سال تک ایسوسی ایشن کے ابتدائی جنرل سیکرٹری بھی رہے۔ رسالہ ’’المنار‘‘ (امریکہ) کے ایڈیٹر کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ اطفال کی تربیتی کلاسیں بھی لیتے رہے۔

باقی صفحہ 3 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

قرآن کریم میں نمازوں کی ادائیگی کی طرف کئی جگہ توجہ دلائی گئی ہے۔کہیں نمازوں کی حفاظت کا حکم ہے۔کہیں اس میں باقاعدگی اختیار کرنے کا حکم ہے۔کہیں اس کی وقت پر ادائیگی کا حکم ہے اور پھر اس کے لئے اوقات بھی بتا دیئے کہ نماز کی ادائیگی کے لئے فلاں فلاں اوقات ہیں جن پر مومن کو عمل کرنا چاہئے،اس کی پابندی کرنی چاہئے۔غرض کہ نمازوں کی ادائیگی اور اس کی فضیلت کے بارے میں بار بار خدا تعالیٰ نے ایک مومن کو تلقین فرمائی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ فرمایا کہ انسانی پیدائش کا مقصد ہی عبادت ہے۔

ہماری خوش قسمتی یہ ہے کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے جنہوں نے ہمیں عبادتوں کے صحیح طریقے سکھائے۔ہمیں حکمت سکھائی کہ کس لئے عبادتیں کرنی ضروری ہیں۔بار بار متعدد موقعوں پر اپنی جماعت کو نمازوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔اس کی تفصیلات اور جزئیات بتائی ہیں۔اس کی حکمت اور ضرورت بتائی ہے تا کہ ہم اپنی نمازوں کی اہمیت کو سمجھیں اور اس میں حسن پیدا کر سکیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے نماز کی اہمیت،حکمت اور نمازوں کی پابندی اور نمازوں میں لذت و سرور وغیرہ امور کے حاصل کرنے سے متعلق نہایت اہم تاکیدی نصائح

جو مساجد کے قریب رہتے ہیں وہ اپنی اپنی مساجد میں یا اپنے نماز سینٹروں میں باقاعدہ نماز کی ادائیگی کے لئے اور خاص طور پر فجر کی ادائیگی کے لئے جایا کریں۔اور صرف یہاں نہیں بلکہ دنیا کے ہر ملک میں اس کے لئے کوشش ہونی چاہئے کہ مسجدوں کو آباد کریں۔ خاص طور پر اگر عہدیدار اور جماعتی کارکنان،واقفین زندگی اس طرف توجہ دیں تو نمازوں کی حاضری بہت بہتر ہو سکتی ہے۔

یہ خیال غلط ہے کہ صحت ہے تو سب کچھ ہے یا فلاں فلاں کام کرنے سے صحت قائم رہے گی یا بیمار ہوں گا تو فلاں دوائی لینے سے صحت ہو جائے گی۔ یہ سب چیزیں جو ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے چلتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم اگر نہیں ہوگا تو سب بیکار ہیں۔پس جس کے حکم سے یہ سب چیزیں چل رہی ہیں اس کے آگے ہمیں جھکنے کی ضرورت ہے۔اس کی عبادت کی ضرورت ہے۔اس سے تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ پس نمازیں جہاں مقصد پیدائش کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہیں وہاں ہمیں آفات اور مشکلات سے بھی بچاتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کے بہت سارے کام ایسے ہیں جو بظاہر ناممکن ہوتے ہیں لیکن اللہ سے تعلق ہو تو وہ ممکن بن جاتے ہیں۔

مکرمہ اصغری بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم سابق امیر جماعت کراچی کی وفات۔مرحومہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 15 اپریل 2016ء بمطابق 15 شہادت 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح،مورڈن۔لندن۔

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

قرآن کریم میں نمازوں کی ادائیگی کی طرف کئی جگہ توجہ دلائی گئی ہے۔کہیں نمازوں کی حفاظت کا حکم ہے۔کہیں اس میں باقاعدگی اختیار کرنے کا حکم ہے۔کہیں اس کی وقت پر ادائیگی کا حکم ہے اور پھر اس کے لئے اوقات بھی بتا دیئے کہ نماز کی ادائیگی کے لئے فلاں فلاں اوقات ہیں جن پر مومن کو عمل کرنا چاہئے، اس کی پابندی کرنی چاہئے۔غرض کہ نمازوں کی ادائیگی اور اس کی فضیلت کے بارے میں بار بار خدا تعالیٰ نے ایک مومن کو تلقین فرمائی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ فرمایا کہ انسانی پیدائش کا مقصد ہی عبادت ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ(الذّاریات:57) کہ جنّ و اِنس کی پیدائش کا مقصد ہی عبادت ہے لیکن انسان اس مقصد کو پہچانتا نہیں اور اس سے دُور ہٹا ہوا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ نے تمہاری پیدائش کی اصلی غرض یہ رکھی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔مگر جو لوگ اپنی اس اصلی اور فطری غرض کو چھوڑ کر حیوانوں کی طرح زندگی کی غرض صرف کھانا پینا اور سو رہنا سمجھتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دُور جا پڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ذمہ داری اُن کے لئے نہیں رہتی‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 182۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ غرض ہے جو ایک ایمان کا دعویٰ کرنے والے کو اپنی تمام تر توجہ سے پوری کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے وارث بنتے رہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرتے رہیں۔

اور عبادت کی غرض کس طرح پوری ہوتی ہے۔اس کے لئے اسلام نے ہمیں پانچ وقت کی نمازوں کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ایک روایت ایک حدیث میں ہے کہ نماز عبادت کا مغز ہے۔پس اس مغز کو حاصل کر کے ہی ہم عبادت کا مقصد پورا کر سکتے ہیں۔ہماری خوش قسمتی یہ ہے کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے جنہوں نے ہمیں عبادتوں کے صحیح طریقے سکھائے۔ہمیں حکمت سکھائی کہ کس لئے عبادتیں کرنی ضروری ہیں۔بار بار متعدد موقعوں پر اپنی جماعت کو نمازوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔اس کی تفصیلات اور جزئیات بتائی ہیں۔اس کی حکمت اور ضرورت بتائی ہے تا کہ ہم اپنی نمازوں کی اہمیت کو سمجھیں اور اس میں حسن پیدا کر سکیں۔

اِس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات اس حوالے سے پیش کروں گا۔بعض

دفعہ موسم کی شدت یا راتیں چھوٹی ہونے کی وجہ سے خاص طور پر فجر کی نماز میں سستی ہوجاتی ہے۔ عمومی طور پر ظہر عصر کی نمازیں لوگ یا جمع کر لیتے ہیں یا بعض لوگوں کو میں نے دیکھا ہے کہ کام کی زیادتی کی وجہ سے صحیح طرح ادا ہی نہیں کرتے۔ تو چاہے موسم کی شدت ہو، راتوں کی نیند پوری نہ ہونا ہو، کام میں مصروفیت ہو، اس وجہ سے لوگ نمازیں یا تو چھوڑ دیتے ہیں یا پھر بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو بعض دفعہ کہتے ہیں کہ جی ہم نے تین نمازیں جمع کر لیں۔ آجکل یہاں ان ملکوں میں بڑی تیزی سے نماز کا وقت پیچھے آ رہا ہے اور اب فجر کی نماز پہ بھی نظر آتا ہے کہ ایک ڈیڑھ صف کی کمی ہونی شروع ہوگئی ہے۔ بعض لوگ جو باہر سے آئے ہوئے ہیں ان کی وجہ سے کبھی کبھی تعداد زیادہ بھی ہوجاتی ہے لیکن مقامی لوگوں کو جو مساجد کے قریب رہتے ہیں یا جن کے حلقے ہیں اس طرف توجہ کرنی چاہئے کہ اپنی اپنی مساجد میں یا اپنے نماز سینٹروں میں باقاعدہ نماز کی ادائیگی کے لئے اور خاص طور پر فجر کی ادائیگی کے لئے جایا کریں۔ اور صرف یہاں نہیں بلکہ دنیا کے ہر ملک میں اس کے لئے کوشش ہونی چاہئے کہ مسجدوں کو آباد کریں۔ خاص طور پر اگر عہدیدار اور جماعتی کارکنان، واقفین زندگی اس طرف توجہ دیں تو نمازوں کی حاضری بہت بہتر ہوسکتی ہے۔

نمازوں کو باقاعدہ اور التزام سے پڑھنے کے بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ایک مجلس میں آپ نے فرمایا کہ:

''نمازوں کو باقاعدہ التزام سے پڑھو۔ بعض لوگ صرف ایک ہی وقت کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ نمازیں معاف نہیں ہوتیں یہاں تک کہ پیغمبروں تک کو معاف نہیں ہوئیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نئی جماعت آئی۔ انہوں نے نماز کی معافی چاہی (کہ ہماری مصروفیات ہیں، کام کی زیادتی ہے ہمیں نماز معاف کردیں۔) آپ نے فرمایا کہ جس مذہب میں عمل نہیں وہ مذہب کچھ نہیں۔ اس لئے اس بات کو خوب یاد رکھو اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اپنے عمل کرلو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک یہ بھی نشان ہے کہ آسمان اور زمین اس کے امر سے قائم رہ سکتے ہیں۔ بعض دفعہ وہ لوگ جن کی طبائع طبعیات کی طرف مائل ہیں کہا کرتے ہیں کہ نیچری مذہب قابل اتباع ہے کیونکہ اگر حفظ صحت کے اصولوں پر عمل نہ کیا جائے تو تقویٰ اور طہارت سے کیا فائدہ ہو گا؟''۔ (دنیا دار اس بات کی بحث کرتے ہیں کہ بہت سارے اصول ہیں ان پر عمل کرنا چاہئے۔ صحت کے بارے میں جو دنیاوی اصول ہیں اگر وہ ہوں مثلاً یہ کہ اِن اِن چیزوں پر عمل کرنا ہے اگر اس پہ عمل نہیں کرو گے تو صحت نہیں ہوگی۔ وہ تقویٰ اور طہارت کس طرح قائم رہ سکتی ہے اور صرف تقویٰ قائم رکھنے کا کیا فائدہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ''سو واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے یہ بھی ایک نشان ہے کہ بعض وقت ادویات بے کار رہ جاتی ہیں اور حفظ صحت کے اسباب بھی کسی کام نہیں آسکتے۔ نہ دوا کام آسکتی ہے، نہ طبیب حاذق۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا امر ہو تو الٹا سیدھا ہوجایا کرتا ہے''۔

(ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 263۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اللہ تعالیٰ کا فضل اصل چیز ہے۔ یہ خیال غلط ہے کہ صحت ہے تو سب کچھ ہے یا فلاں فلاں کام کرنے سے صحت قائم رہے گی یا بیمار ہوں گا تو فلاں دوائی لینے سے صحت ہوجائے گی۔ یہ سب چیزیں جو ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے چلتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم اگر نہیں ہوگا تو سب بیکار ہیں۔ پس جس کے حکم سے یہ سب چیزیں چل رہی ہیں اس کے آگے ہمیں جھکنے کی ضرورت ہے۔ اس کی عبادت کی ضرورت ہے۔ اس سے تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ پس نمازیں جہاں مقصد پیدائش کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہیں وہاں ہمیں آفات اور مشکلات سے بھی بچاتی ہیں کیونکہ بہت سارے کام ایسے ہیں جو بظاہر ناممکن ہوتے ہیں لیکن اللہ سے تعلق ہو تو اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کے وہ ممکن بن جاتے ہیں۔ پس جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''اصل بات یہی ہے کہ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ویرانہ کو آبادی اور آبادی کو ویرانہ بنا دیتا ہے۔ شہر بابل کے ساتھ کیا کیا۔ جس جگہ انسان کا منصوبہ تھا کہ آبادی ہو وہاں مشیّتِ ایزدی سے ویرانہ بن گیا اور اُلّوؤں کا مسکن ہوگیا۔ اور جس جگہ انسان چاہتا تھا کہ ویرانہ ہو وہ دنیا بھر کے لوگوں کا مرجع ہوگیا۔ (یعنی مکّہ۔ خانہ کعبہ۔) پس خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوا اور تدبیر پر بھروسہ کرنا حماقت ہے۔ اپنی زندگی میں ایسی تبدیلی پیدا کرلو کہ معلوم ہو کہ گویا نئی زندگی ہے۔ استغفار کی کثرت کرو۔ جن لوگوں کو کثرتِ اشغالِ دنیا کے باعث کم فرصتی ہے ان کو سب سے زیادہ ڈرنا چاہئے''۔ (جو سمجھتے ہیں کہ دنیا کے مشاغل ہمیں بہت ہیں۔ مصروفیات بہت ہیں اور عبادتوں کی، نمازوں کی فرصت نہیں ان کو سب سے زیادہ ڈرنا چاہئے۔) ''ملازمت پیشہ لوگوں سے اکثر فرائض خداوندی فوت ہوجاتے ہیں۔ اس لئے مجبوری کی حالت میں ظہر و عصر اور مغرب وعشاء کی نمازوں کا جمع کرکے پڑھ لینا جائز ہے''۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''مَیں یہ بھی جانتا ہوں کہ اگر حُکّام سے نماز پڑھنے کی اجازت طلب کرلی جائے تو وہ اجازت دے دیا کرتے ہیں۔'' (جہاں انسان نوکری کرتا ہے، ملازمت کرتا ہے اگر ان افسروں پر اچھا اثر ہو اور ان سے اجازت لی جائے نمازوں کی تو نماز پڑھنے کی اجازت دے دیتے ہیں۔) فرمایا ''نیز اعلیٰ حُکّام کی طرف سے ماتحت افسروں کو اس بارے میں خاص ہدایات ملی ہوئی ہوتی ہیں۔'' (بعض جگہ ہدایات ہوتی بھی ہیں۔) فرمایا کہ ''ترکِ نماز کے لئے ایسے بیجا عذر بجز اپنے نفس کی کمزوری کے اور کوئی نہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں ظلم وزیادتی نہ کرو۔ اپنے فرائض منصبی نہایت دیانتداری سے بجالاؤ۔''

(ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 265۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر صرف نمازیں ہی نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر آپ ہم سے توقع رکھتے ہیں اور اس بارے میں نوافل اور تہجد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

''اس زندگی کے کُل انفاس اگر دنیاوی کاموں میں گزر گئے تو آخرت کے لئے کیا ذخیرہ کیا؟'' (اگر سارے وقت، ہر سانس، ہر لمحہ انسان نے دنیاداری کے کمانے میں صَرف کر دیا تو آخرت کے لئے کیا جمع کیا۔) فرمایا کہ ''تہجد میں خاص کر اُٹھو اور ذوق اور شوق سے ادا کرو۔ درمیانی نمازوں میں بہ باعث ملازمت کے ابتلا آجاتا ہے۔'' فرمایا کہ ''رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ نماز اپنے وقت پر ادا کرنی چاہئے۔ ظہر و عصر کی کبھی کبھی جمع ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ضعیف لوگ ہوں گے اس لئے یہ گنجائش رکھ دی۔ مگر یہ گنجائش تین نمازوں کے جمع کرنے میں نہیں ہوسکتی۔ جبکہ ملازمت میں اور دوسرے کئی امور میں لوگ سزا پاتے ہیں (اور موردِ عتابِ حُکّام ہوتے ہیں) تو اگر اللہ تعالیٰ کے لئے تکلیف اٹھاویں تو کیا خوب ہے''۔

(ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 6۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔

آخر دنیاوی ملازمتوں میں، دنیاوی کاموں میں بھی لوگ بعض دفعہ سزا پاتے ہیں اور تکلیف اٹھاتے ہیں تو نمازیں پڑھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی خاطر اگر تھوڑی سی تکلیف اٹھالی تو یہ تو فائدہ ہی فائدہ ہے۔ پس ایک مومن کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ اب راتیں چھوٹی آ رہی ہیں۔ نہ چھوٹی راتوں کی وجہ سے نماز قضاء ہو۔ اور نہ ہی چھوٹی راتیں نماز ادا کرنے سے روکیں اور نہ دنیاوی کاموں کی مصروفیات اس کے رستے میں روک بنیں۔ پس اس لحاظ سے ہمیں ہر وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہنے کی ضرورت ہے۔

ہم میں سے بہت سے نماز ایک فرض سمجھ کر تو ادا کرتے ہیں لیکن اس کی حقیقت کو صحیح طور پر نہیں جانتے۔ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

''نماز کیا ہے؟ یہ ایک خاص دعا ہے مگر لوگ اس کو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں''۔ (مجبوری سے دے رہے ہیں، ادا کر رہے ہیں گویا کہ ٹیکس لگا ہوا ہے۔) ''نادان اتنا نہیں جانتے کہ بھلا خدا تعالیٰ کو ان باتوں کی کیا حاجت ہے۔ اس کے غناءِ ذاتی کو اس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دعا، تسبیح اور تہلیل میں مصروف ہے بلکہ اس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ وہ اس طریق پر اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے''۔ فرمایا: ''مجھے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ آجکل عبادات اور تقویٰ اور دینداری سے محبت نہیں ہے۔ اس کی وجہ ایک عام زہریلا اثر رسم کا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو رہی ہے اور عبادت میں جس قسم کا مزا آنا چاہئے وہ مزا نہیں آتا۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں لذّت اور ایک خاص حظّ اللہ تعالیٰ نے نہ رکھا ہو''۔ فرمایا کہ ''جس طرح پر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزہ نہیں اٹھا سکتا اور وہ اسے تلخ یا بالکل پھیکا سمجھتا ہے''۔ (بعض دفعہ منہ بدمزہ ہوجاتا ہے بیماری کی وجہ سے۔) ''اسی طرح وہ لوگ جو عبادت الٰہی میں حظّ اور لذت نہیں پاتے ان کو اپنی بیماری کا فکر کرنا چاہئے کیونکہ جیسا مَیں نے ابھی کہا ہے دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی لذّت نہ رکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس عبادت میں اس کے لئے لذّت اور سرور نہ ہو''۔ (ایک طرف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے پیدا ہی عبادت کے لئے کیا ہے پھر اس میں کوئی لذت بھی نہیں رکھی۔) فرمایا کہ ''لذت اور سرور تو ہے مگر اس سے حظّ اٹھانے والا بھی تو ہو''۔ (اس سرور کو کوئی حاصل کرنے والا بھی تو ہو۔) ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذّٰریات:57) اب انسان جبکہ عبادت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے۔ ضروری ہے کہ عبادت میں لذت اور سرور بھی درجہ غایت کا رکھا ہو۔ اس بات کو ہم اپنے روزمرہ کے مشاہدہ اور تجربے سے خوب سمجھ سکتے ہیں''۔ (ہر کام میں اللہ تعالیٰ نے لذّت و سرور رکھا ہے اور روزمرہ کے جو کام ہیں ان سے اس کا پتا چلتا ہے، مشاہدے میں باتیں آتی ہیں۔) پھر فرمایا کہ ''مثلاً دیکھو اناج اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیاء'' (جو بھی کھانے پینے والی چیزیں ہیں) ''انسان کے لئے پیدا ہوئی ہیں تو کیا ان سے وہ ایک لذت اور حظ نہیں پاتا ہے؟'' (بڑے مزیدار کھانے پکے ہوں تو بڑا مزہ آتا ہے۔) ''کیا اس ذائقہ، مزے اور احساس کے لئے اس کے منہ میں زبان موجود نہیں؟ کیا وہ خوبصورت اشیاء دیکھ کر نباتات ہوں یا جمادات۔ حیوانات ہوں یا انسان حظّ نہیں پاتا؟'' (کھانے کا مزا بھی لیتا ہے اور خوبصورتی کا مزا بھی۔ خوبصورت چیز دیکھ کے آنکھوں کے ذریعہ سے اس کا لطف اٹھاتا ہے۔) ''کیا دل خوش کن اور سریلی آوازوں سے اس کے کان محظوظ نہیں ہوتے؟'' (اللہ تعالیٰ نے کان رکھے ہیں۔ اب کانوں میں سریلی آوازیں پہنچیں تو اس سے دل خوش ہوتا ہے۔) ''پھر کیا کوئی دلیل اَور بھی اس امر کے اثبات کے لئے مطلوب ہے کہ عبادت میں لذت نہیں''۔ (ان ساری چیزوں میں تو لذت ہے۔

ان سے تو سرور ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں لیکن عبادت میں اگر لذت نہیں ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ یہ ساری باتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ یقیناً عبادت میں بھی اللہ تعالیٰ نے لذت رکھی ہے۔) فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے عورت اور مرد کو جوڑا پیدا کیا اور مرد کو رغبت دی ہے اب اس میں زبردستی نہیں کی بلکہ ایک لذّت بھی دکھلائی ہے۔ اگر محض توالد وتناسل ہی مقصود بالذات ہوتا تو مطلب پورا نہ ہو سکتا‘‘۔ فرمایا ’’خدا تعالیٰ کی علّت غائی بندوں کا پیدا کرنا تھا اور اس سبب کے لئے ایک تعلق عورت مرد میں قائم کیا اور ضمناً اس میں ایک حظّ رکھ دیا جو اکثر نادانوں کے لئے مقصود بالذات ہو گیا ہے۔‘‘ (بعض لوگ دنیادار صرف یہی سمجھتے ہیں کہ یہی ہمارا مقصد ہے۔) فرمایا کہ ’’اسی طرح سے خوب سمجھ لو کہ عبادت بھی کوئی بوجھ اور ٹیکس نہیں۔ اس میں بھی ایک لذت اور سرور ہے اور یہ لذت اور سرور دنیا کی تمام لذتوں اور تمام حظوظ نفس سے بالاتر اور بلند ہے‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’جیسے ایک مریض کسی عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ غذا کی لذت سے محروم ہے اسی طرح پر، ہاں ٹھیک ایسا ہی وہ کم بخت انسان ہے جو عبادت الٰہی سے لذت نہیں پا سکتا‘‘۔ (ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 160-159۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اگر ایک مریض ایک اچھی غذا اپنے مرض کی وجہ سے بیماری کی وجہ سے منہ کڑوا ہونے کی وجہ سے اس کو پسند نہیں آتی اس کا ذائقہ محسوس نہیں ہوتا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ کھانا خراب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مریض ہے۔ اسی طرح جو نماز اور عبادت سے حظ نہیں اٹھاتا اس کا مطلب یہ نہیں کہ نمازوں میں حظ نہیں ہے یا اللہ تعالیٰ نے لطف نہیں رکھا۔ رکھا ہے لیکن انسان کی اپنی طبیعت بیماری، بدذوقی اس سے لطف نہیں اٹھاتی۔

پس ہمیں ایسی عبادتوں کی تلاش کرنی چاہئے جس میں لذت و سرور ہو، نہ کہ صرف ایک بوجھ سمجھ کر گلے سے اتارا جائے۔ جب ایسی صورت ہو گی تو پھر جیسا کہ مَیں نے کہا بعض لوگ لمبی راتوں میں تو فجر کی نماز پہ آجاتے ہیں۔ اب چھوٹی راتیں ہوں تو فجر کی نماز پہ آنا چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کی توجہ پھر اس طرف رہے گی تاکہ سرور حاصل ہو اور باقی نمازوں کی ادائیگی کا بھی خیال رہے گا۔

پھر لذت و سرور کے مضمون کو مزید بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’غرض مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سست اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کو اس لذت و سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ اس کی یہی ہے‘‘ (کہ ان کو اس کا پتا نہیں۔) ’’پھر شہروں اور گاؤں میں تو اور بھی سستی اور غفلت ہوتی ہے۔ سو پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا۔ پھر سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ کیوں ان کو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی انہوں نے اس مزہ کو چکھا۔ اور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور مؤذن اذان دے دیتا ہے۔ پھر وہ سننا بھی نہیں چاہتے۔ گویا ان کے دل دکھتے ہیں‘‘۔ (یعنی اذان کی آواز سن تو سننا بھی نہیں چاہتے کہ اوہو اب تو نماز پہ جانا پڑے گا۔ یا توجہ ہی نہیں دیتے۔) ’’یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں۔ بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں کہ ان کی دکانیں دیکھو تو مسجدوں کے نیچے ہیں مگر کبھی جا کر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے۔ پس مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہئے کہ جس طرح پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں۔ نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزا چکھا دے‘‘۔ (فرمایا کہ کھانے کا، پھلوں کا، باقی چیزوں کا زبان میں مزا آتا ہے ناں اسی طرح اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نماز کا بھی مزا چکھا دے۔) فرمایا کہ ’’کھایا ہوا یاد رہتا ہے۔ دیکھو اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو ایک سرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اسے خوب یاد رہتا ہے اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اس کی ساری حالت باعتبار اس کے مجسّم ہو کر سامنے آ جاتی ہے‘‘۔ (خوبصورتی بھی یاد رہتی ہے، بدصورتی بھی یاد رہتی ہے۔) ’’ہاں اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اٹھ کر سردی میں وضو کر کے خوابِ راحت چھوڑ کر کئی قسم کی آسائشوں کو کھو کر پڑھنی پڑتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اسے بیزاری ہے۔ وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لذّت اور راحت سے جو نماز میں ہے اس کو اطلاع نہیں ہے۔ پھر نماز میں لذت کیونکر حاصل ہو۔‘‘ فرمایا کہ ’’مَیں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشے باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پَے در پَے پیالے پیتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آ جاتا ہے۔ دانشمند اور بزرگ انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے‘‘۔ (یہ جو نصیحت ہے نشے باز کا بھی جو یہ نمونہ ہے اس سے بھی ایک عقلمند انسان فائدہ اٹھا سکتا ہے) ’’اور وہ (کیا فائدہ اٹھائے) یہ کہ نماز پر دوام کرے اور پڑھتا جاوے۔‘‘ (مزا آتا ہے یا نہیں آتا۔ اس کوشش میں ہو کہ مجھے مزا آئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرے اور باقاعدگی اختیار کرے، پڑھتا جائے۔) ’’یہاں تک کہ اس کو سرور آ جاوے اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اس کا مقصود بالذات ہوتا ہے اسی طرح سے ذہن میں اَور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسے سرور کا حاصل کرنا ہو اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشے باز کے اضطراب اور قلق وکرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کہ وہ لذّت حاصل ہو‘‘۔ (ایک کرب پیدا ہو، ایک قلق پیدا ہو، اس کی وجہ سے دعا ہو۔) فرمایا کہ ’’تو مَیں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً وہ لذت حاصل ہو جاوے گی۔ پھر نماز پڑھتے وقت ان مفاد کا حاصل کرنا بھی ملحوظ ہو جو اس سے ہوتے ہیں اور احسان پیش نظر رہے‘‘۔ فرمایا کہ ’’اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ (ھود:115) نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں۔ پس ان حسنات کو اور لذات کو دل میں رکھ کر دعا کرے کہ وہ نماز جو کہ صدیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے‘‘ (یہ دعا ہو۔) فرمایا کہ ’’یہ جو فرمایا ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ (ھود:115) یعنی نیکیاں یا نماز بدیوں کو دور کرتی ہیں یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں‘‘۔ (یہ بھی دنیا میں نظر آتا ہے کہ بظاہر بڑی نمازیں بھی پڑھ رہے ہوتے ہیں، لیکن بدیاں کرتے ہیں۔) فرمایا ’’اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ‘‘۔ (سچائی کے ساتھ اور دل لگا کر اور روح کی گہرائی سے نماز نہیں پڑھتے۔) ’’وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکّریں مارتے ہیں۔ ان کی روح مردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام حسنات نہیں رکھا اور یہاں جو حسنات کا لفظ رکھا، اَلصَّلٰوۃ کا لفظ نہیں رکھا باوجودیکہ معنی وہی ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حسن و جمال کی طرف اشارہ کرے کہ وہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اس میں موجود ہے۔ وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں کو دُور کرتی ہے۔ نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔ نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 162 تا 164۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر نماز کی مختلف حالتوں کی حکمت اور جو اثر ان کا ہم پہ ہونا چاہئے، اس کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ: ’’یاد رکھو صلوٰۃ میں حال اور قال دونوں کا جمع ہونا ضروری ہے‘‘۔ (یعنی اپنی ایسی کیفیت بھی پیدا ہو، ایسی حالت پیدا ہو جو نماز کی حالت ہونی چاہئے اور دوسرے یہ بھی احساس ہو کہ انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہے اس سے باتیں کر رہا ہے۔) فرمایا کہ ’’بعض وقت اعلام تصویری ہوتا ہے‘‘۔ (یعنی تصویری حالت پیدا ہوتی ہے۔ ایسی شکل پیدا ہوتی ہے جس کو تصویری شکل دی جاتی ہے۔) فرمایا ’’ایسی تصویر دکھائی جاتی ہے جس سے دیکھنے والے کو پتا ملتا ہے کہ اس کا منشاء یہ ہے۔ ایسا ہی صلوٰۃ میں منشائے الٰہی کی تصویر ہے‘‘۔ (نمازیں جو ہیں، اس کی جو مختلف حالتیں ہیں اس میں اللہ تعالیٰ انسان سے کیا چاہتا ہے اس کا ایک تصویری نمونہ قائم کیا گیا ہے۔) فرمایا کہ ’’نماز میں جیسے زبان سے کچھ پڑھا جاتا ہے ویسے ہی اعضاء و جوارح حرکات سے کچھ دکھایا بھی جاتا ہے‘‘۔ (نماز میں جو ہم منہ سے پڑھتے ہیں، ہماری جو حرکتیں ہیں ان کا اظہار بھی ان الفاظ کے ساتھ ہونا چاہئے۔) فرمایا ’’جب انسان کھڑا ہوتا ہے اور تحمید و تسبیح کرتا ہے اس کا نام قیام رکھا۔ اب ہر ایک شخص جانتا ہے کہ حمد و ثنا کے مناسب حال قیام ہی ہے‘‘۔ (جب انسان کھڑا ہو، تسبیح و تحمید کر رہا ہو، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کر رہا ہو تو کھڑا ہو کے کرتا ہے۔) فرمایا کہ دیکھو ’’بادشاہوں کے سامنے جب قصائد سنائے جاتے ہیں تو آخر کھڑے ہو کر ہی پیش کرتے ہیں۔ تو اِدھر ظاہری طور پر قیام رکھا ہے اور اُدھر زبان سے حمد و ثنا بھی رکھی ہے۔ مطلب اس کا یہی ہے کہ روحانی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو‘‘۔ (جب سامنے کھڑا ہو اور سورۃ فاتحہ پڑھ رہا ہو اور حمد و ثنا کر رہا ہو تو روحانی طور پر بھی یہ قیام نظر آنا چاہئے، دل پہ اثر ہونا چاہئے۔) فرمایا کہ ’’حمد ایک بات پر قائم ہو کر کی جاتی ہے۔ جو شخص مُصدّق ہو کر کسی کی تعریف کرتا ہے تو وہ ایک رائے پر قائم ہو جاتا ہے‘‘۔ (جھوٹی تعریفیں تو نہیں ہوتیں جب کسی کی تعریف کی جاتی ہے۔ اگر حقیقی سچا انسان ہے تو کسی کی تصدیق کر کے ہی تعریف کرتا ہے۔) فرمایا کہ ’’اس اَلْحَمْدُلِلّٰہ کہنے والے کے واسطے یہ ضروری ہوا کہ وہ سچے طور پر اَلْحَمْدُلِلّٰہ اسی وقت کہہ سکتا ہے کہ پورے طور پر اس کو یقین ہو جائے کہ جمیع اقسام محامد کے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں‘‘۔ (تمام قسم کی جو تعریفیں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔) ’’جب یہ بات دل میں انشراح کے ساتھ پیدا ہو گئی تو یہ روحانی قیام ہے۔‘‘ (جب دل میں یہ بات پیدا ہو جائے گی کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ وہی سب تعریفوں کے قابل ہے اور اسی کی تعریف کرنی چاہئے اور اس کے علاوہ کوئی اور دوسرا نہیں جس کی تعریف کی جائے تو یہ صرف ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا، قیام نہیں بلکہ یہ روحانی قیام ہو جائے گا۔ پھر) ’’کیونکہ دل اس پر قائم ہو جاتا ہے اور پھر سمجھا جاتا ہے کہ وہ کھڑا ہے۔ حال کے موافق کھڑا ہو گیا تا کہ روحانی قیام نصیب ہو۔‘‘ (یہ اس کی حالت ہے جو دلی حالت ہے اس کے مطابق کھڑا ہو گیا۔) ’’پھر رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہتا ہے۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کسی کی عظمت مان لیتے ہیں تو اس کے حضور جھکتے ہیں۔ عظمت کا تقاضا ہے کہ اس کے لئے رکوع کرے۔ پس سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم زبان سے کہا اور حال سے جھکنا دکھایا۔‘‘ (زبان نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اظہار کیا، اس کی پاکیزگی بیان کی اور اس کے ساتھ ہی انسان رکوع میں چلا گیا، جھک گیا۔) ’’یہ اس قول کے ساتھ حال دکھایا‘‘۔ (یعنی وہ بات منہ سے نکلی اور ساتھ ہی جب حالت طاری ہو گئی تو وہ جھکنے کی تھی رکوع کی تھی۔)

’’پھر تیسرا قول ہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ اعلیٰ اَفعَل تفضیل ہے۔‘‘ (یعنی فضیلت دینے کی عملی شکل ہے یہ سجدے کی حالت ہے۔ مطلب ہے یہ فضیلت کا اعلیٰ ترین اظہار ہے۔) ’’یہ بالذّات سجدہ کو

چاہتا ہے‘‘ (جب اللہ تعالیٰ کی فضیلت بیان کرنے کا، اس کی پاکیزگی بیان کرنے کا اور بڑائی بیان کرنے کا یہ اعلیٰ ترین اظہار ہو تو پھر یہ اس چیز کو چاہتی ہے کہ سجدہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور بالکل جھک جایا جائے۔) ’’اس لئے اس کے ساتھ حالی تصویر سجدہ میں گرنا ہے۔‘‘ (اب ظاہری تصویر اس حالت کی یہ ہوگی کہ انسان سجدے میں گر جائے۔) اس اقرار کے مناسب حال ہیئت فی الفور اختیار کر لی‘‘۔ (یعنی جب اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی اور اس کا اعلیٰ ہونا اور اس کی سب پر فضیلت کا دل سے اقرار کیا تو ساتھ ہی زمین پر سجدہ میں ماتھا ٹکا دیا۔ یہ اس کا اختیار ہے۔ یہ جو حالت ہے اس کا اظہار ہے۔) فرمایا کہ ’’اس قال کے ساتھ تین حال جسمانی ہیں۔ ایک تصویر اس کے آگے پیش کی گئی۔ ہر ایک قسم کا قیام بھی کیا گیا ہے۔ زبان جو جسم کا ٹکڑا ہے اس نے بھی کہا اور وہ شامل ہوگئی۔ تیسری چیز اَور ہے وہ اگر شامل نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی۔ وہ کیا ہے؟ وہ قلب ہے‘‘۔ (دل ہے۔) ’’اس کے لئے ضروری ہے کہ قلب کا قیام ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر نظر کر کے دیکھے کہ درحقیقت وہ حمد بھی کرتا ہے اور کھڑا بھی ہے اور روح بھی کھڑا ہوا حمد کرتا ہے۔ جسم ہی نہیں بلکہ روح بھی کھڑا ہے‘‘۔ (یعنی کہ دل سے۔ اللہ تعالیٰ تو دل کی حالت جانتا ہے اس کو پتا لگ رہا ہے کہ جسم کے ساتھ روح بھی کھڑی حمد کر رہی ہے یا جھک رہی ہے یا سجدہ کر رہی ہے) ’’اور جب سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہتا ہے تو دیکھے کہ اتنا ہی نہیں کہ صرف عظمت کا اقرار ہی کیا ہے۔ نہیں، بلکہ ساتھ ہی جھکا بھی ہے اور اس کے ساتھ ہی روح بھی جھک گیا ہے۔ پھر تیسری نظر میں خدا کے حضور سجدہ میں گرا ہے۔ اس کی علوّ شان کو ملاحظہ میں لا کر اس کے ساتھ ہی دیکھے کہ روح بھی اُلوہیت کے آستانہ پر گری ہوئی ہے‘‘ (روح بھی گر جائے ساتھ ہی۔ یعنی کہ دل بھی اسی طرح سجدے میں چلا جائے۔) ’’غرض یہ حالت جب تک پیدا نہ ہو لے اس وقت تک مطمئن نہ ہو کیونکہ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃ کے معنی یہی ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ یہ حالت پیدا کیونکر ہو،‘‘ (کس طرح پیدا کی جائے) ’’تو اس کا جواب اتنا ہی ہے کہ نماز پر مداومت کی جاوے‘‘۔ (باقاعدگی اختیار کرو نمازیں پڑھنے میں) ’’اور وساوس اور شبہات سے پریشان نہ ہو۔‘‘ (نماز پڑھتے ہوئے وسوسے بھی آتے ہیں۔ شبہات بھی پیدا ہوتے ہیں۔ ان سے پریشان نہ ہو بلکہ باقاعدگی سے نمازیں پڑھتے چلے جاؤ۔) ’’ابتدائی حالت میں شکوک و شبہات سے ایک جنگ ضرور ہوتی ہے۔‘‘ (شروع شروع میں جو شکوک و شبہات ہیں، وسوسے ہیں ان سے انسان کی ایک جنگ رہتی ہے۔ شیطان حملے کرتا ہے۔ شیطان سے جنگ جاری رہتی ہے۔) ’’اس کا علاج یہی ہے کہ نہ تھکنے والے استقلال اور صبر کے ساتھ لگا رہے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہے۔ آخر وہ حالت پیدا ہو جاتی ہے جس کا (فرمایا کہ) مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 433 تا 435۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس مستقل مزاجی شرط ہے۔ اگر انسان میں پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ دوڑ کر پھر اپنے بندے کی طرف آتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل بھی نازل ہوتے ہیں۔ لیکن اس حقیقت کو بہت سے لوگ سمجھتے نہیں۔ جلد بازی میں خدا تعالیٰ کے در کو چھوڑ دیتے ہیں یا اس کی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔ کم اہمیت سمجھتے ہیں اور دنیا کے داروں کی طرف بھی پھر دوڑ لگا دیتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’پھر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ نماز جو اپنی اصلی معنوں میں نماز ہے دعا سے حاصل ہوتی ہے۔ غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت مخالف ہے کیونکہ یہ مرتبہ دعا کا اللہ ہی کے لئے ہے۔‘‘ (ایک دوسرے سے عام واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ سوال ہوتے ہیں لیکن ایسے سوال جن کا تعلق صرف خدا تعالیٰ سے ہے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی سے امید رکھنا اور صرف اسی پر انحصار کرنا یہ چیز غلط ہے۔) فرمایا کہ ’’جب تک انسان پورے طور پر خفیف ہو کر اللہ تعالیٰ ہی سے سوال نہ کرے اور اسی سے نہ مانگے، سچ سمجھو کہ حقیقی طور پر وہ سچا مسلمان اور سچا مومن کہلانے کا مستحق نہیں۔ اسلام کی حقیقت ہی یہ ہے کہ اس کی تمام طاقتیں اندرونی ہوں یا بیرونی، سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کے آستانے پر گری ہوئی ہوں۔ جس طرح پر ایک بڑا انجن بہت سی کَلوں کو چلاتا ہے‘‘۔ (بہت سے پُرزوں کو چلاتا ہے) ’’پس اسی طور پر جب تک انسان اپنے ہر کام اور ہر حرکت و سکون کو اسی انجن کی طاقت عظمیٰ کے ماتحت نہ کر لیوے وہ کیونکر اللہ تعالیٰ کی اُلوہیت کا قائل ہو سکتا ہے اور اپنے آپ کو اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔ کہتے وقت واقعی حنیف کہہ سکتا ہے؟ جیسے منہ سے کہتا ہے ویسے ہی ادھر کی طرف متوجہ ہو تو لاریب وہ مُسلم ہے، وہ مومن اور حنیف ہے۔‘‘ (جس طرح منہ سے کہا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ بھی ہو جائے تو مسلمان بھی ہے، وہ مومن بھی ہے اور وہ حنیف بھی ہے، موحّد بھی ہے۔) ’’لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ سے سوال کرتا ہے اور ادھر بھی جھکتا ہے۔‘‘ (یعنی ایک طرف اللہ تعالیٰ کی طرف جھک رہا ہے یا اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس طرف جھک رہا ہے یا اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی ملا رہا ہے)، ’’وہ یاد رکھے کہ بڑا ہی بدقسمت اور محروم ہے کہ اس پر وہ وقت آ جانے والا ہے کہ وہ زبانی اور نمائشی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف نہ جھک سکے‘‘۔ (یعنی پھر اللہ تعالیٰ اس سے پرے ہٹ جاتا ہے۔ پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ ظاہری طور پر بھی جھکنے والا نہیں ہوتا۔) فرمایا کہ ’’ترک نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کیونکہ جب انسان غیر اللہ کی طرف جھکتا ہے تو روح اور دل کی طاقتیں اس درخت کی طرح (جس کی شاخیں ابتداءً ایک طرف کر دی جاویں اور اس طرف جھک کر پرورش پالیں) اُدھر ہی جھکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سختی اور تشدد اس کے دل میں پیدا ہو کر اسے منجمد اور پتھر بنا دیتا ہے۔‘‘ (درختوں کی شاخیں اگر باندھ کر ایک طرف کر دی جائیں تو ادھر ہی چلتی جاتی ہیں۔ اس لئے اگر انسان بھی پھر بندوں کی طرف جھکتا ہے تو پھر بندوں کی طرف ہی چلا جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی اس کا دل سخت ہو جاتا ہے۔) فرمایا کہ ’’جیسے وہ شاخیں۔ (جو ایک طرف جھکتی ہیں) پھر دوسری طرف مڑ نہیں سکتا۔ اسی طرح پر دل اور روح دن بدن خدا تعالیٰ سے دُور ہوتی جاتی ہے۔ پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے۔ اسی لئے نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے تاکہ اولاً وہ ایک عادت راسخہ کی طرح قائم ہو اور رجوع الی اللہ کا خیال ہو۔ پھر رفتہ رفتہ وہ وقت خود آ جاتا ہے جب کہ انقطاع کُلّی کی حالت میں انسان ایک نور اور ایک لذّت کا وارث ہو جاتا ہے۔ (پہلے تو کوشش کر کے نماز پڑھنی پڑتی ہے اور آہستہ آہستہ جب عادت پڑ جائے، خالص ہو کے جب اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا چلا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بن جاتا ہے۔) فرمایا کہ ’’مَیں اس امر کو پھر تاکید سے کہتا ہوں۔ افسوس ہے کہ مجھے وہ لفظ نہیں ملے جس میں غیر اللہ کی طرف رجوع کرنے کی برائیاں بیان کر سکوں۔ لوگوں کے پاس جا کر منت خوشامد کرتے ہیں۔ یہ بات خدا تعالیٰ کی غیرت کو جوش میں لاتی ہے کیونکہ یہ تو لوگوں کی نماز ہے۔ پس وہ اس سے ہٹتا اور اُسے دور پھینک دیتا ہے۔ مَیں موٹے الفاظ میں اس کو بیان کرتا ہوں۔ گو یہ امر اس طرح پر نہیں ہے مگر سمجھ میں خوب آ سکتا ہے۔‘‘ (یہ باتیں اس طرح تو نہیں لیکن ایک دنیاوی مثال ہے وہ سمجھانے کے لئے بیان کرتا ہوں) ’’کہ جیسے ایک مردِ غیّور کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنی بیوی کو کسی غیر کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہوئے دیکھ سکے اور جس طرح پر وہ مرد ایسی حالت میں (یہ بھی صورت ہو جاتی ہے کہ) اس نابکار عورت کو واجب القتل سمجھتا‘‘۔ (بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔) پس فرمایا کہ ’’عبودیت اور دعا خاص اسی ذات کے مدّ مقابل ہیں۔‘‘ (یعنی کہ عبودیت و دعا صرف اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہئے۔ کیونکہ) ’’وہ (اللہ تعالیٰ) پسند نہیں کر سکتا کہ کسی اور کو معبود قرار دیا جاوے یا پکارا جاوے۔ پس خوب یاد رکھو اور پھر یاد رکھو کہ غیر اللہ کی طرف جھکنا خدا سے کاٹنا ہے۔ نماز اور توحید کچھ ہی کہو کیونکہ توحید کے عملی اقرار کا نام ہی نماز ہے اس وقت بے برکت اور بے سُود ہوتی ہے جب اس میں نیستی اور تذلّل کی روح اور حنیف دل نہ ہو۔‘‘ (ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 167-166۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم بہت روئے۔ بہت نماز پڑھیں لیکن کچھ حاصل نہ ہوا۔ ایسے لوگوں کی بات کی نفی کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’بعض لوگوں کا یہ خیال کہ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا (۔ یہ بات) بالکل غلط اور باطل ہے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے صفات قدرت و تصرف پر ایمان نہیں رکھتے۔ اگر ان میں حقیقی ایمان ہوتا تو وہ ایسا کہنے کی جرأت نہ کرتے۔ جب کبھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس پر اپنا فضل کیا ہے۔ یہ کسی نے بالکل سچ کہا ہے کہ

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست‘‘

(یعنی وہ عاشق ہی کیا کہ محبوب جس کی طرف نظر ہی نہ کرے۔ اے صاحب! درد ہی نہیں ہے وگرنہ طبیب تو موجود ہے۔ یہ غلط ہے کہ تمہیں درد ہے۔) ’’خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اس کے حضور پاک دل لے کر آ جاؤ۔ صرف شرط اتنی ہے کہ اس کے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ۔‘‘ (یہ بہت بڑی بات ہے کہ اس کے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ۔ جس طرح اس نے کہا ہے اس طرح چلو۔) ’’اور وہ سچی تبدیلی جو خدا تعالیٰ کے حضور جانے کے قابل بنا دیتی ہے اپنے اندر کر کے دکھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میں عجیب در

عجیب قدرتیں ہیں اوراس میں لاانتہا فضل و برکات ہیں مگران کے دیکھنے اور پانے کے لئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔‘‘ (اللہ تعالیٰ سے سچی محبت پیدا کرو۔) فرمایا کہ’’ اگر سچی محبت ہوتو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے اورتائیدیں کرتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلدنمبر1 صفحہ 353-352۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اپنی حالت ہمیں ایسی بنانے کی ضرورت ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری سنے۔ جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سنتا نہیں ان میں سے اکثریت تو نمازیں بھی پانچ وقت پوری نہیں پڑھتی۔صرف نماز کا خیال اس وقت آتا ہے جب کوئی دنیاوی مشکل ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ضرور سنوں گا لیکن تم میرے حکموں پر چلو۔اور ہر ایک اپنا جائزہ لے لے کہ کیا وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے شکوہ ہے تو پہلے اس بات کا جواب دے کہ کتنے ہیں جو (حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ جو لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قرآن کریم میں سات سو حکم ہیں کہ) ان سات سو حکموں پر عمل کرتے ہیں۔ اگر یہی مقابلہ کرنا ہے تو پھر وہاں بھی مقابلہ آ گیا۔ یہ تو خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس کے باوجود اپنے بندوں پر رحم کرتے ہوئے ان سے صرفِ نظر کرتا ہے۔ ان کی بہت ساری باتوں سے ان کی بعض دعاؤں کو سن بھی لیتا ہے۔کئی لوگ ہیں جو شاید نمازیں باقاعدہ بھی نہیں پڑھنے والے لیکن ان کی بعض دعائیں سنی گئیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے بلکہ اللہ تعالیٰ تو دعاؤں کے بغیر ہی اپنی دوسری صفات کے تحت ان کی ضروریات پوری کر دیتا ہے۔ پس شکوہ کرنے کا تو کوئی مقام ہی نہیں ہے۔ پس ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کے مطابق اپنی عبادتوں اور نمازوں اور دوسرے فرائض کو ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ’’ جب تک انسان کامل طور پر توحید پر کاربند نہیں ہوتا اس میں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی‘‘۔ فرمایا کہ’’ نماز کی لذت اور سرور اسے حاصل نہیں ہوسکتا۔ مدار اسی بات پر ہے کہ جب تک بُرے ارادے، ناپاک اور گندے منصوبے بھسم نہ ہوں اَنانیت اور شیخی دُور ہو کر نیستی اور فروتنی نہ آئے خدا کا سچا بندہ نہیں کہلا سکتا‘‘۔ فرمایا کہ’’ عبودیت کاملہ کے سکھانے کے لئے بہترین معلّم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے‘‘۔ اگر صحیح کامل عبودیت حاصل کرنی ہے تو اس کے لئے بہترین سکھانے والی چیز جو ہے، معلّم جو ہے وہ نماز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ’’ مَیں پھر تمہیں بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق، حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ اور ایسے کاربند بنو کہ تمہارا جسم، نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 170۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی نمازوں کی اس طرح حفاظت کرنے والے ہوں کہ ہماری روح اور ہمارے جذبے نماز کا حق ادا کرنے والے بن جائیں۔

نماز کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو محترمہ اصغری بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم سابق امیر جماعت کراچی کا ہے۔ 27/مارچ کو امریکہ میں مختصر علالت کے بعد 90 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 1943ء میں شیخ رحمت اللہ صاحب کے ساتھ ان کا نکاح ہوا تھا۔ اپنے خاوند سے پہلے 1944ء میں لاہور میں انہوں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر احمدیت قبول کی اور تمام عمر خلافت کے ساتھ اپنے عہد بیعت کو بڑے صدق وصفا سے نبھایا۔ اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھنے کی تلقین فرماتی رہیں۔ خلافت کا انتہائی احترام کرنے والی تھیں۔ جب سے ایم ٹی اے شروع ہوا اس کو دیکھنا آپ کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ نہایت صابرہ اور شاکرہ، دعا گو، تہجد گزار اور پابند صوم وصلوٰۃ تھیں۔ تلاوت قرآن کریم آپ باقاعدگی سے کرتیں۔ جب خاوند کو کراچی میں خدمت کا موقع ملا تو اپنے خاوند کے ساتھ شانہ بشانہ آپ بھی جماعت کی خدمت کرتی رہیں۔ مہمان نوازی آپ کا نمایاں وصف تھا۔ جب شیخ صاحب امیر جماعت کراچی تھے تو ان کی بہت مصروفیات تھیں۔ اس زمانے میں مہمان داری بھی اس میں بڑی ہوتی تھی۔ اس کی ذمہ داری بھی آپ نے خوب نبھائی۔ حضرت مصلح موعودؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی میزبانی کا ان کو شرف حاصل ہوا۔ مالی قربانی میں بھی بہت بڑھی ہوئی تھیں۔ 1950ء میں ایک وقت جماعت پر مالی تنگی کا آیا تو اس وقت حضرت مصلح موعود نے خصوصی تحریک کی تھی جس میں ان کے خاوند شیخ صاحب اپنی آمد کا بڑا حصہ جماعت کے لئے قربان کرتے رہے اور یہ بھی قربانی میں ان کے ساتھ باقاعدہ تھیں۔ نہایت سادہ زندگی گزارنے والی، تکلفات سے پاک خاتون تھیں۔ ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ اکثر خلیفۃ المسیح کی خدمت میں دعا کا خط لکھنے کی بچوں کو تلقین کرتی رہتی تھیں۔ آپ نے پیچھے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں اور تینتالیس نواسے نواسیاں، پوتے پوتیاں چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نائب امیر جماعت امریکہ ہیں اور ہماری جو ویب سائٹ ہے alislam.org اس کے انچارج بھی ہیں۔ اسی طرح آپ کے داماد رحمانی صاحب یہاں رہتے ہیں وہ بڑا لمبا عرصہ سیکرٹری وصیت بھی رہے ہیں۔ ان کی بیگم جمیلہ رحمانی بھی اپنے حلقے کی سیکرٹری مال اور دوسری خدمات کرتی رہی ہیں یا کر رہی ہیں۔ ایک بیٹے ان کے فرحت اللہ شیخ صاحب نائب امیر فیصل آباد شہر پاکستان میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد اور نسلوں کو بھی جماعت اور خلافت سے وابستہ رکھے۔

☆......☆......☆

بقیہ: سرینام میں اسلام احمدیت

............ازصفحہ نمبر 11

صاحب نے مذاہب عالم میں موجود ایک مصلح کی آمد کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی تفصیل بتائی۔ اس کے علاوہ رمضان المبارک، جہاد، اسلام میں عورت کا مقام اور غلامی کے تصور کے حوالے سے سوالات کے تفصیلی جوابات دیئے۔ گفتگو کے دوران پس منظر میں جماعتی تصاویر اور جماعتی لٹریچر کی نمائش بھی دکھائی گئی۔ اس انٹرویو کے لئے بیس منٹ کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ اور وقت ختم ہونے کے بعد کیمرہ مین نے اشارے کرنے شروع کئے مگر میزبان نے انٹرویو جاری رکھا اور قریباً 35 منٹ کا انٹرویو ریکارڈ کیا۔ یہ انٹرویو 2 جولائی 2014ء دوپہر ساڑھے بارہ بجے Algemene (Televisie Verzorging,ATV Ch 12) پر اور رات 8 بجے TV2 پر نشر ہوا۔ اس انٹرویو کو بہت پذیرائی ملی اور بہت سے افراد نے جن میں یونیورسٹی کے پروفیسر اور اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ شامل ہیں اسے سراہا اور پسندیدگی کا اظہار کیا۔

رمضان پروگرام

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت سرینام کو 2001ء سے باقاعدگی کے ساتھ ہر سال رمضان المبارک میں 15 منٹ دورانیہ کے 35 یا اس سے زائد ٹی وی پروگرام پیش کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے 2015ء میں تین مختلف ٹی وی چینلز نے ہمیں روزانہ پروگرام کا وقت دینے کی دعوت دی اور اس سال ہمیں مجموعی طور پر 90 پروگرام پیش کرنے کی توفیق ملی، جن کا دورانیہ 22 گھنٹے 30 منٹ تھا۔

الیکٹرانک میڈیا میں پہلا مضمون

سال 2015ء میں مختلف جائزہ رپوٹس سے یہ بات سامنے آئی کہ ملک میں الیکٹرانک میڈیا، پرنٹ میڈیا سے زیادہ مقبول ہے۔ چنانچہ جماعت نے اس طرف توجہ دی اور بفضل خدا پہلی بار متعدد جماعتی مضامین آن لائن اخبارات میں شائع ہوئے۔ 4 جولائی 2015ء کو’’ آخری عشرہ کی فضیلت‘‘ کے عنوان سے جماعت کا پہلا آرٹیکل ’’سٹار نیوز‘‘ میں شائع ہوا۔ سٹار نیوز ملک کی سب سے زیادہ دیکھی جانے والی ویب سائٹ ہے۔ سرینام اور ہالینڈ میں اس کے قارئین کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے۔’’ عورت روزہ اور عبادت‘‘ کے موضوع پر دوسرا مضمون 10 جولائی کو gfcnieuws میں شائع ہوا۔ یہی مضمون 11 جولائی کو سٹار نیوز میں شائع ہوا۔’’ عورت روزہ اور عبادت‘‘ والا مضمون سٹار نیوز سے لے کر ایک اور اخبار’’ سرینام نیوز‘‘ (srniuews) نے 11 جولائی کو شائع کیا۔ یہی مضمون ہالینڈ کے ایک اخبار’’ ڈرمبل نیوز‘‘ (drimble.nl) نے 10 جولائی کو اپنی ویب سائٹ پر شائع کیا۔’’ آخری عشرہ کی فضیلت‘‘ کے عنوان سے ایک مضمون 11 جولائی کو’’ جی ایف سی نیوز‘‘ میں اور 12 جولائی 2015ء کو سٹار نیوز میں شائع ہوا۔ ’’عیدالفطر‘‘ کے عنوان سے ایک مضمون 16 جولائی کو جی ایف سی نیوز اور 17 جولائی کو سٹار نیوز میں شائع ہوا۔ بفضل خدا جولائی 2015ء سے فروری 2016ء تک 10 مختلف جماعتی مضامین چار مختلف ویب سائٹس پر شائع ہو چکے ہیں اور اس طرح لاکھوں افراد تک اسلام کا حقیقی پیغام پہنچ چکا ہے۔

اسلامی پردہ

فروری 2016ء میں ایک جاوی مسلمان خاتون ڈرائیونگ ٹیسٹ کے لئے گئی۔ اس خاتون نے سر پر سکارف باندھا ہوا تھا۔ ٹیسٹ سے قبل پولیس انسپکٹر نے اسے سکارف اتارنے کے لئے کہا۔ خاتون نے انکار کیا۔ بات تلخی تک پہنچی اور خاتون ٹیسٹ دیئے بغیر چلی گئی اور بالا افسر کو شکایت کی۔ اس افسر نے سکارف اتارنے پر اصرار کرنے والے انسپکٹر کو سرزنش کی اور اخبار میں معذرت شائع کروائی۔ اس کے بعد اسلامی پردے کے حوالے سے اخبار میں بحث چھڑ گئی اور متعدد افراد نے اس پر رائے زنی شروع کر دی ۔ پردے کے حوالے سے جماعتی مؤقف جاننے کے لئے روزنامہ’’ ٹائمز آف سرینام‘‘ کی ایک رپورٹر نے محترم صدر صاحب جماعت کو فون کیا اور تفصیلی بات چیت کی۔ یہ انٹرویو 21 جنوری 2016ء کو اس روزنامہ میں شائع ہوا۔ اس کے بعد پردے کے حوالے سے قرآنی تعلیم پر ایک مضمون تیار کر کے آن لائن شائع ہونے والے اخبارات کو بھجوایا گیا اور GFC News نے 27 جنوری 2016ء کو یہ مضمون اپنی ویب سائٹ پر شائع کیا۔ اسی ویب سائٹ پر 20 فروری 2016ء کو’’ کیا خواتین مردوں سے کمتر ہیں؟‘‘ کے عنوان سے جماعتی مضمون شائع ہوا۔

ملکی اخبارات میں جماعتی خبریں

خدا تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ عشرہ کے دوران ٹی وی اور ریڈیو پر بیسیوں جماعتی خبروں کے علاوہ مارچ 2002ء سے فروری 2016ء تک چار مختلف اخبارات میں 85 جماعتی مضامین اور خبریں شائع ہوئیں، جن کے ذریعہ مسیح آخرالزمان، خلافت حقہ اور جماعت احمدیہ کے عقائد عوام وخواص تک پہنچانے کی توفیق ملی اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ اس عرصہ میں 10 غیر از جماعت اور غیر مسلم طلباء وطالبات نے ڈگری اور ڈپلومہ حاصل کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کی تاریخ، عقائد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی اور دعویٰ کے بارے میں مقالہ جات تحریر کئے۔

قارئین الفضل سے جماعت احمدیہ سرینام کے نفوس واموال میں برکت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

☆......☆......☆

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

سرینام میں اسلام احمدیت

مختصر تاریخ، مبلغین سلسلہ کی مساعی، ملکی اخبارات میں جماعتی خبریں۔

لئیق احمد مشتاق مبلغ سلسلہ، سرینام۔ جنوبی امریکہ

قسط 5۔ آخر

اخبار و ٹی وی کوریج

رمضان المبارک کی فرضیت، اہمیت اور برکات کے حوالے سے ایک مضمون روزنامہ Dagblad SURINAME میں 4 اگست 2011ء کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی فضیلت اور اعتکاف کے مسائل کے حوالے سے ایک مضمون مورخہ 20 اگست بروز ہفتہ روزنامہ (Times of SURINAME) میں یہی مضمون روزنامہ Dagblad SURINAME میں بدھ 24 اگست کو شائع ہوا۔

امسال ایک ٹی وی چینل نے روزانہ مختلف مساجد میں جا کر افطار اور نماز کی ریکارڈنگ اور لوگوں سے انٹرویو کا سلسلہ شروع کیا۔ سات اگست کو ان کی ٹیم ہماری مسجد میں آئی۔ افطار اور نماز کی ریکارڈنگ کے علاوہ تین افراد جماعت کا انٹرویو لیا۔ محترم صدر صاحب نے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور نظام جماعت کا تعارف کروایا، قرآن مجید کے تراجم، ایم ٹی اے اور جماعت کی عالمی خدمات کا مفصل ذکر کیا۔ یہ پروگرام 8 اگست کو ٹی وی پر نشر ہو۔ 19 اگست کو اِس ٹی وی چینل کی انتظامیہ کا فون آیا کہ ہماری ٹیم 15 مساجد میں جا چکی ہے، جو تکریم اور عزت افزائی انہیں آپ کی مسجد میں ملی ہے وہ اور کسی جگہ نہیں ملی۔ لہٰذا وہ ایک بار پھر آپ کی مسجد میں آنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ 21 اگست کو یہ لوگ پھر ہماری مسجد میں آئے اور تین گھنٹے سے زائد وقت یہاں گزارا۔ بچوں کی نظم ریکارڈ کی، نماز مغرب، نمازِ تراویح اور کھانے کی ریکارڈنگ کی اور پانچ افراد جماعت کا انٹرویو لیا۔ جس میں انہیں رمضان المبارک کی برکات اور آخری عشرہ کی فضیلت کے علاوہ ایک بار پھر جماعت احمدیہ کی عالمی حیثیت اور عقائد سے آگاہ کرنے کا موقعہ ملا۔ گفتگو کے دوران اُس نمائندے نے یہ سوال بھی کیا کہ آپ نے ہمارا بہت اچھا استقبال کیا اور مہمان نوازی کی، آپ نے یہ طریق کہاں سے سیکھے ہیں۔ اس پر انہیں مہمان نوازی کے حوالے سے حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعودؑ کی سنت کے بارے میں بتانے کی توفیق ملی۔ اس پروگرام کی مکمل ریکارڈنگ 23 اگست کو ٹی وی پر نشر ہوئی۔

بچوں کے لئے پارک کا افتتاح

مشن ہاؤس کے ساتھ تقریباً ایک کنال زمین خالی پڑی ہے۔ جس کا ایک حصہ بچوں کی کھیل کود کے لئے مختص کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ اور وقار عمل کے ذریعہ 2 بڑے جھولے بنائے گئے۔ کرین کی مدد سے زمین صاف کی گئی تین بڑے ٹرک سمندری ریت منگوا کر وقار عمل کرکے پھیلائی گئی۔ تمام کام ڈونیشن اور وقار عمل کے ذریعہ مکمل کیا گیا۔ اس طرح تقریباً تین ہزار سرینامی ڈالر یعنی ایک ہزار امریکی ڈالر رقم کی بچت کی گئی۔ 6 نومبر 2011ء کو عیدالاضحیٰ کے دن اس پارک کا افتتاح ہوا۔

ہال میں ٹائل

مسجد کے دائیں جانب 11 میٹر لمبا اور 7 میٹر چوڑا ایک ہال ہے جو مختلف جماعتی پروگرامز کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس ہال میں وقار عمل کے ذریعہ ٹائل لگانے کا پروگرام بنایا گیا۔ 29 اکتوبر 2011ء کو پہلا اجتماعی وقار عمل ہوا۔ پہلے مرحلے میں پرانا فرش توڑ کر صفائی کی گئی۔ نئے فرش کے لئے خرچ اندازہ سے بہت زیادہ ہوا جسے افراد نے عطایا کے ذریعہ پورا کیا۔ بعد ازاں دو اجتماعی وقار عمل کرکے اس کام کو مکمل کیا گیا اور بفضل خدا قریباً چھ ہزار سرینامی ڈالر بچائے گئے۔

ڈرائنگ کا مقابلہ

23 دسمبر کو انڈین کلچرل سنٹر سرینام نے بچوں کے لئے ڈرائنگ کے ایک مقابلے کا اہتمام کیا اور جماعت کو بھی اس پروگرام میں شرکت کی دعوت دی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے محمد صہیب اسد نے اس مقابلے میں پہلی اور لبنیٰ لئیق نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ 27 دسمبر کو روزنامہ De Ware Tijd نے اس مقابلہ کی تفصیل اور بچوں کی تصویر شائع کی۔

مذہب کا عالمی دن

15 جنوری 2012ء بروز اتوار مذہب کے عالمی دن کے حوالے سے شہر کے مرکزی کانفرنس ہال میں ایک سیمینار کا پرگرام تھا۔ اس سیمینار میں قرآن مجید کی نمائش لگانے کے لئے خصوصی تیاری کی گئی۔ عظمت قرآن کے متعلق قرآنی آیات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات تیار کئے گئے۔ مختلف بینرز لگائے گئے اور تراجم قرآن کی نمائش کے ساتھ جماعتی کتب کا سٹال لگایا گیا۔ جماعت احمدیہ عالمگیر کی مساجد اور جلسہ ہائے سالانہ کی تصاویر ایک لیپ ٹاپ پر سلائڈ شو کی صورت میں لگائی گئیں۔ اس دن شہر میں جماعت کے تعارف پر مبنی فولڈر سینکڑوں کی تعداد میں تقسیم کئے گئے۔ صبح ساڑھے نو بجے سیمینار کا افتتاح ہوا۔ 16 افراد جماعت اس پروگرام میں شریک ہوئے۔ جماعت کی طرف سے محترم غفار ننھے خان صاحب نے اس ڈسکشن میں حصہ لیا۔ گفتگو کے دوران موصوف نے جماعت کا تعارف کروایا، نوبل انعام یافتہ احمدی سائنسدان محترم ڈاکٹر عبدالسلام کی مثال پیش کی کہ انہوں نے اپنی تحقیق کی بنیاد قرآن مجید پر رکھی، جماعت کی ویب سائٹ اور اس پر موجود مواد کا ذکر کیا۔ ایم ٹی اے کے بارے میں بتایا اور جماعت کی عالمی خدمات اور جدید ایجادات سے مثبت فائدہ اٹھانے کی مثالیں پیش کیں۔

5 ممبران جماعت جماعتی سٹال پر ہمہ وقت موجود رہے اور مہمانوں کے سوالات کے جواب دینے کے ساتھ ساتھ جماعتی لٹریچر اور فولڈرز تقسیم کرنے کا کام کیا۔ مہمانوں کو جماعت کی خدمت قرآن سے آگاہ کیا گیا، اور اسلام کی عالمگیر امن اور بھائی چارے کی تعلیم کی وضاحت کی گئی۔ تین مختلف ٹی وی چینلز نے سٹال اور نمائش کی ریکارڈنگ کی۔ محترم صدر صاحب جماعت اور ایک ممبر کا انٹرویو لیا۔ ایک چینل والے نے جماعتی تصاویر کے سلائڈ شو کی بطور خاص ریکارڈنگ کی اور اسی رات خبروں میں دکھایا۔ دو سو سے زائد افراد نے نمائش دیکھی۔ متعدد مہمانوں کو چند جماعتی کتب تحفۃً دی گئیں۔ بھارتی سفیر مسٹر کنول جیت سنگھ سوڈھی صاحب جو اس پروگرام میں مہمان تھے، خاص طور پر سٹال پر تشریف لائے اور نمائش بھی دیکھی۔ اس پروگرام میں لیکچر دینے والے دونوں افراد کو جماعتی لٹریچر اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب Revelation Rationality تحفتاً پیش کی گئیں۔

اخبار میں مضامین کی اشاعت

ایڈز کے حوالے سے ایک تفصیلی مضمون جس میں اس مرض کے اسباب، قرآن مجید میں اس کا تذکرہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایڈز کے بارے میں پیش خبریاں اور تنبیہات شامل ہیں جماعت کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ اس مضمون میں ایڈز سے بچاؤ کے لئے احتیاطی تدابیر بھی شامل ہیں۔ اس کا ڈچ میں ترجمہ جماعت ہالینڈ کی ویب سائٹ پر موجود ہے جس کا عنوان (De Plaag van AIDS: Positieve bestrijdsmaatregelen tegen aids) یعنی ''ایڈز کی طاعون، اور اس سے بچاؤ کی تدابیر'' ہے۔ یہ مضمون اخبارات کو بھجوایا۔ روزنامہ Times of SURINAME نے 17 اور 18 فروری 2012ء بروز جمعہ، ہفتہ دو اقساط میں اس تفصیلی مضمون کو صفحہ نمبر 6 پر شائع کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے پوپ کو بھجوائے گئے خط کے حوالے سے جماعت کے پریس ڈیسک کی جانب سے 6 دسمبر 2011ء کو جو پریس ریلیز جاری کیا گیا تھا، اس کا ترجمہ روزنامہ Dagblad SURINAME نے 2 مارچ 2012ء بروز جمعۃ المبارک صفحہ نمبر A6 پر شائع کیا۔

کانفرنس ہال میں بک سٹال

تین جون 2012ء بروز اتوار ایک اسلامی تنظیم کی طرف سے شہر کے مرکزی کانفرنس ہال میں ایک سیمینار کا پروگرام تھا جس میں جماعت کو بھی شمولیت کی دعوت دی گئی۔ ہم نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انتظامیہ سے ہال میں بک سٹال لگانے کی اجازت چاہی۔ اس پروگرام کی بھرپور تشہیر کی گئی تھی اور شرکاء کی بڑی تعداد اس پروگرام میں شامل ہوئی۔ پروگرام شروع ہونے سے قبل ہم نے اپنا سٹال سیٹ کر لیا اور یہ اس پروگرام میں واحد بک سٹال تھا۔ اردگرد کے علاقوں اور پروگرام کے لئے آنے والوں میں جماعت کے تعارف پر مبنی قریباً چار سو مختلف فولڈر تقسیم کئے گئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے کثیر تعداد میں لوگ ہمارے سٹال پر آئے اور بیسیوں افراد سے گفتگو اور جماعت کے تعارف کا موقعہ ملا۔

رمضان المبارک

اسلام میں عبادات کے حوالے سے عورت کو جو احکامات دیئے گئے ہیں ان سے متعلق ایک مضمون ''عورت اور روزہ'' کے عنوان سے تیار کرکے تمام اخبارات کو بھجوایا گیا۔ روزنامہ Dagblad SURINMAE نے 7 اگست 2012ء بروز جمعرات اس مضمون کو صفحہ نمبر 6 پر شائع کیا۔ ملک کے سب سے قدیم اور کثیر الاشاعت روزنامہ ''داوارٹیڈ'' (De Ware Tijd) کے ایڈیٹر نے ایک صحافی کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ اس مضمون کے حوالے سے جماعت سے مزید معلومات حاصل کرے۔ چنانچہ اس صحافی نے جماعت سے رابطہ کیا اور اِس مضمون سے متعلق معلومات کے ساتھ ساتھ اعتکاف اور شب قدر کے بارے میں بھی معلومات حاصل کیں۔ اس روزنامہ نے اعتکاف اور لیلۃ القدر کا مضمون 11 اگست بروز ہفتہ صفحہ A8 پر اور عورت اور عبادت والا مضمون 13 اگست بروز پیر صفحہ

A8 پر شائع کیا۔

عید الفطر کے حوالے سے اسلامی تعلیم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی ایک مضمون روزنامہ De Ware Tijd نے 21 اگست کو صفحہ نمبر A8 پر نمایاں طور پر شائع کیا ،اور اس مضمون کا بیک گراؤنڈ باقی صفحے سے الگ رکھا۔

19 اگست 2012ء بروز اتوار ملک میں عید الفطر منائی گئی۔ اس خوشی کے موقعہ پر نیشنل اسمبلی کے ممبر، سابق منسٹر اور ملک کی سب سے بڑی سیاسی پارٹی کے صدر مسٹر چندریکا پرشاد سنتوکھی کو مہمان خصوصی کی حیثیت سے مدعو کیا گیا۔ ان کے ساتھ ان کی پارٹی کی مرکزی عاملہ کے ممبران سمیت بارہ مہمان تشریف لائے، جبکہ جماعت کی خصوصی درخواست پر ملک کے سابق نائب صدر مسٹر رام دین سارجو بھی مسجد تشریف لائے۔ نماز عید کی ادائیگی اور اختتامی دعا کے بعد مہمانان گرامی مسجد میں آگئے اور مسٹر سارجو اور مسٹر سنتوکھی نے افراد جماعت کو عید کی مبارکباد دی۔ ملک کے سابق نائب صدر نے اپنے مختصر خطاب میں کہا کہ وہ جماعت احمدیہ کی مسجد میں آکر بہت محبت اور اپنائیت محسوس کرتے ہیں۔ وہ اسلام کے احیاء کے لئے جماعت احمدیہ کی خدمت کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور یہ جماعت جس جہد مسلسل میں مصروف ہے وہ اس پر جماعت کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اس جماعت میں ممبران کی تربیت کا بہت عمدہ نظام موجود ہے جو بہت قابل قدر ہے۔ مسٹر سنتوکھی نے عید سعید کی مبارکباد کے ساتھ ساتھ مذہبی اقدار اور بھائی چارے کے قیام کے لئے جماعت کی کوششوں کی تعریف کی اور جماعت کو خراج تحسین پیش کیا۔

تمام مہمانوں کی خدمت میں جماعتی روایات کے مطابق ظہرانہ عید کے لوازمات کے ساتھ پیش کیا گیا۔ بعد ازاں مسٹر چندریکا پرشاد سنتوکھی کو ڈچ ترجمہ والا قرآن مجید، اسلامی اصول کی فلاسفی اور جماعت کے تعارف پر مشتمل فولڈر اور باقی مہمانوں کی خدمت میں اسلامی اصول کی فلاسفی اور فولڈرز پیش کئے گئے۔

ابن مریم کی ہجرت کشمیر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت کشمیر اور قبر مسیح کے بارے میں Films Division گورنمنٹ آف انڈیا نے تقریباً 55 منٹ کی ایک ڈاکومنٹری تیار کی ہوئی ہے، جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کشمیر ہجرت اور سرینگر میں آپ کی قبر ہونے کے ثبوت پیش کئے گئے ہیں، اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر محققین کی تحقیق کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ یہ ڈاکومنٹری (Radika TV Ch.14) نے 2012ء کے اواخر میں دو دفعہ نشر کی۔ اور ملک میں اس کا خوب چرچا ہوا۔ اور متعدد افراد نے اس حوالے سے سوالات بھی کئے۔

عید الاضحیٰ 2012ء

26 اکتوبر 2012ء بروز جمعۃ المبارک ملک میں عید الاضحیٰ منائی گئی۔ اس موقعہ پر ٹی وی چینل 12 (Algemene Televisie Verzorging, A.T.V) کے نمائندے مسجد میں آئے۔ انہوں نے قربانی کے مناظر ریکارڈ کئے۔ اور محترم صدر صاحب کا تفصیلی انٹرویو لیا، اور قربانی کے فلسفے اور گوشت خوری کے حوالے سے سوالات کئے۔ یہ ریکارڈنگ شام 6 بجے چینل 12 اور رات ساڑھے سات بجے چینل 2 پر خبروں میں دکھائی گئی۔ یہ دونوں چینل اسی کمپنی کی ملکیت ہیں۔

عید الاضحیٰ کی اہمیت اور فلاسفی کے حوالے سے ایک مضمون ملک کے دو روزناموں Dagblad SURINAME اور Times of SURINAME میں 25 اکتوبر کو شائع ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 21 ستمبر 2012ء کی اشاعت

آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے حوالے سے دشمنان اسلام نے جو بیہودہ فلم بنا کر مسلمانوں کے جذبات کا خون کیا، اس اہانت کے جواب میں اسلامی ردّ عمل کو واضح کرنے کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ یہ پُر معارف خطبہ تین دفعہ مقامی ٹی وی چینل رادیکا (Radika) پر اور دو دفعہ ریڈیو (Radika) رادیکا پر نشر کیا گیا۔ ریڈیو پر خطبہ شام چھ سے سات اور ٹی وی پر رات ساڑھے سات سے ساڑھے آٹھ بجے نشر ہوتا رہا۔ پورے خطبہ کے دوران حضور کا نام اور خطبہ کا موضوع سکرین پر چلتا رہا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ اور پریس کانفرنس کے حوالے سے جاری کئے گئے پریس ریلیز کا مکمل ڈچ ترجمہ سات نومبر کو روزنامہ (Dagblad SURINAME) میں صفحہ نمبر 12 پر شائع ہوا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا ڈچ ترجمہ فولڈر کی صورت میں تیار کرکے پرنٹ کروایا گیا اور کثرت سے تقسیم کیا گیا۔ متعدد افراد نے اس خطبہ کو سن کر افراد جماعت سے رابطہ کیا اور اسے ایک بہترین ردّ عمل قرار دیا۔ اور حضور انور کی بیان فرمودہ تجاویز کو انتہائی مثبت اور وقت کی ضرورت قرار دیا۔

ایک شخص نے کہا کہ اس نے پہلی دفعہ کسی مسلمان رہنما کو اتنے باوقار اور مہذب انداز سے تقریر کرتے اور لوگوں کو اتنے سکون سے سنتے دیکھا۔ اور آپ کے امام نے جو تجزیہ پیش کیا ہے اور جس طرح توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والوں کے خلاف قانون سازی کو وقت کی ضرورت قرار دیا وہ بہت ہی قابل تعریف ہے۔

جلسہ سالانہ سرینام دسمبر 2012ء

خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے جماعت احمدیہ سرینام کو تیس نومبر اور یکم دسمبر 2012ء بروز جمعہ ہفتہ اپنا 33 واں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس جلسہ کے لئے "بانیان مذاہب کا احترام" عنوان چنا گیا۔ اس جلسہ میں گیانا کے مبلغ انچارج کی قیادت میں جماعتی وفد شامل ہوا۔ امسال پہلی دفعہ جماعت کے بچوں کو مختلف گریڈز میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے پر تعلیمی ایوارڈز دئے گئے۔ 26 نومبر کو دن کے وقت RBN TV.Ch 5 کا نمائندہ اپنے حالات حاضرہ کے پروگرام کے لئے محترم صدر صاحب کا انٹرویو لینے آیا۔ انٹرویو میں اس نے جلسہ کے مقاصد اور طریق کار کے بارے میں سوالات کئے۔ انٹرویو کے دوران اس نے خاص طور پر جلسہ کے اخراجات کے حوالے سے بھی سوال کیا کہ اس جلسہ کے اخراجات آپ کیسے پورے کریں گے؟ اس پر محترم صدر صاحب نے اسے چندہ کے نظام کے بارے میں بتایا اور سمجھایا کہ ہم اپنے تمام کام جماعت کے ممبران کے چندہ سے پورے کرتے ہیں۔ یہ انٹرویو اسی شام سات بجے اور رات بارہ بجے راپاری ٹی وی کے پروگرام "حالات" (Halaat) میں نشر ہوا۔ اُسی شب مقامی اخبار De Ware Tijd اور Dagblad SURINAME کے نمائندوں نے جماعت سے رابطہ کیا اور جلسہ کے موضوع، مقاصد اور جماعت کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ اس جلسہ میں اراکین پارلیمنٹ اور مختلف مذاہب کے نمائندے شامل ہوئے۔ جماعتی تقاریر کے بعد مہمانوں کو سٹیج پر بلانے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ سب سے پہلے پارلیمنٹ کے ممبر مسٹر راجکمار رنجیت سنگھ (Mr.Radjkoemar Randjietsing) کو دعوت دی گئی، جو اپنے ساتھی رکن پارلیمنٹ مسٹر گنیش کمار کندھائی کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوئے۔ موصوف متعدد بار روز پر بھی رہ چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سارا پروگرام توجہ سے سنا ہے اور نوٹس بھی لئے ہیں۔ میں بانیان مذاہب اور خاص طور پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے حوالے سے آپ کی جماعت کے موقف کی قدر کرتا ہوں اور ہم سب کو اس نمونہ پر چلنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ لوگوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور ان کے مقام کو جس انداز سے پیش کیا ہے وہ قابل تعریف ہے۔ ایک غیر سرکاری تنظیم کلچرل یونی سرینام (Culturele Unie Suriname) کے صدر Mr.Ashwien Adhin تھے۔ انہوں نے اپنی گفتگو کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ

لئیق احمد مشتاق ۔ مربی سلسلہ سرینام

السلام کی ذات بابرکات سے کیا اور بتایا کہ امسال جنوری میں مجھے اس جماعت کی طرف سے اسلامی اصول کی فلاسفی نامی کتاب تحفۃً دی گئی تھی۔ یہ ایک بہترین کتاب ہے جو مجھے پڑھنے کا موقعہ ملا۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام انتہائی اعلیٰ پائے کے مصنف اور فلاسفر تھے۔ اور اس کتاب میں انہوں نے خَلق اور خُلق کی جو تشریح بیان فرمائی ہے وہ بہت ہی لطیف اور روحانی معارف سے پُر ہے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے سے آپ بہترین انسان بن سکتے ہیں اور ہم سب کو مل کر ایسے معاشرے کی قیام کے لئے کوشش کرنی چاہیے جہاں با اخلاق انسان رہتے ہوں۔

یکم دسمبر کو ملک کے دو روزناموں De Ware Tijd اور Dagblad SURINAME نے جلسہ کی خبر کو تفصیل سے شائع کیا۔ اوّل الذکر اخبار نے اسلام مخالف فلم کے حوالے سے جماعت کے موقف کی وضاحت کی اور لکھا کہ: " آجکل بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق امریکہ میں بنائی گئی ایک فلم کا کافی چرچا ہے اس لئے جماعت احمدیہ سرینام نے اپنے جلسہ سالانہ کا پروگرام اسی حوالے سے ترتیب دیا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو ہی جلسہ کا عنوان بنایا ہے تاکہ دین اسلام کے بارے میں پیدا شدہ غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جائے۔ جماعت احمدیہ کا موقف ہے کہ کسی مسلمان کے ذاتی عمل کی وجہ سے دین اسلام کی تضحیک کرنا درست نہیں، کیونکہ اسلام کی تعلیم بہت پاک سچی اور حقیقت پر مبنی ہے۔ اسلام مخالف فلم کے حوالے سے اس جماعت کے امام حضرت مرزا مسرور احمد دنیا کے سامنے اپنا موقف پیش کرچکے ہیں کہ آزادی رائے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کسی مذہب کے بانی کے بارے میں بیہودہ گوئی کی جائے"۔ اور متوخر الذکر نے جماعت سرینام کے جلسہ ہائے سالانہ کی مختصر تاریخ اور جلسہ کے اغراض و مقاصد کو نمایاں طور پر شائع کیا۔ اور لکھا کہ " اس جماعت کے بانی نے جماعت کے قیام کے دو سال بعد ممبران کی روحانیت اور دینی علم کو بڑھانے کے لئے جلسہ سالانہ کا نظام جاری کیا، اور یہ جلسہ اسی نظام کا حصہ ہے۔ اس جلسہ کا موضوع بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت ہے۔ کیونکہ آجکل بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملے ہورہے ہیں"۔

جماعتی خبروں کی تلاش

گزشتہ اقساط میں 1988ء میں شاہ احمد نورانی کی ملک بدری کا واقعہ گزر چکا ہے۔ اس واقعہ کی تفصیلات تو موجود تھیں مگر معین تاریخ نہیں مل رہی تھی، جس کی تلاش کے لئے 16 اپریل 2013ء کو جماعتی وفد نیشنل آرکائیوز سرینام (National Archives) کی لائبریری میں گیا، اور بفضل خدا 1988ء کی پہلی سہ ماہی اخبارات کی جو پہلی جلد چیک کرنے کے لئے اٹھائی اس کے پہلے صفحہ پر ہی شاہ احمد نورانی کی گرفتاری اور ملک بدری کی خبر مل گئی۔

اگلے چند دنوں میں اس لائبریری سے جماعتی ریکارڈ میں مذکور اکثر اخباری حوالے تلاش کرنے کی توفیق ملی۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے عزیزہ لبنیٰ لئیق نے 23 اپریل 2013ء کو اکتوبر 1956ء کے اخبار سے مولانا شیخ رشید احمد اسحٰق کی سرینام آمد کی خبر تلاش کی جو جماعت کی سب سے پہلی خبر بھی ہے۔ مجموعی طور پر 16 جماعتی خبریں اور مضامین اور جماعت سے متعلقہ 12 خبریں تلاش کی گئیں۔ کئی سالوں کے اخبار بوسیدہ ہونے کی وجہ سے انتظامیہ نے دکھانے سے معذرت کی۔ اور جماعتی خبروں کی معین تاریخ معلوم ہونے کے باوجود انکا ریکارڈ نہیں لیا جاسکا۔ تمام دستیاب اخباری تراشے scan کروا کے محفوظ کرلئے گئے ہیں۔

مضامین کی اشاعت

9 جولائی 2012ء کو Times of SURINAME میں صفحہ نمبر 5 پر " روزہ ایک عالمگیر عبادت" کے عنوان سے جماعتی مضمون شائع ہوا۔ اسی روز شام کے اخبار (De West) میں یہی مضمون صفحہ نمبر 11 پر شائع ہوا۔ 25 جولائی 2012ء بروز منگل روزنامہ (De Ware Tijd) میں صفحہ نمبر A7 پر "مرد و عورت کے لئے اسلامی عبادات کے احکام" کے عنوان سے جماعتی مضمون شائع ہوا۔

ٹی وی انٹرویو

ملک کی ایک معروف ٹی وی کمپیئر اور صحافی Mrs.Caria Boetius نے یکم جولائی 2014ء کو محترم صدر صاحب جماعت کا انٹرویو لینے کے لئے سٹوڈیو میں دعوت دی اور جماعت کا تعارف اور دوسرے مسلمانوں سے فرق پوچھا۔ اس سوال کے جواب میں محترم صدر

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

خلافتِ حقّہ

سچی پاکیزگی، حقیقی تزکیہ اور دنیا و آخرت کی حسنات اور ترقیات کے حصول کے لئے ایک عظیم الشان الٰہی نظام

نصیر احمد قمر

قسط نمبر 29

خلافت حقّہ کا ایک عظیم مقصد خدا تعالیٰ کے عابدین کی جماعت کا قیام ہے جو ہر قسم کے شرک سے پاک ہو اور اللہ کے خالص مؤحّد بندے ہوں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ خلافت احمدیہ کی طرف سے مختلف پیرایوں میں اور بار بار افراد جماعت کو عبادات کے قیام کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے اور مختلف انداز میں ترغیب وتحریص دلائی جاتی ہے۔ خلفاء کرام کے یہ ارشادات حکمت ومعرفت کا ایک خزانہ ہیں۔ ذیل میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ایک خطاب کا کچھ حصّہ ہدیۂ قارئین ہے جو آپ نے 18/اگست 1949ء کو لجنہ اماء اللہ کوئٹہ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ اس میں آپ نے نماز، روزہ وغیرہ عبادات کی اہمیت، غرض وغایت اور برکات پر ایک مختلف زاویۂ نگاہ سے بصیرت افروز روشنی ڈالی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

”......اِس کے بعد مَیں تمہیں اِس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ انسانی زندگی کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک غذائی پہلو ہوتا ہے جس میں انسان غذا سے طاقت حاصل کرتا ہے اور دوسرا پہلو اُس کی فعّالی حیثیت ہوتی ہے جس میں وہ حاصل کی ہوئی طاقت کو استعمال کرتا ہے۔ مثلاً بجلی کوئلہ کے ساتھ پیدا کی جاتی ہے، مشین کوئلہ کھاتی ہے اور اُس سے بجلی پیدا ہوتی ہے۔ ہم بٹن دباتے ہیں اور بجلی سے کام لیتے ہیں اور جہاں بجلی نہیں ہوتی وہاں غذائی اور فعّالی دونوں پہلو تیار کئے جاتے ہیں۔ مثلاً لالٹین ہوتی ہے اِس میں ہم تیل ڈالتے ہیں یہ اِس کا غذائی پہلو ہے۔ پھر ہم بتی کو دِیا سلائی لگا کر روشن کرکے اس سے کام لیتے ہیں۔ یہ اس کا فعّالی پہلو ہوتا ہے۔ یہی حالت انسانی جسم کی ہے۔ کوئی انسان خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو ایسا نہیں گزرا جو کھاتا پیتا نہ ہو۔ تم میں سے ہر بوڑھا، جوان، بچہ، عورت اور مرد غذا کھاتا ہے خواہ وہ غذا اچھی ہو یا بُری، چاول ہو یا گندم، گوشت ہو یا ترکاری، وہ غذا کھاتا ضرور ہے۔ اگر وہ غذا نہ کھائے تو اُس کا جسم مرجائے گا اور طاقت قائم نہیں رہے گی۔ غذا کھانے کے بعد وہ کام کرتا ہے۔ کوئی تاجر ہوتا ہے وہ تجارت کرتا ہے، کوئی مزدور ہوتا ہے وہ مزدوری کرتا ہے، کوئی سرکاری ملازم ہوتا ہے وہ ملازمت کرتا ہے۔ غرض نوکری، زراعت اور تجارت سب کاموں کی بنیاد روٹی پر ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص کھانا نہ کھائے تو اُس کا جسم بے کار ہوجائے گا اور وہ کوئی کام نہیں کر سکے گا۔ انگریزی زبان کا مقولہ ہے کہ فوج پیٹ پر لڑتی ہے۔ اگر پیٹ ہی بھرا ہوا نہ ہوگا تو کوئی سپاہی لڑے گا کیا؟ غرض پہلے انسان غذا کھاتا ہے اور پھر اُس سے جو طاقت حاصل ہوتی ہے اُس سے کام کرتا ہے یہی حالت دین کی ہے۔

روح کی غذائیں

دین میں بھی ایک حصہ غذائی ہوتا ہے اور ایک فعّالی حصہ ہوتا ہے۔ جس طرح جسم کی طاقت کے قیام کے لئے روٹی، چاول، سبزی اور ترکاری وغیرہ اشیاء مقرر ہیں اور جس طرح ہم دن میں چار پانچ دفعہ کھاتے پیتے ہیں، اسی طرح روح کو زندہ رکھنے کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کچھ چیزیں مقرر ہیں۔ مثلاً نماز ہے، روزہ ہے، زکوٰۃ ہے، صدقہ وخیرات ہے، ذکرِ الٰہی ہے یہ سب روح کی غذائیں ہیں۔

جس طرح روٹی کے بغیر جسم زندہ نہیں رہ سکتا اِسی طرح ان چیزوں کے بغیر روح بھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ تم یہ کبھی نہیں کہہ سکتے کہ فلاں آدمی نے 60 دن تک کھانا نہیں کھایا اور پھر وہ زندہ رہا۔ اگر کوئی شخص تمہارے سامنے یہ بات بیان کرے کہ فلاں شخص چھ ماہ سے کمرے میں بند کیا ہوا ہے اُسے روٹی اور پانی نہیں دیا گیا وہ سخت گھبرایا ہوا ہے اور چاہتا ہے کہ اُسے باہر نکالا جائے تو تم کہوگی جو شخص چھ ماہ سے بغیر کھائے پیئے اندر بند ہے وہ کیا زندہ رہ بھی سکتا ہے؟ لیکن تم بڑے اطمینان سے یہ بات کہہ دیتی ہو کہ فلاں شخص دس سال تک نماز کے قریب بھی نہیں گیا اور اُس کی رُوح زندہ ہے، فلاں شخص دس سال سے روزے نہیں رکھتا اور اُس کی رُوح زندہ ہے، فلاں شخص دس سال سے زکوٰۃ نہیں دیتا اور اُس کی روح زندہ ہے، فلاں شخص پر حج فرض ہے وہ حج نہیں کرتا اور اُس کی رُوح زندہ ہے۔ فلاں شخص ذکرِ الٰہی نہیں کرتا اور اُس کی روح زندہ ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ جسم کی غذا کے متعلق تو تم یہ خیال کرتی ہو کہ غذا کے بغیر انسان چوتھے پانچویں دن مَر جاتا ہے لیکن روحانی غذا کے متعلق تم یہ خیال کرتی ہو کہ روح دس سال کے بعد بھی زندہ رہتی ہے۔ **جس طرح غذا نہ ملنے کی وجہ سے جسم مرجاتا ہے اُسی طرح روحانی غذا نہ ملنے کی وجہ سے روح بھی مرجاتی ہے۔** انسان کھاتا پیتا ضرور ہے لیکن یاد رکھو اِس کا اصل مقصود کھانا پینا نہیں۔ ظاہری طور پر جو چیز تمہیں نظر آرہی ہے وہ تو بشر ہے جیسے گھوڑے، گائے اور بکری وغیرہ کھاتے پیتے ہیں اور وہ انسان نہیں کہلاتے اِسی طرح **صرف کھانے پینے کی وجہ سے انسان انسان نہیں کہلاتا۔ انسان اُسی کو کہتے ہیں جس میں خدا تعالیٰ سے ملنے کی قابلیت پائی جاتی ہو۔**

انسان اُنس سے ہے اور اُنس کے معنی محبت کے ہیں۔ عربی کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی اسم کے آگے الف اور نون لگا دیا جائے تو اُس کے معنی دو کے ہوجاتے ہیں۔ مثلاً مُؤْمِنٌ اسلام لانے والا ایک مرد ہے۔ اور مُؤْمِنَانِ ایمان لانے والے دو مرد ہیں۔ مُسْلِمٌ اسلام لانے والا ایک مرد ہے۔ مُسْلِمَانِ اسلام لانے والے دو مرد ہیں۔ اِسی طرح لفظ اُنس کے معنی ہیں محبت۔ اور جب اس کے آگے الف اور نون لگا دیا جائے تو اِس کے معنی ہوجائیں گے دو محبتیں۔ **چنانچہ انسان کو انسان اِسی لئے کہتے ہیں کہ اِس کے اندر دو محبتوں کا مادہ پیدا کیا گیا ہے۔ ایک تو بنی نوع انسان کی محبت ہے اور دوسرے خدا تعالیٰ کی محبت۔** بنی نوع انسان کی محبت میں بیوی کی محبت بھی شامل ہوتی ہے، بچوں کی محبت بھی شامل ہے، ماں، باپ، رشتہ داروں اور دوستوں کی محبت بھی شامل ہوتی ہے، اپنے مُلک والوں کی محبت بھی شامل ہوتی ہے۔ دوسری محبت خدا تعالیٰ کی ذات سے ہوتی ہے۔ جب کسی بشر میں یہ دونوں محبتیں کامل طور پر پائی جاتی ہوں تو اُسے انسان کہتے ہیں۔

غرض ایک طرف انسان، بنی نوع انسان یعنی قوم، مُلک اور خاندان کی خدمت کرتا ہے تو دوسری طرف وہ عشق الٰہی میں مبتلا ہوتا ہے کسی بشر کو چلتا پھرتا یا سانس لیتا ہوا دیکھ کر اُسے انسان نہیں کہتے۔ وہ صرف بشر ہے یعنی زمین پر چلنے پھرنے والا ایک جانور۔ وہ انسان نہیں کیونکہ اس میں خدا تعالیٰ کی محبت نہیں پائی جاتی۔ **ایک محبت والے کو انسان نہیں کہتے۔** ایک طرف سے محبت کرنے والا تو جانور بھی ہوتا ہے۔ گائے، بھیڑیں اور گھوڑے بھی بچے سے محبت کرتے ہیں حتّٰی کہ چیونٹی اور مکھیاں بھی اپنے بچوں سے محبت کرتی ہیں۔ پھر محض بیوی اور خاوند کی آپس میں محبت ہونے کی وجہ سے انسان انسان کس طرح کہلا سکتا ہے۔ یہ لفظ تو صرف اُس جانور کے لئے بولا جاتا ہے جس میں دو محبتیں پائی جاتی ہوں۔ ایک طرف اس میں خدا تعالیٰ کی محبت پائی جاتی ہو اور دوسری طرف بنی نوع انسان کی محبت پائی جاتی ہو۔ **خدا تعالیٰ کی محبت جسم سے نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ روحانی ہے۔** جسمانی نہیں۔ تم اپنے بھائی اور بچے کو تو گود میں لے کر پیار کرسکتی ہو لیکن خدا تعالیٰ کو جسم سے پیار نہیں کرسکتیں۔ خدا تعالیٰ ایک وراء الوراء ہستی ہے جس کو نہ تم مادی آنکھوں سے دیکھ سکتی ہو نہ مادی کانوں سے تم اُس کی آواز سُن سکتی ہو، نہ تمہارے مادی ہاتھ اُسے چھو سکتے ہیں۔ **وہ اعلیٰ درجہ کی اور وراء الوراء ہستی ہے۔ اُس سے محبت کی جاسکتی ہے تو دل اور روح سے۔ اور جس کی روح مردہ ہے وہ خدا تعالیٰ سے محبت کیا کرے گی۔ جس روح نے کھانا نہیں کھایا وہ زندہ کس طرح ہوسکتی ہے۔ اور اگر وہ زندہ نہیں تو مردہ روح محبت نہیں کرسکتی۔**

مردہ ماں کے سامنے خواہ تم اُس کے بچے کو ذبح کردو وہ اس کے لئے کچھ بھی نہیں کرسکے گی۔ ایک بکری اپنے بچے کی حفاظت کی خاطر کوشش کرے گی، ایک مرغی اپنے بچے کی خاطر کوشش کرے گی لیکن مردہ عورت اپنے بچے کے لئے کچھ بھی نہیں کرسکتی اِس لئے کہ وہ مرچکی ہے اور وہ اپنے بچہ کی تکلیف کو محسوس نہیں کرسکتی۔ **اِسی طرح اگر کسی کی روح مر جائے تو اِس کے متعلق یہ خیال کرلینا کہ وہ محبت کرسکتا ہے سراسر بیوقوفی ہے۔ خدا تعالیٰ سے محبت وہی کرسکتا ہے جس کی روح زندہ ہو اور روح تبھی زندہ رہ سکتی ہے جب اُسے غذا ملے۔ اور اُس کی غذا روٹی نہیں۔ روح کھانا نہیں کھاتی، پانی نہیں پیتی، اُس کی غذا نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور ذکرِ الٰہی وغیرہ ہے۔** یہ چیزیں انسانیت کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہیں۔

نماز کی پابندی سے مراد

جب میں کہتا ہوں کہ نماز کی پابندی کی جائے تو اِس کا یہ مطلب نہیں کہ تم پانچ نمازوں میں سے چار پڑھو یا ہفتہ کی 35 نمازوں میں سے 34 نمازیں پڑھو یا سال بھر کی 1800 نمازوں میں سے 1799 نمازیں پڑھو اِس کو پابندی نہیں کہتے۔ جب میں کہتا ہوں کہ نماز کی پابندی کی جائے تو اِس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تم سال کی 1800 نمازیں پوری کی پوری پڑھو۔ جسم فاقہ برداشت کرسکتا ہے لیکن رُوح فاقہ برداشت نہیں کرسکتی۔ تین دن کے فاقہ کے بعد بھی تمہارے جسم میں طاقت باقی رہ جائے گی۔ بعض لوگ دس دس بارہ بارہ دن فاقے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں۔ لیکن روح ایک لطیف چیز ہے جو ایک فاقہ بھی برداشت نہیں کرسکتی۔

بالارادہ ایک چھوڑی ہوئی نماز بھی روحانیت کو ہلاک کردیتی ہے

اگر سال میں ایک نماز بھی چھوڑ دی جائے تو روح مر جائے گی۔ اِس وجہ سے علماء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ جان بوجھ کر چھوڑی ہوئی نماز کی قضاء نہیں۔ مثلاً ظہر کی نماز کا وقت آجائے اور تم جان بوجھ کر نہ پڑھو۔ بیمار ہو، سو رہے ہو، یا کوئی اَور روک پیدا ہوجائے تو اَور بات ہے۔ **لیکن اگر نماز کا وقت ہو اور تم بِالارادہ نہ پڑھو تو وہ دوبارہ ساری عمر نہیں پڑھی جائے گی۔ غرض ایک چھوڑی ہوئی نماز بھی روحانیت کو ہلاک کردیتی ہے۔**

بعض لوگ کہتے ہیں ہم اللہ کے فضل سے نماز پڑھتے ہیں ہاں کبھی کبھار کوئی نماز رہ جائے تو رہ جائے حالانکہ کبھی کبھار نماز کا رہ جانا بھی نماز نہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی پابندی کی اتنی تاکید کی ہے کہ آپ جیسا رحیم وکریم انسان، جو محبت میں چُور رہتا تھا، کہتا ہے میرا جی چاہتا ہے کہ اپنی جگہ کسی اَور کو امام مقرر کردوں اور کچھ آدمیوں کے سروں پر لکڑیاں رکھ دوں اور پھر اُن سب لوگوں کے گھروں کو جو عشاء اور فجر کی نمازیں مسجد میں ادا نہیں کرتے مکینوں سمیت جلا دوں۔

(بخاری کتاب الاذان باب وجوب صلوۃ الجماعۃ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بے نمازوں کے متعلق نہیں کہی بلکہ ایسے پڑھنے والوں کے متعلق کہی ہے جو قاعدہ کے مطابق مسجدوں میں آکر نماز ادا نہیں کرتے۔ آپ نے ایسا کیا نہیں کیونکہ دین میں جبر جائز نہیں۔ صرف نفرت کے اظہار کے لئے آپ نے ایسا کہا۔ ویسے آپ بادشاہ بھی تھے اور اگر ایسا کرنا چاہتے تو کرسکتے تھے۔ اِس سے پتہ لگتا ہے کہ آپ نے صرف اظہارِ نفرت فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میں ایسے لوگوں کے گھروں کو جَلا دوں۔ وہ ہمارے شہر میں رہنے کے قابل نہیں۔ **بچہ اور بیمار کے لئے جائز ہے کہ وہ گھر میں نماز ادا کر لے لیکن دوسرے مَردوں کے لئے جو بِلا عذر مسجد میں نماز ادا نہیں کرتے، بھاری گناہ ہے۔**

اب تم دیکھ لو کہ ہمارے مُلک میں کتنے وہ لوگ ہیں جو مسجدوں میں آکر نماز ادا کرتے ہیں۔ ایک فیصدی بھی نہیں۔ عورتوں کے لئے مسجد میں آکر نماز ادا کرنا ضروری نہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر ممکن ہو اور عورتیں مسجد میں آکر نماز ادا کرلیں تو اچھا ہے لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ عورتوں کے لئے مسجد میں نماز ادا کرنا فرض نہیں۔ ہاں اگر وہ پڑھ لیں تو منع نہیں۔ **بہرحال عورتوں کے لئے مسجد میں نماز ادا کرنا فرض نہیں۔** بعض کے نزدیک جائز ہے۔ بعض کے نزدیک اگر ممکن ہو اور مسجد میں جاکر نماز ادا کرلیں تو عام ثواب سے اُنہیں زیادہ ثواب ملے گا۔ **لیکن مَردوں کے متعلق یہ فتویٰ ہے کہ اگر وہ مسجد میں جاکر نماز ادا نہ کریں تو اُنہیں عذاب ملے گا۔ اگر مسجد میں جاکر وہ نماز پڑھیں گے تو اُن کی اصلی نماز سمجھی جائے گی۔** لیکن موجودہ حالات میں عورتیں تو مسجد میں جاکر نماز کیا پڑھیں گی، مرد بھی اتفاقی حادثہ کے طور پر مسجد میں جاتے ہیں۔ آجکل یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ مسجد میں نماز ادا کرنا تنخواہ دار امام یا مؤذّن کا کام ہے یا وہ مسافر جو غریب ہو اور وہ مسجد میں آکر ٹھہر جائے، وہ نماز پڑھ لے۔ یا وہ شخص جس نے ووٹ لینے ہوں وہ نماز مسجد میں پڑھ لے۔ اَور لوگ نماز پڑھنا ضروری نہیں سمجھتے۔

مَیں جب مصر گیا تو وہاں قاہرہ کی جامع مسجد دیکھنے گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بہت بڑی مسجد ہے اُس میں پچاس ہزار کے قریب آدمی آسکتے ہیں۔ اِتنی بڑی مسجد میں ایک امام پانچ چھ آدمیوں کو ساتھ لے کر ایک کونہ میں کھڑا نماز ادا کررہا ہے۔ وہ محراب میں نہیں کھڑا تھا۔ مجھے یہ بات عجیب معلوم ہوئی میں نے اُس مولوی سے پوچھا کہ جب محراب ہے تو تم ایک کونہ میں کھڑے ہوکر نماز کیوں ادا کررہے ہو؟ اُس نے کہا قاہرہ کی دس لاکھ کی آبادی ہے (اب 25-30 لاکھ کے قریب آبادی ہے) دس لاکھ میں سے اگر

معذوروں کو نکال دیا جائے تب بھی دو اڑھائی لاکھ آدمی ایسا ہوگا جو مسجد میں آ کر نماز ادا کرسکتا ہے اور اگر شہر کے دُور دراز حصوں کو نکال دیا جائے تب بھی 40-45 ہزار آدمی مسجد میں آ کر نماز ادا کر سکتے ہیں۔ میں کونہ میں اِس لئے نماز ادا کر رہا ہوں تا غیر مذہب کا اگر کوئی آدمی آ جائے اور مجھے محراب میں کھڑا نماز پڑھتے دیکھے تو وہ یہ خیال نہ کرے کہ یہ شہر کی جماعت ہے اور شہر میں صرف چار پانچ آدمی ہیں جو مسجد میں آ کر نماز ادا کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ میں کونہ میں کھڑا اِس لئے نماز پڑھ رہا ہوں تا وہ سمجھے کہ اصل نماز تو ہوگئی ہے یہ لیٹ آنے والے لوگ ہیں۔ غرض آجکل ایک فیصدی بھی ایسے مسلمان نہیں پائے جاتے جو مسجد میں جا کر نماز پڑھنا ضروری خیال کرتے ہوں۔ سرکاری دفاتر میں ان کی طرف سے بھی نماز باجماعت کا کوئی انتظام نہیں۔ سرکاری اداروں کی طرف سے یہ شائع کیا جاتا ہے کہ عید کی نماز میں بڑے بڑے افسر شامل ہوئے لیکن کیا عید اور جمعہ کی نمازیں کسی اَور خدا نے بنائی ہیں؟ اور روزانہ پانچ نمازیں کسی اور خدا نے بنائی ہیں؟ جس خدا نے عید اور جمعہ کی نمازیں مقرر کی ہیں اُس خدا نے روزانہ پانچ نمازیں بھی مقرر کی ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ عید اور جمعہ کا حکم تو مان لیتے ہیں اور روزانہ پانچ نمازوں والا حکم نہیں مانتے۔ عید اور جمعہ کی نمازوں میں لوگ چونکہ کثرت سے آتے ہیں اِس لئے بڑے بڑے لوگ شہرت کی خاطر وہاں چلے جاتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو نماز باجماعت ادا کرتے ہیں مگر ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ عام لوگ صرف اپنے اعمال پر پردہ ڈالنے کے لئے چلے جاتے ہیں۔ یہ خرابی مسلمانوں میں مردوں میں بِالعموم اور عورتوں میں بِالخصوص پائی جاتی ہے۔

عورتیں کہتی ہیں کیا کریں، بچے ہیں، گھر کا کام ہے اِس لئے نماز نہیں پڑھ سکتیں۔ بھلا ایسا بھی کوئی گھر ہے جو بچوں سے خالی ہو؟ یا ایسی عورت ہے جس کو گھر کا کام نہ ہو؟ مرد باہر کا کام کرتا ہے اور عورت گھر کا کام کرتی ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں جو نماز میں روک پیدا کر سکے۔

پس مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ نماز روحانی غذا ہے۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ تم نمازیں پڑھو، یہ حکم قرآن کریم میں پہلے سے موجود ہے۔ مَیں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ روزے رکھو، یہ حکم قرآنِ کریم میں پہلے سے موجود ہے۔ میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ زکوٰۃ دو، حج کرو، یہ احکام تمہیں پہلے سے معلوم ہیں۔ اگر تمہیں معلوم ہیں اور معلوم ہونے کے بعد تم اِن میں کوتاہی کرتی ہو تو اِس کا علاج میرے قبضہ میں نہیں۔

مَیں صرف ایک بات بتانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، ذکرِ الٰہی وغیرہ روحانی غذائیں ہیں۔ جس طرح تمہارا جسم غذا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اِسی طرح تمہاری روح بھی غذا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ تمہارا جسم بے شک زندہ رہے گا لیکن تمہاری رُوح کے اندر یہ قابلیت نہیں رہے گی کہ تم خدا تعالیٰ سے مل سکو۔ وہ فضل جو عام ہے مثلاً کھانا وغیرہ ملنا یہ ایک الگ چیز ہے۔ **خدا تعالیٰ کی محبت وہ ہوتی ہے کہ اس سے ایسا تعلق پیدا ہو جائے کہ کسی نہ کسی رنگ میں وہ اپنی مرضی ظاہر کرتا رہے** اور یہ چیز اِن چیزوں کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی کیونکہ مردہ زندہ والا کام نہیں کرسکتا۔

پس ایک نصیحت مَیں تمہیں یہ کروں گا کہ تم روح کی غذائی حالت کو بہتر بناؤ۔ جس طرح تم چاہتی ہو کہ تمہارا جسم زندہ رہے، تم بیمار اور کمزور ہو جاتی ہو تو دوائیں کھاتی ہو، یخنی پیتی ہو، مقویات استعمال کرتی ہو یا اگر کسی کا جگر خراب ہو تو وہ سبزیوں کا استعمال زیادہ کرتی ہے اسی طرح اگر تمہاری روح کمزور ہے تو اُس کی تقویت کا انتظام کرو۔

اگر صرف نماز سے سرور نہیں ہوتا تو ذکرِ الٰہی کرو، اگر صرف زکوٰۃ سے سرور پیدا نہیں ہوتا تو صدقہ خیرات کرو، پیٹ بھرنے کا آخر یہی قاعدہ ہے کہ اگر دس لقموں سے پیٹ نہیں بھرتا تو پانچ لقمے اور کھاؤ۔ یہی روح کا حال ہے۔ اگر صدقہ سے روح میں تازگی پیدا نہیں ہوتی تو اَور صدقہ دو۔ اگر پانچ نمازوں سے روح میں تازگی پیدا نہیں ہوتی تو چھ نمازیں پڑھو۔ اور اگر پھر بھی تازگی پیدا نہیں ہوتی تو سات نمازیں پڑھو۔ نماز چھوڑ دینے سے روح تازہ نہیں ہوتی بلکہ نمازیں زیادہ پڑھنے سے روح میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔ یہ روح کا ایک غذائی پہلو ہے جس کی طرف میں تمہیں توجہ دلاتا ہوں۔

انسانی زندگی کا دوسرا پہلو فعّالی ہے۔ انسان جو غذا کھاتا ہے اس سے جسم میں طاقت پیدا ہوتی ہے اور وہ کام کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص کھانا کھانے کے بعد بستر پر لیٹ رہے اور کوئی کام نہ کرے تو دیکھنے والے یہی کہیں گے کہ اس میں اپنے جسم سے صحیح کام لینے کا مادّہ نہیں۔ اسی طرح یہ روحانی غذائیں ہیں اِن سے طاقت حاصل کر لینے کے بعد انسان کو اَور کام بھی کرنا پڑتا ہے۔

جو شخص نماز پڑھ کر یہ سمجھ لیتا ہے کہ میں نے اپنا کام کرلیا یا روزے رکھ کر یہ سمجھ لیتا ہے کہ میں نے اپنا کام کرلیا یا صدقہ خیرات دے کر یہ سمجھ لیتا ہے کہ میں نے اپنا کام کر لیا۔ وہ ایسا ہی بیوقوف ہے جس طرح وہ شخص جو کہے میں نے روٹی کھالی، پانی پی لیا تو زندگی کا کام پورا کرلیا۔ کھانا پینا زندگی کے کام نہیں بلکہ اُسے کام کے قابل بنانے کے لئے غذائیں ہیں۔ اِسی طرح یہ روحانی کام بھی انسانی زندگی کا مقصود نہیں، نہ جسمانی زندگی کا مقصود کھانا پینا ہے اور نہ روحانی زندگی کا مقصود نماز روزہ وغیرہ ہے۔ یہ دونوں سہارے ہیں ایک جسم کے لئے اور ایک روح کے لئے۔ ایک سے جسم کام کے قابل بنتا ہے اور دوسرے سے روح کام کے قابل بنتی ہے۔ جسم میں جب طاقت پیدا ہوتی ہے تو انسان نوکری کرتا ہے، تجارت کرتا ہے اور دنیا کے دوسرے کام کرتا ہے۔ اِسی طرح جب انسان کو روحانی طاقت حاصل ہوتی ہے وہ مختلف کام کرتا ہے۔ وہ کام کیا ہیں؟ وہ کام دو قسم کے ہیں۔ ایک تو اس کا کام مخفی ہوتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی محبت میں ترقی کرنا ہوتا ہے۔ دوسرا کام انسانی دماغ کی اصلاح اور اُس کی فکر کی اصلاح اور اُس کے خیالات وجذبات کی اصلاح ہے۔

جس طرح روٹی کھانے کے نتیجہ میں انسان ہل چلاتا ہے، تجارت کرتا ہے، صنعت وحرفت کرتا ہے، مزدوری کرتا ہے۔ انسان کے جسم میں طاقت ہو تبھی وہ اچھا سپاہی، اچھا وکیل اور اچھا مدرِّس بن سکتا ہے۔ اِسی طرح روحانی غذاؤں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور ذکرِ الٰہی وغیرہ کے نتیجہ میں انسان کو روحانی طاقت حاصل ہوتی ہے اور اس طاقت کے نتیجہ میں اُس کے اخلاق درست ہو جاتے ہیں۔ وہ ظلم سے دُور چلا جاتا ہے۔ اُس کے اندر دیانت وامانت، رحم اور عدل پیدا ہو جاتا ہے، اُس میں خدمت خلق کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے، محبت اور قربِ الٰہی کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ اِس کے بعد وہ خود بھی یہ کام کرتا ہے اور دوسروں سے بھی کرواتا ہے۔ مثلاً جھوٹ نہیں بولتا اور کوشش کرتا ہے کہ دوسرے لوگ بھی جھوٹ نہ بولیں۔ وہ دوسروں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ وہ دوسروں کو بھی تلقین کرتا ہے کہ وہ بھی دوسروں پر ظلم نہ کریں۔ اُس کے خیالات پاکیزہ ہو جاتے ہیں اور وہ دوسروں کے خیالات کو بھی پاکیزہ بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ غرض اُس کی روح رات دن مخلوق کی اصلاح میں لگی رہتی ہیں خود نماز مقصود نہیں۔

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ (**العنکبوت:46**) جس طرح روٹی مقصود نہیں، روٹی کھانے سے طاقت پیدا ہوتی ہے اور پھر انسان دنیا کے کام کرتا ہے۔ اِسی طرح نماز اصل مقصود نہیں بلکہ اس کا کام یہ ہے کہ وہ ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔ جو شخص نماز پڑھتا ہے اُس کی روح کو طاقت ملتی ہے اور بُرائیوں کے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ اُس کے اندر دیانت وامانت، عدل وانصاف، رحم غرض جتنے اخلاقِ فاضلہ ہیں وہ سب پائے جاتے ہیں اور اس کے اندر یہ طاقت بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کے اندر بھی یہ اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ یہی حال روزوں کا ہے۔

روزوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (**البقرۃ:184**) روزوں کی یہ غرض ہے تا روح کو طاقت پہنچے اور وہ تقویٰ کے قابل ہو جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ وہ شخص روزہ دار نہیں جو بھوکا اور پیاسا رہتا ہے۔ روزہ دار وہ ہے جس کی زبان قابو میں رہے۔ غرض روزے کا مقصود بھوکا اور پیاسا رہنا نہیں بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کے اندر یہ جذبہ پیدا ہو جائے کہ اُسے کسی وقت اپنے بھائیوں اور بنی نوع انسان کی خاطر اپنی مملوکہ اور حلال چیزیں بھی چھوڑنی پڑیں تو وہ چھوڑ دے۔ روزے میں ہمارا اپنا کھانا جو حلال ذرائع سے کمایا ہوا ہوتا ہے اور شریعت کے لحاظ سے حرام نہیں ہوتا ہمارے پاس موجود ہوتا ہے، ہمارا اپنا پانی ہمارے پاس موجود ہوتا ہے لیکن ہم وہ کھانا بھی نہیں کھاتے، وہ پانی بھی نہیں پیتے۔ اِس میں مسلمانوں کو یہ سبق دیا جاتا ہے کہ جب تم بنی نوع انسان کی خاطر، اپنے بھائیوں کی خاطر خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اپنی حلال چیز بھی اپنے اُوپر حرام کر لیتے ہو تو دوسرے کا مال تم پر کس طرح حلال ہوسکتا ہے۔ غرض روزہ میں خدا تعالیٰ انسان کو حلال کھانے اور حلال کمانے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

اسی طرح حج ہے لوگ اپنا کاروبار چھوڑ کر حج کے لئے جاتے ہیں اور ایک جگہ جا کر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اِس سے خدا تعالیٰ انسان کو یہ سبق دیتا ہے کہ بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لئے، اپنے وطن کے لئے اور رشتہ داروں کی خاطر تمہیں اپنا کام چھوڑ کر بھی جانا پڑے تو جاؤ۔ جو شخص سچے دل سے حج کرنے جاتا ہے اُسے یہ توفیق مل جاتی ہے کہ وہ بنی نوع انسان اور اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی خاطر کام کرے اور ایسا کرنے کے لئے اگر اُسے وطن اور کاروبار بھی چھوڑنا پڑے تو وہ چھوڑ دیتا ہے۔

غرض نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور ذکرِ الٰہی وغیرہ روحانی غذائیں ہیں۔ ان کے بعد انسان کو کچھ کام بھی کرنا ہوتا ہے۔ لیکن بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اِس میں غفلت سے کام لیتے ہیں۔ وہ نماز پڑھ کر مغرور ہو جاتے ہیں اور بجائے اِس کے کہ اُنہیں کوئی روحانی طاقت حاصل ہو وہ نماز پڑھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ گویا اُنہوں نے خدا تعالیٰ پر احسان کیا ہے۔ **نماز تو اِس لئے سکھائی گئی ہے تا نیکی کی طاقت بڑھے۔ اگر کوئی شخص نماز پڑھتا ہے اور پھر اُس کی نیکی کی طاقت نہیں بڑھتی تو وہ سمجھ لے کہ اس نے صحیح طور پر نماز نہیں پڑھی۔** جس طرح تم کھانا کھاتی ہو کھانے سے اگر تمہیں جسمانی طاقت حاصل نہیں ہوتی تو تم ڈاکٹر کے پاس جاتی ہو اور علاج کرواتی ہو۔ اِسی طرح اگر نماز تمہارے اندر ایسی روحانی طاقت پیدا نہیں کرتی کہ تمہارے اندر بُرائیوں سے نفرت کا مادہ پیدا ہو جائے تو سمجھ لو تمہاری وہ نماز صحیح نماز نہیں۔ تمہارے اندر کوئی روحانی بیماری داخل ہو چکی ہے جس کا علاج ضروری ہے۔ جیسے بعض لوگ آٹے میں بُرادہ ملا دیتے ہیں بظاہر تو لوگ ایسے آٹے سے روٹی تیار کر کے کھاتے ہیں لیکن وہ انتڑیوں میں جا کر تکلیف پیدا کرتا ہے اور غذا اسے جو طاقت پیدا ہوتی ہے وہ حاصل نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص نماز پڑھتا ہے اور بظاہر اُسے کوئی روحانی طاقت حاصل نہیں ہوتی تو اُسے سمجھ لینا چاہیے کہ نماز خراب ہے۔ جس کی صحت خراب ہو جاتی ہے اُسے طاقتور غذائیں استعمال کروائی جاتی ہیں، علاج کروایا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر روحانی صحت خراب ہو جائے تو نماز، روزہ، زکوٰۃ اور ذکرِ الٰہی وغیرہ میں کثرت سے اس کا علاج کرنا چاہیے۔ یہ چیزیں خود مقصود نہیں ہاں بطور غذا کے ہیں۔ تم اپنی نمازوں کو ٹٹولتی رہا کرو اور دیکھتی رہا کرو کہ آیا وہ کوئی زائد فائدہ تمہیں پہنچاتی ہیں یا نہیں۔

ہمارے مُلک میں ایک مثل مشہور ہے وہ ہے تو ہنسی والی لیکن جو سبق اس میں بیان کیا گیا ہے وہ بہت بڑا ہے۔ کہتے ہیں کوئی مولوی تھا اُس نے کسی گاؤں میں جا کر وعظ کرنا شروع کیا لیکن اُس کا وعظ سننے کوئی نہ آتا تھا۔ کبھی کبھار پانچ سات آدمی اکٹھے ہو جاتے تھے۔ ایک میراثی کو خیال آیا کہ اِس مولوی سے پوچھیں تو سہی کہ اِس وعظ و نصیحت سے کیا فائدہ پہنچتا ہے؟ وہ مولوی کے پاس گیا اور اُس سے پوچھا مولوی صاحب! نماز روزے سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ اُس کا مطلب یہ تھا کہ انسان دنیا میں مزدوری کرتا ہے، مشقت برداشت کرتا ہے انسانی فطرت یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس کے بدلہ میں اُسے کچھ ملے اور جب یہ بات ہے تو نماز کے بدلہ میں مجھے کچھ ملنا چاہیے۔ مولوی نے اس میراثی کو ٹالنے کے لئے کہا کہ نماز پڑھنے سے نور ملتا ہے۔ میراثی مطمئن ہو گیا اور اُس نے خیال کرلیا اچھا کچھ تو ملے گا۔ وہ گھر گیا اور بیوی سے کہنے لگا مَیں نماز پڑھوں گا اور اِس کے بدلے میں مجھے نور ملے گا۔ اس میراثی نے ظہر کی نماز پڑھی، عصر کی نماز پڑھی، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں۔ ہر نماز کے بعد وہ جسم کو دیکھتا تھا کہ نور کیا چیز ہے؟ سردیوں کا موسم تھا صبح کی نماز کے لئے جو اُٹھا تو اُسے سردی لگی۔ مولوی نے اُسے یہ بھی بتایا تھا کہ اگر پانی نہ ملے یا کوئی بیمار ہو تو وہ تیمّم کر لے۔ اُسے سردی لگی تو اُس نے خیال کرلیا کہ چلو تیمّم ہی کرلوں۔ اتفاقاً اُس کے پاس توا پڑا تھا۔ اندھیرے میں اُس نے توے پر ہاتھ مار کر تیمّم کرلیا۔ جونہی اُس نے اپنے ہاتھ منہ پر پھیرے وہاں سیاہی لگ گئی۔ جب اُس نے پانچ نمازیں پڑھ لیں تو خیال کرلیا اب تو نور آ جانا چاہیے۔ اُس نے بیوی کو کہا دیکھو میرے منہ پر نور ہے یا نہیں؟ بیوی کو بھی نور کا علم نہیں تھا۔ اُس نے کہا مجھے تو کوئی تغیر معلوم نہیں ہوتا ہاں سیاہی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ میراثی نے کہا اگر نور سیاہ ہوتا ہے تو پھر تو گھٹائیں باندھ کر آیا ہے دیکھو! میرے ہاتھ بھی سیاہ ہو گئے ہیں۔ یہ ایک لطیفہ ہے لیکن اِس سے پتہ لگتا ہے کہ انسانی فطرت یہ تقاضا کرتی ہے کہ اُسے محنت کے بدلہ میں کچھ ملے۔ جس کام کے بدلہ میں کچھ نہ ملے وہ کام لغو سمجھا جاتا ہے۔

پس اگر کوئی شخص یہ تقاضا کرے کہ اُسے نماز کے بعد کیا ملا تو اُس کا یہ تقاضا صحیح ہوگا۔ اِسی چیز کی طرف خدا تعالیٰ اِس آیت میں اشارہ کرتا ہے کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ نماز بے حیائیوں اور بُری باتوں سے روکتی ہے۔ اِسی طرح روزے کے متعلق فرمایا۔ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تا تمہارے اندر تقویٰ کی طاقت پیدا ہو جائے۔ اِسی طرح زکوٰۃ سے بھی دل میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں سب اصول بیان کر دیئے گئے ہیں اور اصول ہی اصل چیز ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پانی پینے سے پیٹ بھر جاتا ہے لیکن بخار والے مریض کا پانی سے

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: خطبۂ عید الفطر از صفحہ 20

دوستوں کے ساتھ سیروں کے پروگرام اور پکنک منانے کے لئے نہیں بلکہ اس شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خوشی کا موقع فراہم کیا گیا ہے۔ پس ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ عید صرف کھیل کود، اچھا پہننا، اچھا کھانا اور دوستوں کی محفلوں سے لطف اندوز ہونے کا نام نہیں ہے بلکہ اللہ کی رضا کے حصول کی خاطر ایک مہینہ کامل اطاعت سے ہر جائز بات کو بھی ایک مخصوص وقت کے لئے چھوڑنے اور اللہ کی رضا کے حصول کے لئے ہی اس کی اطاعت کرتے ہوئے تمام جائز کاموں کو دوبارہ شروع کرنے کا نام ہے۔ ہماری عیدیں ہمیں یہ توجہ دلانے والی ہونی چاہئیں کہ جن قربانیوں اور عبادتوں کے مزے ہم نے چکھے ہیں اور جس کی خوشی میں اللہ تعالیٰ نے آج ہمیں بیوی بچوں، عزیز رشتہ داروں، دوستوں اور افراد جماعت کے ساتھ مل کر خوشیاں منانے کا حکم اور موقع دیا ہے ان قربانیوں اور ان عبادتوں کو اب ہم دائمی کرلیں تا کہ اللہ کی طرف سے ہمارا ہر روز روزِ عید بن کر طلوع ہو نہ کہ سال کے بعد ایک دن کے لئے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو احکامات دیئے ہیں ان کو باقاعدگی سے کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ جن میں غریبوں کا خیال رکھنا بھی ہے۔ ضرورتمندوں کی ضرورتوں کا خیال رکھنا بھی ہے۔ رشتے داروں سے حسن سلوک بھی ہے۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا بھی ہے۔ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارتے ہوئے اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنا بھی ہے۔ یہ رمضان جس نے ہمیں بھوکا رہنے کی ٹریننگ دی ہے۔ یہ رمضان، یہ جو رمضان کے روزے تھے جن میں دوسروں کا خیال رکھنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ یہ روزے جن میں فدیہ، فطرانہ اور دوسرے مالی قربانیوں کے امور کی طرف توجہ دلائی۔ یہ روزے جن میں نوافل کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی، جن میں وقت پر فرض نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی، جن میں قرآن کریم کے دَور مکمل کرنے کی طرف توجہ دلائی اور اس کے بعد مہینہ گزرنے پر ایک خوشی کا دن منانے کا حکم دیا۔ یہ اس لئے ہے کہ تا کہ ہمیں سمجھ آئے کہ حقیقی خوشی اس وقت پہنچتی ہے جب ایک انسان ایسے عمل میں سے گزرتا ہے۔ غریبوں کی بھوک کا احساس تبھی ہوتا ہے جب خود بھوک برداشت کرے۔ فاقہ زدہ جو ہیں ان کی کمزوری کا احساس تبھی ہوتا ہے جب شام کو بھوک اور پیاس سے جسم میں کمزوری محسوس ہو۔ مَیں ان لوگوں کی بات کر رہا ہوں جو روزہ روزے کی نیّت سے رکھتے ہیں۔ اللہ کا قرب حاصل کرنے کی نیت سے رکھتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے جماعت کی اکثریت اس نیّت اور اس ارادے سے روزے رکھتی ہے۔ ان لوگوں کی بات نہیں کرتا جو صبح سحری کے وقت کھاتے ہیں تو شام تک ان کو کھانے کے ڈکار آتے رہتے ہیں اور افطاری اتنی کھا لیتے ہیں کہ صبح سحری کے وقت گھر والے مشکل سے ان کو اٹھاتے ہیں کہ اٹھو سحری کھالو۔ نہ نفلوں کی ہوش، نہ نمازوں کی ہوش، نہ قرآن پڑھنے کی ہوش۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جگہ بیان کیا۔ غالبًا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرمایا کرتے تھے کہ بازار میں ایک دن چند ہندو دکاندار بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک کہہ رہا تھا کہ تم میں سے کوئی ایک پاؤ تِل کھالے تو میں اتنا انعام دوں گا۔ پانچ روپے یا کچھ انعام مقرر کیا تو وہاں سے ایک جاٹ زمیندار گزر رہا تھا۔ اس نے باتیں سنیں تو اس نے کہا ایک پاؤ تِل تو معمولی سی چیز ہیں۔ اس نے کہا پھلیوں سمیت کھانے ہیں یا صرف تِل ہی کھانے ہیں۔ پاؤ تِل تو کوئی چیز نہیں ہیں۔ اس نے سوچا اتنی بڑی شرط لگ رہی ہے، انعام مقرر ہو رہا ہے تو ضرور یہ پھلیوں سمیت کھانے ہوں گے۔ تو دکانداروں نے اسے جواب دیا۔ چوہدری صاحب! آپ جائیں۔ ہم آدمیوں کی بات کر رہے ہیں، آپ کی نہیں کر رہے۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 9 صفحہ 86-85) تو میں بھی ان روزہ داروں کی بات کر رہا ہوں جو مومن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب پانے کے لئے روزے رکھتے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ شکر ہے رمضان آیا، صبح شام اچھے کھانے کھانے کو ملیں گے۔ گھر والوں سے خاطریں کرواؤں گا۔ پس جو اللہ کی رضا کے حصول کے لئے روزے رکھتے ہیں انہیں پھر دوسروں کا بھی احساس ہوتا ہے اور رمضان ان میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتا ہے اور یہ تبدیلیاں ان کو عید کی حقیقی خوشیاں مہیا کرنے والی ہوتی ہیں۔

پس یہ عیدیں جو ہم مناتے ہیں یہ اس نیت سے منائی جانے والی عیدیں ہونی چاہئیں جن میں اپنے پیدا کرنے والے خدا کی طرف توجہ رہے۔ خدا کی عبادت کی طرف توجہ رہے اور اس کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ رہے۔ ہمیشہ یہ ہمارے ذہن میں ہونا چاہئے کہ نیکی اور تقویٰ کو قائم رکھنا ہمارا اصل مقصود ہے اور اس کا سبق ہمیں رمضان کے روزے بھی دیتے ہیں اور عیدیں بھی دیتی ہیں۔ دونوں ہمیں اطاعت کا سبق دیتے ہیں۔ ہم نے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرتے ہوئے اور اطاعت کرتے ہوئے رکھے۔ آج ہم خوشی منا رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے منا رہے ہیں۔ پس یہ اطاعت کا سبق اب ہماری زندگیوں کا حصہ بن جانا چاہئے۔ یہ اطاعت ہی ہے جس سے ہمیں اللہ تعالیٰ کے قرب کا مقام حاصل ہونا ہے۔ یہ اطاعت ہی ہے جو ہمیں دوسروں سے ممتاز کرنے والی ہے اور کر رہی ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ یوں حکم فرمایا ہے کہ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (النور: 53) اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس کا تقویٰ اختیار کرے تو وہ کامیاب ہو جاتے ہیں۔ پس ہماری کامیابی، مقصد کے حصول کی ہماری کوشش اللہ کی اطاعت میں ہے۔ اس کا تقویٰ اختیار کرنے میں ہے۔ پس جب تک ہم اس اصل کو سمجھتے ہوئے پکڑے رکھیں گے ہم اپنی زندگی کے مقصد پورے کرنے والے بنتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے انعاموں اور اس کے احسانوں سے فیضیاب ہوتے چلے جائیں گے۔ پس اس سبق کو کبھی کسی احمدی کو نہیں بھولنا چاہئے۔ لیکن صرف منہ سے یہ کہہ دینا کہ ہم تقویٰ اختیار کرتے ہیں، ہم اطاعت کرتے ہیں، کافی نہیں ہے۔ اس کے حصول کے لئے جو ذرائع اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں وہ اختیار کرنے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے اور ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ کرے۔

آج کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے حقوق العباد ادا کرنے کے بارے میں جو حکم ہمیں فرمایا ہے وہ اس وقت بیان کروں گا کیونکہ آج ہم میں سے جو اس حق کی طرف توجہ نہیں کرے گا وہ حقیقی عید منانے والا نہیں ہے۔

حقوق العباد کی ادائیگی کے ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’پس یہ دستور ہونا چاہئے کہ کمزور بھائیوں کی مدد کی جاوے اور ان کو طاقت دی جاوے۔ یہ کس قدر نامناسب بات ہے کہ دو بھائی ہیں۔ ایک تیرنا جانتا ہے اور دوسرا نہیں۔ تو کیا پہلے کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ دوسرے کو ڈوبنے سے بچاوے یا اس کو ڈوبنے دے۔ اس کا فرض ہے کہ اس کو غرق ہونے سے بچائے۔ اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے۔ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (المائدۃ: 3)۔ کمزور بھائیوں کا بار اٹھاؤ۔ عملی، ایمانی اور مالی کمزوریوں میں بھی شریک ہو جاؤ۔ بدنی کمزوریوں کا بھی علاج کرو۔ کوئی جماعت جماعت نہیں ہوسکتی جب تک کمزوروں کو طاقت والے سہارا نہیں دیتے‘‘۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 347۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ فرماتے ہیں ’’پھر مَیں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بھائیوں کے لئے کچھ بھی ہمدردی نہیں۔ اگر ایک بھائی بھوکا مرتا ہو تو دوسرا توجہ نہیں کرتا اور اس کی خبر گیری کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ یا اگر وہ کسی اور قسم کی مشکلات میں ہے تو اتنا نہیں کرتے کہ اس کے لئے اپنے مال کا کوئی حصہ خرچ کریں۔ حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبر گیری اور اس کے ساتھ ہمدردی کا حکم آیا ہے۔ بلکہ یہانتک بھی ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ کر لو تا کہ اُسے بھی دے سکو۔ اب کیا ہوتا ہے اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں۔ لیکن اس کی کچھ پروا نہیں۔ یہ مت سمجھو کہ ہمسایہ سے اتنا ہی مطلب ہے جو گھر کے پاس رہتا ہو۔ بلکہ جو تمہارے بھائی ہیں وہ بھی ہمسایہ ہی ہیں خواہ وہ سو کوس کے فاصلے پر بھی ہوں‘‘۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 280-279۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس بحیثیت جماعت ہمارا فرض بنتا ہے کہ اپنے میں سے کمزوروں کا خیال رکھیں اور یہ خیال اس وقت رکھا جاسکتا ہے جب افراد جماعت اس حقیقت کو سمجھیں اور یہ احساس اپنے اندر پیدا کریں کہ ہماری عیدیں اس وقت حقیقی عیدیں کہلانے والی ہوں گی جب ہم ایک دوسرے کے درد کو محسوس کرنے والے ہوں گے۔ اب ہر احمدی دو سو میل جا کر تو کسی کی خبر نہیں لاسکتا۔ اس کو جانتا نہ ہو یا کسی دوسرے ملک کے بارے میں تو علم نہیں رکھ سکتا کہ کون کس حال میں ہے؟ یہ نظام جماعت ہی ہے جو بتا سکتا ہے کہ کہاں، کون، کس حال میں ہے؟ کتنی مدد کی ضرورت ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس طرح عیدین اور مختلف مواقع پر مدد کی کوشش کی بھی جاتی ہے لیکن بہت جگہوں پر کمزوریاں ہو بھی جاتی ہیں۔ بہرحال جماعت کوشش کرتی ہے کہ مختلف جگہوں پر غریبوں کی مدد کی جائے۔ اس کے لئے جماعت میں مختلف قسم کی مدّیں ہیں۔ خلفاء مختلف وقت میں تحریکات بھی کرتے رہے اور وہ تحریکات آج بھی قائم ہیں۔

آج ہم یہاں عید منا رہے ہیں۔ ہم میں سے بہت سوں کو علم نہیں کہ دنیا کس حال میں ہے۔ ہم اپنی تکلیفوں پر پریشان ہو جاتے ہیں۔ اپنی کاروباری مشکلات پر پریشان ہو جاتے ہیں جو کہ اس کے مقابلے میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتیں جن میں سے دنیا کی ایک بڑی آبادی گزر رہی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت پر فضل ہے کہ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہ احمدی اس بُرے حال میں نہیں جس میں دنیا ہے۔ بعض افراد ایسے حالات میں ہیں۔ ایسے حالات میں بعض خاندان بھی گزر رہے ہیں۔ لیکن جو بھی نظام جماعت کے علم میں آتا ہے یا جس کے بارے میں بھی کسی بھی ذریعہ سے میرے علم میں آتا ہے کہ فلاں شخص کے حالات خراب ہیں تو اس کی مدد کی جاتی ہے۔ یہ کسی پر احسان نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہی سب کام ہوتے ہیں۔

دنیا کی بدحالی کی میں نے بات کی ہے تو ذکر کردوں گزشتہ دنوں ایک خبر نظر سے گزری کہ ایک اندازے کے مطابق قریبًا آٹھ سو ملین یعنی اسّی کروڑ لوگ ہیں جو روزانہ بھوکے رہتے ہیں۔ پس احمدی خوش قسمت ہیں کہ اس حالت سے بچے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا جماعت میں خلفاء کی مختلف تحریکات مختلف قسم کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ہیں۔ عید کی خوشیوں کو حاصل کرنے کے لئے ہیں۔ ان تحریکات میں حصہ لینا چاہئے تا کہ غریبوں کی ضرورتیں پوری ہوں۔ ایک تو فوری ضرورت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر لوگ اپنے غریب بھائیوں کا خیال رکھتے ہیں۔ ان کی مدد بھی کرتے ہیں۔ غریب ہمسایوں کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ مٹھائیاں اور جو دوسری ضروریات ہیں لے کر جاتے ہیں ان کے گھروں میں۔ لیکن یہ عید کی فوری خوشیاں ہیں جن میں احمدی شامل ہوتے ہیں اور ہونا چاہئے۔ اگر کسی جگہ اس میں کمزوری ہے تو افراد جماعت کو بھی اور نظام جماعت کو بھی اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔

لیکن غریبوں کی بہت سی ضروریات ایسی ہیں جو عید کے علاوہ دنوں پر بھی پھیلی ہوئی ہیں۔ ان کا خیال رکھنے کے لئے صاحبِ حیثیت لوگوں کو میں خاص طور پر تحریک کرتا ہوں کہ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اس کے علاوہ عمومی طور پر باقی احمدی بھی جو بہتر حالت میں ہیں اور حسب توفیق مختلف مدّات میں تحریکات میں حصہ لے سکتے ہیں ان کو حصہ لینا چاہئے۔ مستقل نوعیت کی مدد اور غریبوں کا خیال رکھنے کی طرف جب ہم توجہ کریں گے تو یہ حقیقت میں ہماری حقیقی عیدوں کے منانے کی طرف توجہ ہوگی۔ پس ہمیں اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ ایک عارضی خوشی کا سامان کسی غریب کے لئے کر دیا ہے بلکہ مستقل خوشیوں کے سامان کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اپنے بچوں کو بھی احساس عید کے موقعوں پر یہ دلانا چاہئے کہ جو عیدی بڑوں کی طرف سے تمہیں ملتی ہے، بچوں کو بڑے عیدی دیتے ہیں اس میں سے غریبوں کے لئے بھی کچھ حصہ نکالو۔ صرف اپنا اور اپنے دوستوں کا ہی خیال نہ رکھو بلکہ ان ضرورتمندوں کا بھی خیال رکھو جو بڑی کسمپرسی کی حالت میں ہیں۔ صرف خود ہی سویّاں اور چاکلیٹ اور برگر یا نینڈوز (Nando's) وغیرہ کھانے کی طرف توجہ نہ دو اور اکیلے ہی خوشیاں نہ مناتے رہو کہ آج کا دن عید کا دن ہے اس لئے خوشی منالیں۔ بلکہ عید میں ان بچوں کو بھی شامل کرو جو بھوکے ننگے اور پیاسے ہیں۔ دنیا میں بہت سے امیر لوگ بھی ہیں، امیر حکومتیں بھی ہیں جن کے پاس خزانوں کے انبار ہیں لیکن غریب ملکوں میں غریبوں کو کھانا نہیں کھلا سکتے۔ اور اس وقت تک نہیں کھلا سکتے جب تک ان کی شرطیں نہ مانی جائیں۔ جب تک غلامی کی زنجیروں میں ان کو نہ جکڑ لیں۔ لیکن ہم نے خود اپنے اندر بھی اور اپنے بچوں کے اندر بھی یہ احساس اُجاگر کرنا ہے کہ خدا کی رضا کے حصول کے لئے غریبوں کی مدد کرنی ہے، نہ کہ کسی ذاتی مفاد کے لئے۔ تمام دنیا میں قطع نظر اس کے کہ کسی کا کیا مذہب ہے ہم نے خدمت کرنی ہے۔ یہ احساس پیدا کرنا ہے کہ اللہ کی مخلوق سے ہمدردی ہی اصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں یہ کام ہو رہا ہے۔

جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا۔ ہماری ایک چیریٹی آرگنائزیشن ہیومینٹی فرسٹ (Humanity First) بھی ہے۔ وہ انسانیت کی عمومی خدمت میں بڑا کردار ادا کر رہی ہے۔ باوجود کم وسائل کے تمام والنٹیئرز ایک جذبے کے تحت خدمت کر رہے ہیں۔ آجکل افریقہ کے مختلف ملکوں میں سیلاب آئے ہوئے ہیں۔ وہاں ایسے علاقوں میں جماعت کے جو کارکن ہیں یورپ سے گئے ہوئے ہیں۔ مثلاً جرمنی سے ایک ٹیم بینن گئی ہوئی ہے۔ لوگوں کو میڈیکل ایڈ (Medical Aid) اور دوسری اشیاء مہیا کر رہی ہے۔ جبکہ دوسری آرگنائزیشنز جن کے وسائل زیادہ ہیں اور بہت پرانی ہیں وہاں جانے سے انکار کر بیٹھی ہیں کہ ہم ان علاقوں میں نہیں جاسکتے۔ بعض ایسے علاقے بھی ہیں

جہاں پہنچنا بھی جان کو خطرے میں ڈالنا ہے۔لیکن غریبوں کی ہمدردی کے لئے ہمارے جوان اس کی بھی پرواہ نہیں کر رہے۔اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور اجر دے۔ یہ لوگ جب خط لکھتے ہیں، وہاں سے رپورٹ بھیجتے ہیں تو صاف لگ رہا ہوتا ہے کہ ان کو اس خدمت میں جتنی خوشی پہنچ رہی ہے یہی وہ حقیقی خوشی ہے اور یہی وہ حقیقی عید ہے جس کے لئے ایک مومن مجاہدہ کرتا ہے اور اسے یہ مجاہدہ کرنا چاہئے۔ پس ہماری حقیقی خوشیاں اسی میں ہیں کہ خدمت انسانیت کریں۔

ہیومینٹی فرسٹ جو ہے ایک رجسٹرڈ آرگنائزیشن ہے۔اس میں احمدی بھی چندہ دیتے ہیں اور غیروں سے بھی وصول کرلیا جاتا ہے۔اب دنیا کے تمام بڑے ممالک میں یہ رجسٹرڈ ہے بلکہ جیسا کہ مَیں نے کہا، جلسہ میں بتایا تھا کہ اقوام متحدہ نے بھی اس کے کام کو سراہتے ہوئے، تعریف کرتے ہوئے ان کا جو این۔جی۔اوز (NGO's) کا متعلقہ شعبہ ہے اس میں بھی اس کو رجسٹر کرلیا ہے اور ہماری رپورٹ جب وہاں پڑھی گئی تھی تو پتا چلا کہ بعض بڑی بڑی آرگنائزیشن سے زیادہ ہیومینٹی فرسٹ نے کام کیا ہوا ہے۔ یہ اس لئے کہ احمدی ایک جذبے اور ایک سوچ سے کام کرتا ہے کہ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنی ہے۔ اللہ کا قرب دلانے کا یہ ذریعہ ہے اور اللہ کے حکموں میں سے ایک حکم ہے۔ احمدی اللہ تعالیٰ کے حکموں کی اطاعت اور تقویٰ سے کام لیتے ہوئے یہ سب خدمت کرتا ہے۔احمدی یہ خدمت اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے کرتے ہیں کہ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا(الدھر:9) یعنی وہ کھانے کی چاہت ہوتے ہوئے بھی مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو اس لئے کھلاتے ہیں کہ اللہ کا پیار حاصل کریں۔اس کے حکم کی اطاعت کر کے اس کا قرب پانے والے بنیں۔ پس جو اس سوچ سے کام کرنے والے ہیں ان کا مقابلہ دوسرے کس طرح کر سکتے ہیں۔ ہم تو ایک ایک پائی جو خدمت خلق کے لئے ملتی ہے اسی کام کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ بعض والنٹیئر ز تو دُور دراز جانے کے لئے اپنے کرائے بھی اپنی جیب سے خرچ کررہے ہوتے ہیں تا کہ زیادہ سے زیادہ رقم دوسروں کی مدد کے لئے خرچ ہو۔

مجھے یاد ہے جب میں گھانا میں تھا اور ایک مغربی حکومت کا وہاں ان کی مدد کے لئے، غربت ختم کرنے کے لئے بہت بڑا پراجیکٹ تھا تو بے تحاشا انہوں نے عملہ رکھا ہوا تھا۔ یہاں کے لوگ یورپ سے وہاں گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے وہاں جنگل میں ان کے بڑے اچھے ایئر کنڈیشنڈ عارضی گھر بنائے ہوئے تھے۔کاروں کی بڑی تعداد تھی۔ ساتھ ان کے بہت ساری گاڑیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک میرا واقف ہوگیا۔تو اسے میں نے پوچھا کہ تمہارا انتظام بڑا وسیع ہے۔اب تک تو تمہیں بڑے وسیع علاقے کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر دینا چاہئے تھا لیکن اس علاقے میں کچھ بھی نظر نہیں آتا۔اس نے جو مجھے حساب بتایا اور اس کا جو بجٹ تھا جو اس پراجیکٹ کے لئے منظور ہوا تھا وہ تقریباً اسّی پچاسی فیصد تو ان کا تنخواہوں اور سہولیات کی صورت میں ہی ان کے پاس واپس چلا جاتا تھا۔تو میں نے یہ کہا کہ پھر اس سے فائدہ کیا ہوا؟ ان لوگوں کا، مقامی لوگوں کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ یہ تو تمہاری جیبیں بھر رہی ہیں۔اس کا جواب یہی تھا کہ بس ہم اسی انتظار میں ہیں کہ مزید بجٹ ملے تو ہم کام کریں اور مزید بجٹ جب ملے گا تو پھر اسّی پچاسی فیصد دوبارہ ان کی جیبوں میں چلا جائے گا۔اس وقت مجھے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان کیا ہوا ایک واقعہ یاد آیا۔انہوں نے لکھا کہ ایک عزیز نے مجھے بتایا کہ ان کا ایک دوست تھا جو بڑا افسردہ بیٹھا تھا۔ اس دوست نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا؟ کہنے لگا کہ امتحان قریب ہیں اور میں نے آجکل آجکل کرتے ہوئے اپنا وقت ضائع کر دیا ہے اور پڑھائی نہیں کی یا تیاری نہیں کی اور آج میں نے اس وجہ سے اپنے آپ کو جرمانہ کر دیا ہے تا کہ میں پڑھائی کروں تو مجھے جرمانے کا افسوس ہے۔ اس نے کہا کہ جرمانہ کیا کیا ہے؟ کہنے لگا کہ دو آنے۔ اس زمانے میں دو آنے کی بڑی قیمت تھی۔تو بہرحال اس عزیز نے پوچھا کہ کس کو دیا ہے؟ کسی غریب کو دیا ہوگا کہ چلو اس کی دعا تمہارے کام آجائے گی۔تو کہنے لگا کہ جرمانہ میں نے اپنے آپ کو اس طرح کیا ہے کہ دو آنے کی مٹھائی لے کر کھا لی ہے۔تو افسوس اس بات پر ہے کہ دو آنے بھی ضائع ہو گئے اور دوسرے کا بھلا بھی نہ ہوا۔کم از کم اپنے آپ کو جرمانہ کر کے اسے یہ افسوس تو ہوا تھا لیکن یہاں تو بڑے بڑے امدادی ادارے ایسے ہیں جو برفی بھی کھا جاتے ہیں اور افسوس بھی نہیں ہوتا۔حکومتوں کے لیول پر اگر دیکھیں تو دوسروں میں تو اکثریت کا یہی حال ہے۔ دوسری آرگنائزیشن میں بھی سوائے چند ایک لوگوں کے جن کی اپنی انفرادی کوششیں ہوتی ہیں اور واقعی وہ بڑا اچھا کام کر رہے ہیں۔

تو ہمیں ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آنے کا ایک مقصد حقوق العباد کی ادائیگی بھی قرار دیا ہے۔ اس لحاظ سے ہمارے پر یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ ہم عہد بیعت کو پورا کرتے ہوئے اس مقصد کی طرف توجہ کریں۔آپؑ شرائط بیعت کی نویں شرط میں لکھتے ہیں کہ

’’عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 102۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) پس دوسروں سے ہمدردی، ان کے کام آنا، ان کی ضروریات پوری کرنا ہی ہے جو ہمیں خدا کی رضا حاصل کرنے والا بنائے گی۔اس لئے کبھی اسے معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہئے اور مدد بھی بغیر کسی فخر کے، کسی دکھاوے کے، کسی تصنّع کے، کسی تکبّر کے بغیر کرنی چاہئے۔ یہ سوچ ہو کہ اللہ کا ہم پر احسان ہے کہ ہمیں اس نے غریبوں، ضرورتمندوں، بیماروں، لاچاروں کی مدد کا موقع دیا ہے۔ ہمیں اس قابل بنایا ہے کہ ہم کسی کو دینے والے بنیں۔ اس سے شکر کے جذبات بڑھنے چاہئیں۔

جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ خدمت خلق کے کاموں کے لئے بھی خلفاء کی مختلف تحریکات ہوتی رہی ہیں۔ اِس وقت مَیں ان کی طرف بھی کچھ توجہ دلانی چاہتا ہوں۔

ان میں سے ایک یتامیٰ فنڈ ہے۔اس سے جماعت سینکڑوں یتیموں کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال پرورش کرتی ہے جس میں ان کے لباس خوراک تعلیم شادیوں وغیرہ کا خیال رکھا جاتا ہے۔ ہزاروں یتیم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سے استفادہ کر چکے ہیں۔ پاکستان میں بھی اور دنیا کے دوسرے غریب ممالک میں بھی۔ یتیموں کی پرورش کا اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ ذکر فرمایا ہے۔ پس اس طرف بہت زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر امداد مریضان کی ایک مدّ ہے۔اس میں پاکستان میں تو باقاعدہ ایک طریق اور نظام رائج ہے جس کے تحت مریضوں کو جو ہسپتال میں آنے والے ہیں علاج سے مدد کی جاتی ہے۔ قادیان میں بھی اور اس کے علاوہ دنیا میں بھی یہ رائج ہے۔ لیکن باقاعدہ قادیان اور ربوہ میں زیادہ ہے۔ دوائیاں اور علاج اب اتنی مہنگی ہوگئی ہیں کہ غریب آدمی کی پہنچ سے یہ معاملہ بہت دُور ہو چکا ہے۔ بعض علاج اس لئے نہیں کرواتے کہ پیسے نہیں ہوتے۔ تو باوجود خواہش کے بعض دفعہ محدود وسائل کی وجہ سے ایسے مریضوں کی پوری طرح مدد نہیں کی جاسکتی۔ ایسے احباب جو مالی حالت میں بہتر ہیں، جن کو خود یا جن کے مریضوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے شفا دی ہے وہ مریضوں کی شفایابی پر اپنی حیثیت کے مطابق اگر مریضوں کے لئے مدد کیا کریں تو ضرورتمند مریضوں کی جو بہت بڑی تعداد ہے ان کی مدد ہوسکتی ہے۔ بچوں کی پیدائش کے مرحلے سے عورتیں گزرتی ہیں بڑا تکلیف دِہ مرحلہ ہوتا ہے اس شکرانے کے طور پر مریضوں کی مدد کا خیال آنا چاہئے۔ صرف مٹھائیاں کھانا کھلانا ہی کام نہ ہو۔

پھر طلباء کی مدد ہے۔ یہ بھی ایک پرانی مدّ چل رہی ہے۔ یہ بھی بہت پرانی سکیم ہے جیسا کہ مَیں نے کہا۔ بڑے عرصے سے جماعت میں رائج ہے۔ اب غریب ملکوں میں بھی تعلیم اتنی زیادہ مہنگی ہو چکی ہے کہ بعض دفعہ ایک اوسط درجے کے آدمی کی پہنچ سے باہر ہو جاتی ہے جس کے بچے زیادہ ہوں۔ اگر طلباء اور ان کے والدین بچوں کے امتحان میں پاس ہونے پر کچھ شکرانے کے طور پر اس مدّ میں دیں تو کوئی غریب ضرورتمندوں کا بھلا ہوسکتا ہے۔ مثلاً یہاں اگر پاس ہونے والا ہر طالبعلم اپنے غریب بھائی طالبعلموں کے لئے دس پندرہ پونڈ سال میں دیں تو اتنی رقم کی شاید وہ یہاں مہینہ میں بازار سے کچھ چیزیں کھا لیتے ہوں گے لیکن غریب ملکوں میں ایک طالبعلم کا سال بھر کا کتابوں کا اور بعض دوسرے خرچے اس رقم سے پورے ہو جاتے ہیں۔ اور یہی حقیقی خوشی اور حقیقی عید ہے اور یہی ہمارے لئے حقیقی خوشی کا باعث بنی چاہئے۔ یہ احساس بچوں کے اندر پیدا کرنا چاہئے کہ غریبوں کی ضرورتیں پوری کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک تحریک مریم شادی فنڈ کی تھی۔ اس میں اگر باہر کے ممالک میں رہنے والے چندہ دیں تو کوئی غریب بچیوں کی شادی میں مدد ہو جاتی ہے۔ شروع میں مختلف ممالک سے وعدے ہوئے جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں پیش کئے لیکن وہ ایک دفعہ پیش کر کے ختم ہوگئے۔ گو کہ جماعت اپنے وسائل کے لحاظ سے مدد کرتی رہتی ہے چاہے اس مدّ میں رقم ہو یا نہ ہو۔ لیکن پوری طرح پھر بھی نہیں کی جا سکتی۔ اگر صاحبِ حیثیت اپنے بچوں کی شادیوں پر غریبوں کا خیال رکھیں تو جہاں اللہ تعالیٰ ان کو اللہ کی خاطر خرچ کرنے پر ثواب دے رہا ہوگا وہاں ان غریبوں کی دعاؤں سے ان کے اپنے بچوں کے گھروں میں بھی برکت پڑ رہی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی احمدی ایسے ہیں جن کو اس بات کا احساس ہے اور جو اپنے ایک بچے کی شادی پر دس غریب بچیوں کی شادی کا خرچ اٹھاتے ہیں۔ لیکن بعض فضول خرچ ہیں دو دو لاکھ روپے کا جوڑا بنا لیتے ہیں جبکہ اس رقم سے پانچ غریب بچیوں کا جہیز بن جاتا ہے۔ تو ایسے لوگوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اگر اتنے قیمتی جوڑے بنانے کی اللہ تعالیٰ نے انہیں وسعت دی ہوئی ہے تو پھر غریبوں کو کم ازکم ایک مہنگے جوڑے کے برابر تو دے دیں تا کہ وہ بھی غریبوں کی خوشیوں میں شامل ہوسکیں اور غریبوں کی دعائیں لے سکیں۔ یہ اتنے مہنگے جوڑے جو ہیں یہ تو ایک دفعہ پہن کے یا دو دفعہ پہن کے ضائع ہو جاتے ہیں۔ کام نہیں آتے۔ لیکن غریب کی دعائیں اور اللہ کی رضا تو ہمیشہ ساتھ رہنے والی چیز ہے۔

پھر بیوت الحمد سکیم ہے یہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے شروع فرمائی تھی جس سے شروع میں ربوہ میں سو گھر بنا کر غریب ضرورتمندوں کو دینے تھے۔ تو اللہ کے فضل سے یہ مکمل ہوگئی۔ اس کے علاوہ بھی مختلف جگہوں پر لوگوں کے گھروں میں ان کو بڑھانے میں یا گنجائش کے مطابق کمرے بنانے کے لئے مدد دی گئی۔ قادیان میں بھی بیوت الحمد کے تحت گھر بنائے گئے ہیں۔ پھر پاکستان میں اور مختلف ملکوں میں جیسا کہ مَیں نے کہا مکان بھی بنا کر دیئے گئے ہیں۔ مختلف جگہوں پر بھی مدد دی گئی ہے۔ تو یہ بھی ایک ایسی جائز اور انتہائی ضرورت ہے جس کی طرف احمدیوں کو اپنے غریب بھائیوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے توجہ دینی چاہئے۔ کئی احمدی اللہ کے فضل سے جب اپنے گھر بناتے ہیں تو اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں۔ بعض نے اپنا بڑا قیمتی گھر بنایا تو بیوت الحمد کے ایک مکمل گھر کا خرچہ بھی ادا کیا۔ اگر تمام دنیا کے احمدیوں کو گھر خریدنے یا بنانے پر کچھ نہ کچھ اس مدّ میں دینے کی طرف توجہ پیدا ہو جائے تو کئی ضرورتمند غریب بھائیوں کا بھلا ہوسکتا ہے۔

پس یہ چند مختلف سکیمیں ہیں جو غریبوں کی مدد کے لئے جماعت میں رائج ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ ہماری حقیقی اور مستقل عید اس وقت ہوگی جب ہم سب مل کر ایک جماعت بن کر رہتے ہوئے، ایک دوسرے کا درد محسوس کرتے ہوئے، ایک دوسرے کی مدد پر کمربستہ رہیں گے۔ تبھی ہم حدیث کے مطابق وہ حقیقی مسلمان کہلا سکیں گے جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ ایک جسم کی مانند ہیں جب جسم کے ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو ساتھ ہی دوسرے عضو کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ پس یہ تکلیف کا احساس پیدا کرنے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔ حقیقی عید کی خوشیاں یقیناً اُس وقت ہوں گی جب ہم مستقلاً ایک دوسرے کی خوشی کے سامان بہم پہنچانے کی کوشش کر رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ دعاؤں میں اپنے غریب، ضرورتمند، بیمار، لاچار بھائیوں کو یاد رکھیں۔ مریضوں کو یاد رکھیں۔ خدمت انسانیت اور خدمت دین کے جذبے سے خدمت کرنے والوں کو یاد رکھیں۔ مالی قربانیاں کرنے والوں کو یاد رکھیں۔ تمام واقفین زندگی کو یاد رکھیں۔ شہداء کے خاندانوں کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کا بھی حافظ و ناصر ہو اور ان کو ہمیشہ صبر کی توفیق دیتا رہے اور ثبات قدم عطا فرمائے۔ کبھی کسی وجہ سے ان کو اپنی بیچارگی اور یتیمی کا احساس نہ ہو۔ اسیران کے لئے دعا کریں۔ اس وقت بھی بہت سارے احمدی ہیں جو کئی سالوں سے جیلوں میں صرف اس بات پر پڑے ہیں کہ انہوں نے یہ اعلان کیا کہ آنے والے موعود مسیح کو ہم نے مان لیا۔ ان کی آزادی کے لئے اسیری سے باہر آنے کے لئے دعا کریں تا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ عیدیں منا سکیں۔ امّت مسلمہ کے لئے دعا کریں۔ اس وقت یہ لوگ بہت بری طرح دجل کے جال میں جکڑے گئے ہیں اور ان کو کچھ سمجھ نہیں آرہی کہ کس طرف جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے تا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچان سکیں اور حقیقی عید کی خوشیاں منانے والے بن سکیں۔

تمام دنیا کے احمدیوں کو اور آپ کو بھی مَیں عید مبارک دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ عید ہمارے لئے بے انتہا خوشیاں لے کر آئے اور ہمیں ہر وقت ایک دوسرے کے ساتھ محبت پیار اور بھائی چارے کے تعلق کو قائم رکھنے والی بنائے رکھے۔

(خطبہ ثانیہ کے بعد فرمایا: دعا کرلیں۔ اور پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی۔)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2015ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر 189)

سال 2015ء اور احمدیوں پر مظالم

پاکستان میں جماعت احمدیہ کے مرکزی دفتر نظارت امورِ عامہ نے سال 2015ء کے اختتام پر پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم کے بارہ میں ایک تفصیلی رپورٹ شائع کی ہے۔ اس رپورٹ کے اکثر مندرجات ہماری گزشتہ رپورٹس میں شاملِ اشاعت ہو چکے ہیں۔ اس رپورٹ کے ساتھ جاری کی جانے والی پریس ریلیز قارئین کے استفادہ کے لئے ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

”پریس ریلیز

2015ء۔ احمدیوں کے انسانی حقوق کی پامالی کا سلسلہ مزید بڑھ گیا۔

= **احمدیوں پر منظّم قاتلانہ حملے کئے گئے۔ محض عقیدہ کے اختلاف کی بنا پر احمدیوں کو قتل کئے جانے کا سلسلہ جاری رہا۔**

= بلدیاتی انتخابات میں امتیازی انتخابی فہرست بنا کر احمدیوں کو حق رائے دہی سے محروم رکھا گیا

= جہلم میں قرآن پاک کی توہین کا بے بنیاد الزام عائد کر کے فیکٹری اور احمدیوں کے گھروں کو جلا دیا گیا۔

= ایسا شر انگیز لٹریچر کھلے عام شائع کر کے تقسیم کیا جا رہا ہے جس میں احمدیوں کے سماجی و معاشی بائیکاٹ سے لے کر قتل تک کی ترغیب دی جا رہی ہے۔

= سرکاری انتظامیہ کی اس ضمن میں معنی خیز خاموشی کا حکومتی سرپرستی کے سوا کیا مطلب ہے؟؟؟

= پنجاب حکومت نے متعصب متحدہ علماء بورڈ کی بلاجواز سفارش پر جماعت احمدیہ کے جملہ لٹریچر کو ممنوع قرار دیا۔

= 2015ء میں اردو پریس کی طرف سے بے بنیاد اور اشتعال انگیز خبروں کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہا۔

= دوران سال 1570 سے زائد خبریں اور 334 سے زائد مضامین مخالفانہ پراپیگنڈے کے طور پر شائع کئے گئے۔

چناب نگر ربوہ (پ ر) جماعت احمدیہ پاکستان کے ترجمان سلیم الدین نے گذشتہ روز جماعت احمدیہ کے خلاف 2015 کے دوران ہونے والے ظلم و ستم پر مبنی سالانہ رپورٹ پریس کو جاری کرتے ہوئے بتایا کہ اس سال احمدیوں کے خلاف جاری نفرت و تشدد کی لہر میں نمایاں اضافہ ہوا۔ وہ سلسلہ جو جماعت احمدیہ پر مظالم اور ایذا رسانی کا طویل عرصے سے جاری ہے اپنی انتہا کو پہنچ رہا ہے۔ جبکہ قانون نافذ کرنے والے ادارے معاندین کے ہاتھوں میں مسلسل کھیل رہے ہیں۔

☆ ترجمان نے کہا کہ 20 نومبر کو جہلم میں قرآن پاک کی توہین کا بے بنیاد الزام عائد کر کے ایک احمدی مالک کی فیکٹری پاکستان چپ بورڈ پر منظّم حملہ کیا گیا اور فیکٹری اور احمدیوں کے گھروں کو نذر آتش کیا گیا۔ اس حملہ میں احمدیوں کی جانیں بمشکل بچائی جا سکیں۔ اگلے روز کالا گجراں ضلع جہلم میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کی موجودگی میں جماعت احمدیہ کی عبادتگاہ پر حملہ کر کے اندر موجود سامان کو گلی میں رکھ کر آگ لگا دی گئی۔

سال 2015ء کے دوران متحدہ علماء بورڈ کی سفارش پر حکومت پنجاب نے جماعت احمدیہ کے کثیر لٹریچر کو ممنوع قرار دے دیا۔ جبکہ ایسی کوئی نشاندہی حکومت نہیں کر سکی کہ اس میں کونسا مواد شر انگیز ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں نفرت انگیز مواد کی موجودگی بعید از قیاس ہے کہ جماعت احمدیہ کا تو ماٹو ہی ”محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں“ ہے۔ اس وقت عملی طور پر یہ صورتحال ہے کہ احمدیوں کے لئے بھی اپنے لٹریچر تک رسائی ناممکن بنا دی گئی ہے جو کہ آئین پاکستان کے آرٹیکل 20 کی واضح خلاف ورزی ہے۔

☆ ترجمان نے احمدیوں سے امتیازی سلوک کی مثال دیتے ہوئے بتایا کہ 2015ء کے بلدیاتی انتخابات کے موقع پر ایک بار پھر مذہبی بنیادوں پر امتیازی سلوک کرتے ہوئے صرف احمدیوں کے لئے الگ ووٹر لسٹ بنائی گئی اور احمدیوں کو مجبور کر دیا گیا کہ وہ اپنے ضمیر کی آواز پر ان انتخابات میں حصہ نہ لے سکیں۔ اس حوالے سے جماعت احمدیہ کے موقف کو اشتہار کی صورت میں عوام کے سامنے لانے کی کوشش کی گئی لیکن اخبارات نے اس اشتہار کو قیمتاً شائع کرنے سے انکار کر دیا۔

☆ ترجمان نے کہا کہ احمدیوں کے حوالے سے کی گئی امتیازی قانون سازی کو آڑ بنا کر حکومت نے انتہا پسندوں کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ 1984 کے امتیازی قوانین بنیادی انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزی ہیں اور آئین پاکستان نیز قائداعظمؒ کے تصور پاکستان کی روح کے منافی ہیں، لہذا ان قوانین کو فوری طور پر ختم کیا جائے اور لاکھوں پاکستانی احمدیوں کے انسانی حقوق بحال کئے جائیں جو بحیثیت پاکستانی ان کا حق ہے۔ جماعت احمدیہ کے ترجمان کے مطابق 1984ء کے بدنام زمانہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے جاری ہونے کے بعد سے اب تک احمدیوں کو سیاسی، سماجی اور قانونی طور پر امتیازی سلوک کا سامنا ہے جو ایک معاشرے کے افراد کے یکساں اور مساوی بنیادی حق کی نفی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ان امتیازی قوانین کے جاری ہونے کے بعد سے 31 دسمبر 2015ء تک 248 احمدی عقیدہ کے اختلاف پر قتل کئے جا چکے ہیں۔ جبکہ 323 احمدیوں پر قاتلانہ حملے کئے گئے۔ 27 عبادتگاہوں کو مسمار کیا گیا جبکہ 32 کو انتظامیہ نے سیل کر دیا۔ 16 عبادتگاہوں پر مخالفین نے غیر قانونی طور پر قبضہ کر لیا۔ 39 افراد کی تدفین کے بعد قبر کھود ڈالی گئی اور 65 احمدیوں کی مشترکہ قبرستان میں تدفین نہیں ہونے دی گئی۔ ترجمان نے کہا کہ احمدیوں کی زندگیاں تو پہلے بھی محفوظ نہیں تھیں اب دنیا سے گزرنے والے احمدی بھی معاندین اور انتظامیہ کی مشقِ ستم کا نشانہ بن رہے ہیں اور اس سال 2 احمدیوں کو محض عقیدہ کی بنیاد پر قتل کیا گیا۔

☆ ترجمان نے کہا کہ ملک میں عموماً اور پنجاب اور سندھ میں خصوصاً ایسا شر انگیز لٹریچر کھلے عام شائع کر کے تقسیم کیا جا رہا ہے جس میں احمدیوں کے سماجی و معاشی بائیکاٹ سے لے کر قتل تک کی ترغیب دی جا رہی ہے جس کے نتیجے میں متعدد ناخوشگوار واقعات رونما ہو چکے ہیں۔۔ سرکاری انتظامیہ کی اس ضمن میں معنی خیز خاموشی کا حکومتی سرپرستی کے سوا کیا مطلب ہے؟؟؟

☆ ترجمان جماعت احمدیہ کے مطابق سال 2015ء کے دوران بھی ربوہ میں، جہاں 95% احمدی آباد ہیں احمدیوں کو کسی قسم کے مذہبی اجتماع یا جلسہ کی اجازت نہ دی گئی۔ یہاں تک کہ احمدیوں کو کھیلوں کے پروگرام کھلے عام منعقد کرنے کی آزادی نہیں۔ جب کہ معاندین کو کھلے عام اجازت دی گئی کہ وہ ربوہ سے باہر کے افراد کو ربوہ میں جمع کر کے جب چاہیں، جہاں چاہیں، جلسہ کریں اور ربوہ میں جلوس نکالیں۔ چنانچہ احمدی مخالف تنظیموں نے ربوہ میں آ کر جلسے کئے جن میں احمدی اکابرین کو غلیظ گالیاں دی گئیں اور حاضرین کو اکسایا کہ وہ احمدیوں کو قتل کریں۔ ایسے عناصر کے خلاف کسی قسم کی قانونی کارروائی دیکھنے میں نہیں آئی۔

☆ ترجمان جماعت احمدیہ نے تعلیمی میدان میں احمدیوں کے ساتھ کی جانے والی ناانصافیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ 70 کی دہائی میں حکومت وقت نے تعلیمی ادارے بھی قومیا لئے تھے جن میں جماعت احمدیہ کے تعلیمی ادارے بھی شامل تھے۔ ڈی نیشنلائزیشن کی پالیسی کے نفاذ کے بعد جماعت نے سرکاری قواعد وضوابط کے مطابق خطیر رقم سرکاری خزانے میں اپنے تعلیمی اداروں کی واپسی کے لئے جمع کرائی۔ مگر حکومت نے آج تک جماعت احمدیہ کے تعلیمی ادارے واپس نہیں کئے جبکہ اسی پالیسی کے تحت متعدد تعلیمی ادارے ان کے اصل مالکان کو واپس ہو چکے ہیں ۔عقیدے کے اختلاف کو بنیاد بنا کر صرف احمدیوں کے ساتھ امتیازی سلوک کب تک جاری رہے گا؟

☆ ترجمان نے کہا کہ آج فرقہ واریت، قتل و غارتگری اور انتشار اپنے عروج پر ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس بھیانک صورتحال کے نکتہ آغاز پر غور کیا جائے، جب ریاست نے مذہب میں مداخلت کی اور امتیازی قوانین بنائے۔ پاکستان میں مذہبی انتہا پسندوں کے ہاتھوں امن و امان کی بگڑتی صورتحال مذہبی معاملات میں ریاست کی مداخلت کا شاخسانہ ہے۔ آج حالات میں بہتری لانے کے لئے لازم ہے کہ ایسے امتیازی قوانین کو کالعدم قرار دیا جائے جن کے نفاذ نے پاکستان کا تشخص تباہ کر دیا ہے۔

ترجمان جماعت احمدیہ نے پاکستان کے انصاف پسند حلقوں سے کہا ہے کہ وہ حکومت پر زور دیں کہ وہ مذہبی تعصّبات کے خاتمے کے لئے موثر اقدامات کرے تا کہ وطن میں فرقہ واریت اور تعصب کا خاتمہ ہو سکے اور ہمارا پیارا پاکستان حقیقی ترقی اور امن وسلامتی کی راہوں پر گامزن ہو سکے۔“

(باقی آئندہ)

بقیہ: خلافت حقّہ از صفحہ 13

پیٹ نہیں بھرتا بلکہ وہ پانی مانگتا چلا جاتا ہے۔ اِسی طرح نماز کا خاص فائدہ یہ ہے کہ وہ ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے اور نیکی کی طاقت پیدا کرتی ہے۔ اگر ہمیں وہ طاقت حاصل نہیں ہوتی تو ہمیں سمجھ لینا چاہیے کہ ہماری روحانی صحت میں ضرور کوئی خرابی ہے۔ جس طرح بخار والا غذا قبول نہیں کرتا یا غذا کھانے سے اُسے اِسہال شروع ہو جاتے ہیں، قَے ہو جاتی ہے اور اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اُس کے اندر بیماری پیدا ہو گئی ہے۔ ہم ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں اور اُس بیماری کا علاج کرواتے ہیں اگر علاج نہ کروایا جائے تو مرض بڑھ جاتا ہے۔ اِسی طرح روحانی غذاؤں سے اگر روحانی طاقت حاصل نہیں ہوتی اور پھر تم اِس کا فکر نہیں کرتیں تو اِس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم روحانی طور پر مَر جاؤ گی اِس لئے کہ تمہارے اندر بیماری پیدا ہو گئی ہے۔ ہم نماز پڑھتے ہیں لیکن اِس کے نتیجہ پر غور نہیں کرتے، روزہ رکھتے ہیں لیکن اس کے نتیجہ پر غور نہیں کرتے، ہم اندھا دُھند چلے جاتے ہیں اِس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جس طرح جسم غذا جذب نہیں کرتا تو وہ مَر جاتا ہے اِسی طرح ہماری روح غذا جذب نہ کرنے کی وجہ سے مَر جاتی ہے۔ انسان کو اس کی نگرانی کی بھی ضرورت ہوتی ہے کہ یہ روحانی غذائیں اُس کے تن لگتی ہیں کہ نہیں، اِن غذاؤں سے اُسے روحانی طاقت حاصل ہوتی ہے یا نہیں۔ ان غذاؤں سے پیدا شدہ تغیرات کو نہ دیکھیں تو ہو سکتا ہے ہمارے اندر کوئی بیماری پیدا ہو جائے اور ہم وقت پر اِس کا علاج نہ کریں اور ہلاکت میں مبتلا ہو جائیں۔

تمہارے لئے میں پھر خلاصہ بیان کرتا ہوں کہ اوّل لجنہ اماء اللہ کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے کہ وہ باقاعدگی سے نماز ادا کرے۔ دوم دینی مشاغل میں وہ یاد رکھے کہ جس طرح جسم کی غذا ہے اُسی طرح روح کی بھی غذا ہے۔ جس طرح جسم کو غذا نہ ملے تو وہ مَر جاتا ہے اسی طرح روح بھی بغیر غذا کے مَر جاتی ہے۔ مگر نہ جسمانی غذا جسم کا مقصود ہے نہ روحانی غذا روح کا مقصود ہے۔ جسمانی غذا ہم اِس لئے استعمال کرتے ہیں تا خون پیدا ہو اور طاقت حاصل ہو اور اُس طاقت سے ہم دوسرے کام کریں۔ اِسی طرح روحانی غذاؤں کی بھی یہی غرض ہے کہ ہمیں روحانی طاقت ملے جس کے ذریعہ ہم دوسرے کام کر سکیں۔ اگر غذا ہی اصل مقصود ہوتی تو خدا تعالیٰ یہ کیوں فرماتا۔ فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّيْنَ۔ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ۔ (الماعون: 5۔6) کہ لعنت ہے ایسے نمازیوں پر جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض نمازیوں کی نماز اُن کے لئے لعنت کا موجب بھی ہو سکتی ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دوسری عبادات پر خوش نہیں ہونا چاہیے بلکہ ان کے ذریعہ جو طاقت پیدا ہوتی ہے اُس کا مطالعہ کرتے رہنا چاہیے۔

پھر میں نے بتایا کہ روحانی طاقتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کے اندر ایک جذبہ پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ دوسرے شخص کے اندر بھی وہی اخلاقِ فاضلہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے جو اُس کے اندر پائے جاتے ہیں۔ تم اپنے اندر تبلیغ کا مادّہ پیدا کرو۔ اگر تم ایسا نہیں کرتیں تو تمہارے لئے موت مقدر ہے۔ ہیضہ جب آتا ہے تو پہلے وہ تمہارے ہمسایہ پر حملہ کرتا ہے اور اگر تم احتیاط نہ کرو تو تم بھی اُس سے بچ نہیں سکتیں۔ طاعون ہے اس کا بھی یہی حال ہے۔ اِسی طرح اگر تم میں دین کی تبلیغ کی طرف توجہ نہیں اور تم اسے دُور کرنے کی کوشش نہیں کرتیں تو ہمسایہ کی بھی روحانی مرض تم کو ہی لگ جائے گی۔ پس نمازیں پڑھو اور پھر اِس پر غور کرتی رہا کرو کہ وہ کیا اثر پیدا کرتی ہیں۔ پھر وہی چیز دوسروں کے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ اگر تم ایسا نہ کرو گی تو وہ روحانی مرض کی مبتلا ایک نہ ایک دن تمہیں بھی اپنا شکار بنا لیں گی۔ تم اپنے اندر دوسروں کو وعظ و نصیحت کرنے کی عادت پیدا کرو تا تم اُنہیں اپنا شکار بنا لو۔

بِالآخر مَیں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ تمہیں اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق بخشے اور تمہیں سچی مؤمنہ اور مسلمہ بنائے تا تم اپنے لئے، اپنے خاندان کے لئے، مُلک وقوم کے لئے اور سب سے بڑھ کر اسلام کے لئے مفید وجود بن سکو“۔

(انوار العلوم جلد 21 صفحہ 239 تا 251)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرِ انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مولوی عبدالسلام صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 30 نومبر اور یکم دسمبر 2011ء میں مکرم عبدالسمیع خاں صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر کے قلم سے اُن کے دادا حضرت مولوی عبدالسلام صاحبؓ کا تفصیلی ذکرِ خیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت مولوی عبدالسلام صاحب کاٹھگڑھی کی پیدائش 1883ء میں پشاور میں ہوئی جہاں آپ کے والد محترم محمد حسین خان صاحب ملازمت کرتے تھے۔ وہ فرقہ اہلحدیث سے تعلق رکھتے تھے۔

جس وقت حضرت عبدالسلام صاحب لاہور میں زیرِ تعلیم تھے تو انہی دنوں حضرت مسیح موعودؑ سفر لاہور اور جہلم پر تشریف لے گئے۔ سلسلہ کی کتب پہلے سے آپ کے زیرِ مطالعہ تھیں۔ اس سفر میں آپ نے حضرت اقدسؑ سے ملاقات کی اور کچھ دنوں بعد حاضر ہوکر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اس کا علم آپؓ کے والد صاحب کو ہوا تو وہ سخت برہم ہوئے اور آپ کا خرچ بند کردیا۔ چنانچہ آپؓ اپنی تعلیم کو نامکمل چھوڑ کر قادیان آگئے۔ بعد میں باقی خاندان (بشمول آپؓ کے والد محترم) نے بھی احمدیت قبول کرلی۔ بلکہ کاٹھگڑھ کے امام مسجد بھی جو قبل ازیں سلسلہ کے اشد مخالف تھے آپؓ کی تبلیغ سے صحابہؓ میں شامل ہوگئے۔

حضرت عبدالسلام صاحبؓ کو دعوت الی اللہ کا جنون تھا۔ آپؓ کاٹھگڑھ کے امیر جماعت تھے اور ضلع ہوشیار پور میں تبلیغ کے نائب مہتمم بھی تھے۔ اکثر مرکز سے مبلغین بلوایا کرتے۔ کاٹھگڑھ سے گیارہ میل کے فاصلہ پر شہر روپڑ تھا جہاں 60 فیصد آبادی مسلمان تھی مگر احمدی کوئی نہیں تھا۔ آپؓ اکثر وہاں تبلیغ کے لئے جاتے لیکن وہاں کے لوگ آپؓ پر پتھر پھینکتے، گالیاں دیتے اور جلسۂ عام نہ ہونے دیتے۔ تاہم آپؓ نے استقلال سے کام لیا اور روپڑ ضلع انبالہ میں بہت کامیاب مناظرے کئے۔ لیکچرز کے لئے کمیٹی کی اجازت نہ ملتی تو کوئی کوٹھی کرایہ پر لے کر وہاں لیکچر کرواتے اور اشیائے خورونوش کاٹھگڑھ سے اپنے ہمراہ لے جاتے۔ ان کوششوں کے نتیجہ میں روپڑ میں پچاس ساٹھ افراد پر مشتمل جماعت قائم ہوگئی۔ یہی کیفیت کئی قریبی علاقوں میں دیکھنے میں آتی۔

آپؓ ایک علم دوست انسان تھے۔ خصوصاً لڑکیوں کی تعلیم کے لئے مختلف جگہوں پر سکول کھلوائے۔ کاٹھگڑھ میں سکول آپ کی زمین پر واقع تھا۔ آپؓ نے اس کی حالت درست کروائی اور اس کو مڈل تک ترقی دی۔ باوجود انتہائی تنگی کے زمانہ کے آپ اپنی جیب سے تعلیم اور سکول کی ترقی کے لئے کوشاں رہتے۔ اس خرچ کے نتیجہ میں آپ بہت مقروض بھی ہوگئے۔

3 مارچ 1924ء کو حضرت مرزا شریف احمد صاحب نے کاٹھگڑھ میں تشریف لاکر تعلیم الاسلام مڈل سکول کی نئی عمارت کا سنگِ بنیاد رکھا اور دعا کروائی۔

حضرت مولوی عبدالسلام صاحب نے بالغان کے لئے بھی ایک سکول جاری کیا ہوا تھا۔ اسی طرح ایک پرائمری نائٹ سکول بھی کھولا ہوا تھا۔ دونوں سکولوں میں خواتین بھی تعلیم حاصل کیا کرتی تھیں۔ غریب طلباء کو کتابیں مفت مہیا کرتے تھے۔ ایک بورڈنگ ہاؤس بھی قائم کیا تھا جہاں قریبی دیہات کے بچے رہائش پذیر ہوکر تعلیم حاصل کرتے تھے۔ یہ سلسلہ آپؓ کی وفات کے بعد آپؓ کی اولاد نے جاری رکھا۔

رپورٹ مجلس مشاورت 1928ء میں لکھا ہے: ’’کاٹھگڑھ کا سکول خدا کے فضل سے جاری ہے اور باوجود سخت درجہ مالی تنگی کے مقامی جماعت اسے چلا رہی ہے۔ دراصل یہ سکول زیادہ تر چوہدری عبدالسلام صاحب کی محنت، توجہ اور مساعی کا نتیجہ ہے۔ چوہدری صاحب موصوف ہر قسم کی تنگی برداشت کرکے اس سکول کو چلا رہے ہیں اور افسوس ہے کہ مالی تنگی کی وجہ سے مرکزی محکمہ ابھی تک اس مدرسہ کی کوئی مالی امداد نہیں کرسکا۔...... نیز کاٹھگڑھ میں نائٹ سکول بھی ہے۔‘‘

حضرت چودھری عبدالسلام صاحبؓ کی خدمات میں اپنی زمین پر ہی ایک زنانہ مسجد کی بنیاد رکھنا بھی شامل ہے۔ نیز احمدیہ مسجد ٹیلے پر واقع ہونے کی وجہ سے وہاں پانی کی بہت تنگی تھی۔ وہاں کنواں بنوانے کا کام بھی آپؓ نے شروع کروایا جو آپؓ کی وفات کے بعد مکمل ہوا۔

جن دنوں آگرہ متھرا کے علاقہ میں آریہ ملکانوں کو شدھ کرنے کی کوشش کر رہے تھے تو آپؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تحریک پر لبّیک کہتے ہوئے پانچ ماہ تک تبلیغی کام کیا۔ آپؓ کو ہندو مذہب سے کافی واقفیت تھی اور ہندی اور سنسکرت بھی جانتے تھے۔ آپؓ وہاں بھی ملکانوں کے بچوں کو پڑھاتے رہے۔ آپؓ پشتو بھی جانتے تھے۔

بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تحریک شدھی کے خلاف جہاد کے لئے ممبران وفد ثانی کے لئے جن 20/احباب کے اسماء منتخب فرمائے ان میں آپؓ کا نام دوسرے نمبر پر درج ہے۔ نیز حضورؓ نے فرمایا: بھائی عبدالرحیم صاحب آگرہ تک وفد کے امیر ہوں گے اور وہاں جاکر چودھری صاحب کے سپرد کردیں گے۔

آپؓ اکثر غرباء کو عمدہ کھانا کھلایا کرتے تھے اور اُن کے لئے نفیس بستر بچھاتے۔ فرمایا کرتے کہ کبھی غریبوں کو بھی عمدہ بستر پر سلانا چاہئے۔ امیروں کے نزدیک عمدہ کھانوں اور اعلیٰ بستروں کی قدر نہیں ہوتی۔ اصل ثواب تو غریبوں کی خاطر مدارات کرنے کا ہے۔

آپؓ گرمیوں کے دنوں میں جب کبھی ہوشیار پور اور جالندھر جاتے تو کافی برف لاتے اور یتیموں اور غریبوں میں تھوڑی تھوڑی تقسیم کرتے۔

آپؓ کے پاس غریب اور یتیم کثرت سے آتے اور آپ ان کے گزارہ کی کوئی نہ کوئی صورت نکال دیتے۔

ہندو مذہب میں گائے کی قربانی کو جرم سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا آپؓ کے گاؤں میں کوئی مذبح نہیں ہوتا تھا اور بقرعید کے موقع پر جانوروں کو ذبح کرنے کے لئے روپڑ جانا پڑتا تھا۔ 1920ء کی بقرعید کے موقع پر گاؤں کے ہندو اکٹھے ہوکر قربانی کے لئے لی جانی والی گائیں چھین کر لے گئے اور فساد ہوگیا۔ بعد میں پولیس نے موقع پر پہنچ کر بیچ بچاؤ کرایا۔ پولیس نے ان گائیوں کو کاٹھگڑھ میں ہی دوسرے دن ذبح کروایا۔ چنانچہ اس دن سے ہمارے گاؤں میں ہی گائیں ذبح ہونے لگیں اور آپؓ نے ایک رجسٹر بنالیا جس میں گائے ذبح کرنے کے متعلق تفصیلات درج کرتے۔ گاؤں کے نمبردار اس بات پر بہت خفا ہوتے۔ ایک مرتبہ تھانیدار نے اس بارہ میں جواب طلبی کی تو آپؓ نے بتایا کہ ہم قانون کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے اور چاردیواری کے اندر ذبح کرتے ہیں۔ پھر تھانیدار کو اپنا ریکارڈ دکھایا اور بتایا کہ ذبح بقر کی تمام رپورٹیں حکام بالا کو بھیجی جاتی رہی ہیں۔ چنانچہ آپ کی رپورٹوں کا یہ اثر ہوا کہ کاٹھگڑھ میں ذبح بقر کا دائمی حق قرار دے دیا گیا۔

1929ء یا 1930ء میں آپؓ کے علاقہ میں اتنا ٹڈّی دَل آ گیا کہ افسروں کو اس کی تلفی کے لئے خاص کوشش کرنا پڑی۔ آپؓ نے بھی اس حوالہ سے خاص خدمت کی توفیق پائی۔

آپؓ بدرسوم مٹانے میں کثرت سے کوشاں رہتے تھے۔ میرے والد اور چچا کی شادی پر آنے والے احمدیوں نے جاتے وقت آپؓ کو نیوتا دینا چاہا تو آپؓ نے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ مَیں تو ایسی رسوم کو توڑنا چاہتا ہوں۔

آپؓ ایسی شادیوں میں شامل نہ ہوا کرتے تھے جن میں باجا، ڈھول، ناچ گانا یا کسی اور قسم کا تماشا ہو۔ احمدی ہونے سے قبل بھی آپؓ لغویات سے اجتناب کرتے تھے۔

آپؓ کے زمانہ میں بیوہ کا نکاح کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔ آپؓ احادیث مبارکہ کے مطابق نکاح بیوگان کے لئے کوشش کرتے، بیوگان کے ورثاء کو خطوط لکھتے اور قادیان سے مربی منگواکر اس موضوع پر جلسے کراتے۔ آپ کی تحریک سے کئی بیوگان کے نکاح بھی ہوئے۔

وسط دسمبر 1908ء میں آپؓ کے دومنزلہ نئے مکان کے افتتاح کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحبؓ اور حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کاٹھگڑھ تشریف لائے۔

آپ خدمت دین میں ہمہ تن مصروف تھے اور روپڑ کے تبلیغی دورہ سے واپس آرہے تھے کہ پاؤں میں کانٹا لگ گیا۔ یہ زخم اتنا بڑھ گیا کہ بالآخر تقدیر مبرم کے سامنے ہار ماننا پڑی اور 19/اکتوبر 1931ء کو 48 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ نعش قادیان لائی گئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جنازہ پڑھایا۔ بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔

حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ نے حضرت چودھری عبدالسلام صاحبؓ کی وفات پر لکھا کہ الفضل میں آپؓ کی تبلیغی کارگزاری کی دوسطریں پڑھ چکا تھا کہ خبر ملی ہے کہ چوہدری صاحب موصوف فوت ہوگئے ہیں۔ اس اچانک غمناک خبر کا صدمہ میرے دل پر نہایت گہرا ہوا اور میرے آنسو پھوٹ پڑے بوجہ اس تعلق کے جو چوہدری صاحب مرحوم نے دعوت الی اللہ میں کمال اخلاص اور پیدل سفر کی تکلیف برداشت کرکے نظارت ہذا کے ساتھ پیدا کیا تھا۔ بلاریب مَیں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ مرحوم کو فکر اور اہتمام اس نظارت کے کارکنوں کے کسی طرح بھی کم نہ تھا بلکہ ان کا جوش کچھ اَور بڑھا ہوا تھا۔ پرسوں مجھے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کا پاؤں زخمی ہوگیا ہے اور اب وہ لاچار بستر پر پڑے ہیں تین ماہ کے لئے رخصت دی جائے۔ فلاں صاحب ان کے قائم مقام ہوں گے۔ مگر یہ علم نہ تھا کہ وہ ہمیشہ کے لئے ہم سے رخصت ہو رہے ہیں۔ کیا کاٹھگڑھ کی زمین میں ان کا کوئی جانشین میدانِ تبلیغ میں کھڑا نہ ہوگا! وہ میرے بازو تھے جو نہ معلوم کب ملے۔

حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری بیان کرتے ہیں: ’’مکرم جناب چوہدری عبدالسلام صاحب ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اس حیات مستعار کو کبھی اپنا نہیں سمجھا۔ بلکہ خداتعالیٰ کی امانت سمجھ کر ہمیشہ برمحل خرچ کرتے رہے۔ چوہدری صاحب موصوف دوآبہ جالندھر کی ان چند ہستیوں میں سے ایک تھے جو اس علاقہ میں احمدیت کے مستقبل کی شاندار عمارت کے معمار تھے۔ مَیں ان کو اپنے بچپن سے جانتا ہوں وہ ایک فرشتہ سیرت انسان تھے۔ خدا نے علم، سمجھ اور فراست بھی بہت اچھی عطا کی تھی۔ اس لئے اخلاص اور علم نے مل کر ایک خوبصورت شکل اختیار کرلی تھی۔ وہ بہت ہی منکسر المزاج واقع ہوئے تھے۔ اگر میں یہ کہوں کہ وہ بہت سے مخلصین سے بھی آگے تھے تو اس میں ذرّہ بھر بھی مبالغہ نہیں۔ ان کی مومنانہ سادگی اور انکسار کو دیکھ کر ناواقف آدمی بھی خیال نہ کرسکتا تھا کہ آپ راجپوت ہیں۔ کبر، انانیت اور بڑائی کا احساس تک نہ تھا۔ اپنی قوم میں سے بعض خلاف شرع رواجات کے دور کرنے میں نہایت مردانگی سے تکالیف کا مقابلہ کیا۔ خداتعالیٰ ان کو بہترین جزا دے......‘‘۔

’’رئیس آف سٹروعہ‘‘ کے عنوان سے حضرت غلام قادر خاں صاحبؓ نے اپنے مضمون میں لکھا کہ ’’حضرت مولوی عبدالسلام صاحب حضرت مسیح موعود کے پرانے خدام میں سے تھے۔ اس علاقہ میں اور کاٹھگڑھ میں جو خدمت آپ نے سرانجام دی ہمیشہ یاد رہے گی۔ آپ کی ہمدردی کا دائرہ ہر خاص و عام کے لئے وسیع تھا۔ ایک شفاخانہ اسی غرض کے لئے کھولا ہوا تھا۔ آپ کی زندگی ایک مسافر کی مانند درویشانہ تھی۔ آپ نے اس تھوڑی سی زندگی میں عظیم الشان کام کیا۔ جو بعد میں آنے والوں کے لئے ایک نمونہ ہے۔......

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے مضمون نگار کے ایک خط کے جواب میں رقم فرمایا: ’’...... آپ کے دادا صاحب کی تحریر بھی مجھے یاد ہے اور صورت بھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے پاس ان کے خط کثرت سے آتے تھے دعا کے لئے۔ اور میں آپ کی ڈاک چونکہ اکثر پاس بیٹھے دیکھا کرتی تھی تو بار بار دیکھنے کی وجہ سے یاد رہ گیا......‘‘

محترم میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی لکھتے ہیں: ’’مجھے 1929ء یا 1930ء کے ابتدائی زمانہ کی بات ہے کہ حضرت مولوی عبدالسلام صاحب مرحوم جو ایک بڑے صاحب رسوخ اور اچھی حیثیت کے زمیندار تھے اور ہندو مذہب سے بڑے واقف اور اپنے مذہب سے نہ صرف واقف بلکہ عامل بزرگ تھے انہیں جب میرے متعلق علم ہوا تو اپنے ایک مقدمہ میں پیروی کے لئے مجھے ہوشیارپور لے گئے۔ حالانکہ پہلے ایک اچھا وکیل مقرر کیا ہوا تھا۔ مرحوم کے مدّنظر صرف یہ تھا کہ ایک احمدی وکیل کا تعارف ہوجائے۔ مرحوم اپنے ظاہری لباس سے اس درجہ بے نیاز تھے کہ راستہ میں ایک جگہ کانٹوں سے الجھ کر ان کی شلوار پھٹ گئی تو کیکر کے کانٹوں سے عارضی طور پر اسے جوڑ لیا اس بات سے بالکل بے پرواہ کہ لوگ کیا کہیں گے کام پر چل پڑے‘‘۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جب کبھی کاٹھگڑھ کا ذکر آتا

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 18 جون 2011ء میں محترم حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری کی ایک نظم ایک پرانے شمارہ سے منقول ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

کیوں ہمیں ’’الفضل‘‘ سے اتنی محبت ہوگئی
کیا نہاں اس میں کسی دلبر کی صورت ہوگئی
جب یہ آیا سامنے ایمان تازہ ہو گیا
روح کو فرحت ملی دل کو مسرّت ہوگئی
کفر کو اور شرک کو پامال اس نے کر دیا
منہدم کفّار کی ساری عمارت ہو گئی
دوست اس کی قدر سمجھیں اس کو منگوائیں ضرور
حیف ہے صد حیف ہے، جو پست ہمّت ہوگئی

تو دادا جان حضرت چوہدری عبدالسلام صاحب کا ذکر ضرور کرتے۔ 1954ء میں سکول میں جماعت دہم کی الوداعی تقریب میں جب میرا تعارف حضورؓ سے کروایا گیا کہ یہ چوہدری عبدالرحیم خان صاحب کاٹھگڑھی کے بیٹے ہیں۔ تو حضورؓ نے فرمایا کہ اس کے دادا چودھری عبدالسلام صاحبؓ میرے کلاس فیلو تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے پاس اکثر خلافت کے منصب پر متمکن ہونے سے قبل پڑھا کرتے تھے۔

اسی طرح خطبہ جمعہ فرمودہ 7 نومبر 1957ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ایک واقعہ کے ضمن میں فرماتے ہیں: ’’مجھے یاد ہے کہ میں ابھی بچہ ہی تھا کہ کاٹھگڑھ ضلع ہوشیار پور کے ایک دوست عبدالسلام صاحب میرے ساتھ پڑھا کرتے تھے وہ کاٹھگڑھ واپس گئے تو انہوں نے ایک پرائمری سکول بنایا بعد میں وہ مڈل ہوگیا۔ ان کے دو بیٹے اس وقت ربوہ میں ملازم ہیں۔......‘‘

آپؓ کی وفات پر آپؓ کے کئی شاگردوں نے آپؓ کا ذکرخیر اپنے مضامین اور خطوط میں نہایت احترام سے کیا۔ محترم حکیم دین محمد صاحب نے آپؓ کی یاد میں جو نظم کہی اس میں سے انتخاب درج ذیل ہے:

سُوئے جنت چل دیئے جب چوہدری عبدالسلام
خود فرشتوں نے بتایا ان کو جنت کا مقام
پاک نفس و پاک خُلق، پاک خصلت، پاک خُو
تھے مجسّم خُلقِ احمد چوہدری عبدالسلام
سادگی کا عمر بھر ہی وہ درس دیتے رہے
قائل پیہم عمل تھے چوہدری عبدالسلام
وقتِ مہدیؑ جس نے پایا وہ منور ہو گیا
صحبتِ حضرتؑ سے کندن ہو گئے عبدالسلام
فخر قوم راجپوتاں معنوی انداز میں
خدمتِ ملّت سے آخر بن گئے عبدالسلام

کیتوا ایکواڈور کی پہلی احمدی خاتون

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 21/جنوری 2011ء میں مکرم محبوب الرحمٰن شفیق صاحب مبلغ سلسلہ کے قلم سے محترمہ Silvia Soledad Gaete صاحبہ کا ذکرخیر شائع ہوا ہے جنہیں ایکواڈور (جنوبی امریکہ) کی پہلی احمدی خاتون ہونے کا شرف حاصل تھا۔

محترمہ Silvia Soledad Gaete صاحبہ 31/اکتوبر 2010ء کو بعمر 52 سال بوجہ کینسر وفات پاگئیں۔ آپ اپنی فیملی میں اکیلی احمدی تھیں۔ آپ کے والدین اور تین بھائی کیتھولک عیسائی ہیں۔ آپ کے پہلے خاوند کا تعلق کولمبیا سے تھا جو ایک حادثہ میں فوت ہوگئے۔ اُن سے آپ کی ایک بیٹی محترمہ Erica ہیں جو عیسائی ہیں۔ تاہم آپ کی دونواسیاں بھی ہیں جن میں سے ایک مسلمان ہیں اور اُس بچی کو بچپن سے ہی آپ نے نماز وغیرہ سکھادی تھی۔ آپ کی دوسری شادی ایک عراقی مسلمان کرد کے ساتھ ہوئی۔

جب کینیڈا سے مکرم خالد مجید ملک صاحب ایکواڈور تشریف لائے تو مرحومہ سپینش ترجمان کے طور پر اُن کے ساتھ رہیں۔ اس طرح آپ کو جماعت کا تعارف ہونا شروع ہوا۔ محترم خالد صاحب نے واپسی سے قبل آپ کو بھی سپینش زبان میں طبع شدہ بیعت فارم دیا جسے پڑھنے کے فوراً بعد آپ نے قبول کرلیا۔ پھر خود بھی اپنی دوستوں میں دعوت الی اللہ شروع کردی اور تین بیعتیں کروائیں۔

جولائی 2009ء میں احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ نے باقاعدہ برقع پہن کر پردہ کرنا بھی شروع کردیا۔ آپ نہایت خوش اخلاق تھیں اور دعوت الی اللہ کا بہت شوق رکھتی تھیں۔ ہمیشہ دوسروں کی مدد کرنے پر آمادہ رہتیں۔ کئی لوگوں نے دھوکہ دے کر آپ سے رقم حاصل کی۔ اس بات پر بہت دکھ کا اظہار کرتیں کیونکہ اس کی وجہ سے آپ کئی ہزار ڈالرز کی مقروض بھی ہوگئی تھیں۔ جب بھی کسی جماعتی کام کے لئے آپ کی ضرورت پڑتی تو اپنی تمام مصروفیات ترک کرکے مدد کرتیں۔ آپ ایکواڈور میں جماعت کی رجسٹریشن کے سلسلہ میں بورڈ آف ڈائریکٹرز کی صدر بھی تھیں۔ مشن ہاؤس کی صفائی کا خیال رکھتیں اور اپنی طرف سے عام استعمال کا سامان پردے اور ٹی وی وغیرہ مشن کے لئے بطور تحفہ پیش کرتی رہتیں۔

آپ بیماری کا علم ہونے پر علاج سے بہت ڈرتی تھیں۔ علاج کے لئے رقم بھی نہیں تھی۔ مرحومہ کے علاج کے لئے جماعت نے ایک ہزار ڈالر بھی دیئے۔ تاہم بیماری اتنی بڑھ گئی تھی کہ بہت جلد آپ کی وفات ہوگئی۔ وفات سے تین ماہ قبل آپ نے خواب دیکھا کہ آپ کی دادی جان آپ کو ساتھ لے جانے کے لئے آئی ہیں۔ آپ نے کہا کہ مَیں ابھی نہیں جانا چاہتی۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ بیٹی مَیں اب کچھ نہیں کرسکتی۔

مرحومہ کا جنازہ احمدیوں کے علاوہ دیگر مسلمانوں کے دو گروہوں نے بھی ادا کیا جبکہ مرحومہ کے عیسائی والدین نے بھی اپنے طریق کے مطابق رسوم ادا کیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور آپ کی اسلام کے لئے خدمات کو قبول فرمائے۔

محترم خواجہ غلام نبی صاحب بلانوی

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 18 جون 2011ء میں اخبار ’’الفضل‘‘ کے ایک سابق ایڈیٹر محترم خواجہ غلام نبی صاحب بلانوی کے بارہ میں ایک مختصر مضمون شائع ہوا ہے جو ’’تاریخ احمدیت‘‘ (مرتبہ محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب) سے منقول ہے۔

محترم خواجہ غلام نبی بلانوی صاحب دسمبر 1894ء میں پیدا ہوئے۔ 1911ء میں آپ نے ورنیکلر مڈل کا امتحان پاس کیا اور اسی سال 11 جون کو قادیان تشریف لے گئے۔ قادیان میں آپ کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کی عمر چھوٹی تھی، تعلیم کم تھی اور قادیان میں کوئی عزیز رشتہ دار بھی نہیں تھا۔ لیکن آپ گھبرائے نہیں بلکہ بعض بزرگوں سے تعلیم اور مضمون نویسی کا کام سیکھنے لگے جن میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اور حضرت مصلح موعودؓ بھی شامل تھے۔

سب سے پہلے محترم خواجہ صاحب کو دفتر تشحیذ میں کام کرنے کا موقع ملا۔ پھر آپ کے مضامین مختلف رسالوں میں شائع ہونے شروع ہوئے۔ خلافت ثانیہ کے آغاز میں آپ کو دفتر الفضل میں چٹیں بنانے پر لگا دیا گیا۔ چند روز بعد آپ کی ڈیوٹی حضرت مصلح موعودؓ کے درس کے نوٹس لینے پر لگا دی گئی۔ آپ کے نوٹس دیکھنے پر حضورؓ نے ارشاد فرمایا کہ آئندہ مفصل درس قرآن کریم لکھا کریں۔ چنانچہ آپ کا یہ کام اخبار الفضل میں شائع ہونے لگا۔ اسی دوران آپ نے ’’حقائق القرآن‘‘ کے نام سے سورۃ نور کے نوٹس کتابی صورت میں شائع کئے۔ حضورؓ کا خطبہ جمعہ اور تقاریر لکھنے کا کام بھی آپ کے ذمہ رہا اور آپ کے نام کی حضورؓ نے بارہا تعریف فرمائی۔

اس کے بعد حضورؓ نے آپ کی طرف خاص توجہ دی اور الفضل کی ادارت کے حوالہ سے آپ کو تعلیم حاصل کرنے اور اپنے آپ کو اس اہم ذمہ داری کے قابل بنانے کے لئے تحریری ہدایات بھی دیں۔

اس کے بعد جلد ہی آپ ادارۂ الفضل کے ساتھ منسلک ہوگئے۔ جولائی 1916ء میں اخبار الفضل کی ادارت کی ذمہ داری پوری طرح آپ کو سونپ دی گئی۔ اور قریباً تیس سال تک نہایت محنت اور جانفشانی کے ساتھ یہ فریضہ سرانجام دے کر 1946ء میں آپ ریٹائر ہوگئے۔

18/اپریل 1956ء کو آپ کی وفات ہوئی تو اگلے خطبہ جمعہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کی خدمات اور ذہانت کے ساتھ کام سیکھنے اور سرانجام دینے کی تعریف فرمائی اور حضورؓ کے خطبات وتقاریر کو محفوظ کرنے سے متعلق اُن کی خدمات کا ذکر کرکے فرمایا کہ اُن کا جماعت پر ایک بہت بڑا احسان ہے اور جماعت اُن کے لئے جتنی بھی دعائیں کرے اس کے وہ مستحق ہیں۔

محترم خواجہ صاحب کی تصانیف میں آپ کی خودنوشت سوانح حیات سمیت پانچ کتب شامل ہیں۔

آپ نے دو شادیاں کیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دونوں بیویوں سے 9 بیٹوں اور 6 بیٹیوں سے نوازا۔

مکرم پیر افتخار احمد تاج صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 7/مارچ 2011ء میں مکرم ماسٹر احمد علی صاحب کے قلم سے محترم پیر افتخار احمد تاج صاحب کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

گولیکی ضلع گجرات میں قریشی ہاشمی نسل کا ایک قبیلہ آباد ہے جو اپنے نام کے ساتھ پیر کا سابقہ لگاتے ہیں۔ انہی میں سے ایک علم دوست فرد محترم پیر سلطان احمد صاحب نے احمدیت قبول کی۔ اُن کے بیٹے محترم پیر محمد اکبر سقراط صاحب بہت فدائی احمدی تھے جن کے ہاں محترم پیر افتخار احمد تاج صاحب پیدا ہوئے۔ یہ خاندان ددھیال اور ننھیال دونوں طرف سے علماء سے بھرا ہوا تھا۔

محترم پیر افتخار احمد تاج صاحب کے والد ضلع اٹک کے سکولوں میں بطور ہیڈ ماسٹر متعین تھے جب آپ نے کنجاہ سے میٹرک پاس کیا۔ بڑا بیٹا ہونے کی وجہ سے گھر کی تمام ذمہ داری آپ کے کندھوں پر آپڑی اور آپ باقاعدہ طور پر مزید تعلیم جاری نہ رکھ سکے تاہم ایک سکول کی ملازمت حاصل کرکے پرائیویٹ طور پر آپ نے پہلے F.Sc. اور پھر B.A. کرلیا۔ پھر B.Ed. کرکے مستقل ٹیچر مقرر ہوگئے۔ پھر ترقی کرتے کرتے ہیڈ ماسٹر بن گئے۔ طلباء اور عملہ میں آپ بہت ہردلعزیز استاد رہے۔ محکمہ کی طرف سے خوشنودی کا ایوارڈ بھی ملا۔ اگرچہ آپ نے احمدیت کو کبھی نہیں چھپایا اور اللہ تعالیٰ نے بدخواہوں سے ہمیشہ آپ کی حفاظت کی۔ ہومیوپیتھی طریق علاج میں بھی دلچسپی رکھتے تھے اور مریضوں کا مفت علاج کرتے۔ باوجود بہت علمی شخصیت اور گزیٹڈ افسر ہونے کے نہایت سادہ زندگی گزاری۔ گلی میں اپنے گھر کے باہر سے نالی صاف کرنا شروع کرتے تو پانچ چھ گھروں تک صفائی کردیتے۔

ریٹائرمنٹ کے بعد ربوہ میں رہائش اختیار کرلی اور یہیں 30 اپریل 2010ء کو وفات پائی۔

جان جوشو کیٹلر

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 12 مئی 2011ء میں اردو زبان کی پہلی مطبوعہ کتاب کے مصنف جان جوشو کیٹلر کا تعارف شائع ہوا ہے۔

یورپ میں فارسی رسم الخط کی کتب شائع کرنے کا سلسلہ 1639ء میں شروع ہوچکا تھا لیکن اردو کی طباعت کا آغاز جنوری 1743ء میں ہوا جب جان جوشو کیٹلر کی کتاب شائع ہوئی۔ اس کتاب کا نام ہے: ’’ہندوستانی اور فارسی زبان سیکھنے کے لئے ہدایات اور سبق، فعلوں کے مختلف صیغوں کی گردانیں، ہندوستان کے ناپ تول کے پیمانوں سے متعلق الفاظ اور ان کے ولندیزی متبادل اور مسلمانوں کے مختلف ناموں کے معنی‘‘۔

اس کتاب میں چند اردو الفاظ ٹائپ میں اور بیشتر الفاظ رومن رسم الخط میں ولندیزی زبان کے تلفظ کے مطابق دیئے گئے ہیں۔ اس کے بعد ہندوستانی زبان کے قواعد بھی بیان کئے گئے ہیں اور مثالوں کے ساتھ گرائمر کے اصولوں کی وضاحت کی گئی ہے۔

جان جوشو کیٹلر جرمنی کے شہر Elbing میں 25 دسمبر 1659ء کو پیدا ہوا۔ مختلف جگہوں پر ملازمتیں کرتا ہوا 1682ء میں ایمسٹرڈم (ہالینڈ) پہنچا جہاں اُس نے ڈَچ ایسٹ انڈیا کمپنی میں ملازمت اختیار کرلی۔ اس ملازمت کے سلسلہ میں وہ ہندوستان آگیا اور ترقی کرتے کرتے 1700ء میں آگرہ کی فیکٹری کا اور پھر 1710ء میں سورت کی فیکٹری کا ڈائریکٹر مقرر ہوا۔ 1711ء میں حکومت ہالینڈ نے اُسے ہندوستان میں اپنا سفیر مقرر کیا اور وہ شاہ عالم، بہادر شاہ اور جہاندار شاہ کے درباروں سے وابستہ رہا۔ 1715ء میں اُسے شاہ ایران کے دربار میں سفیر مقرر کیا گیا۔ 12 مئی 1718ء کو اُس نے بندر عباس (ایران) میں وفات پائی اور وہیں دفن کیا گیا۔

مذکورہ کتاب اُس نے لکھنؤ میں قیام کے دوران 1698ء میں مکمل کی تھی۔ اس کا قلمی نسخہ دی ہیگ (ہالینڈ) میں محفوظ ہے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 18 جون 2011ء میں اخبار الفضل کے حوالہ سے مکرم طاہر محمود احمد صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

حروفِ جانفزا ’’الفضل‘‘ کے نظروں سے ٹکرائیں
گل و گلزار بن کر یوں مرے سینہ کو مہکائیں
دریچہ ہے کہ جس سے آگہی کی کرنیں آتی ہیں
دیارِ جسم و جاں میں خوب آکر جگمگاتی ہیں
سدا رشد و ہدایت کے لئے قطبی ستارا ہے
جو اِس کو پاکے بھی بھٹکا تو وہ قسمت کا مارا ہے
مضامیں سلسلہ در سلسلہ بھی اس میں چھپتے ہیں
شجر علم و ہنر کے صورتِ شمشاد بڑھتے ہیں
رپورٹیں رُوح پرور آقا کی جب اِس میں چھپتی ہیں
پھواریں دل پہ خوشیوں کی نہاں رِم جھم برستی ہیں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 18 جون 2011ء میں مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ کی درج ذیل مختصر نظم شائع ہوئی ہے:

ہم شاخیں درختِ وجود کی ہیں سر پر ہے خلافت کا سایہ
افسوس ہے ان کی حالت پر جو تپتی دھوپ میں جلتے ہیں
ہم بندھ گئے ایسے رشتے میں جو سب رشتوں سے پیارا ہے
دنیا میں جہاں بھی احمدی ہیں سب اپنے اپنے لگتے ہیں
وہ لطف جو ایم ٹی اے میں ہے دنیا کے کسی چینل میں نہیں
اخبار ہے اِک الفضل کہ جس میں خیر کی خبریں پڑھتے ہیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
May 6, 2016 – May 12, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday May 6, 2016

00:00	World News
00:25	Tilawat: Surah Al-Ahkaaf, verses 1-11 with Urdu translation.
00:15	Dars Majmooa Ishteharaat
00:50	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 9.
01:15	Inauguration Of Aiwane Tahir: Recorded on July 26, 2012.
02:00	Spanish Service
02:30	Pushto Muzakarah
03:15	Tarjamatul Qur'an Class: Verses 88-110 of Surah Aale Imraan by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu and Arabic. Class no. 41. Recorded on March 8, 1995.
04:15	Hamara Aaqa
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 70.
06:00	Tilawat: Surah Al-Ahkaaf, verses 12-18 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 10.
07:00	A Message Of Peace: Recorded on December 3, 2012.
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on April 30, 2016.
09:55	Indonesian Service
10:55	Deeni-o-Fiqahi Masail
11:30	Live Proceedings From Baitul Futuh
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Proceedings From Baitul Futuh
13:35	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 218-221 and 222-226.
13:50	Seerat-un-Nabi
14:30	Shotter Shondhane: Recorded on May 27, 2012.
15:35	Braheen-e-Ahmadiyya
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Qur'an
18:00	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:00	World News
20:20	Open Forum
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday May 7, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Yassarnal Qur'an
01:00	A Message Of Peace: Recorded on December 3, 2012.
02:10	Friday Sermon: Recorded on May 6, 2016.
03:20	Rah-e-Huda: Recorded on April 30, 2016.
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 71.
06:00	Tilawat: Surah Al-Ahkaaf, verses 19-28 with Urdu translation.
06:10	In His Own Words
06:40	Al-Tarteel: Lesson no. 34.
07:05	Huzoor's Jalsa Salana Address: Recorded on August 29, 2014.
08:10	International Jama'at News
08:40	Story Time: Programme no. 19.
09:00	Question And Answer Session: Recorded on May 24, 1997.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:15	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 227-231 and 235-238.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Maidane Amal Ki Kahani
16:00	Live Rah-e-Huda
17:45	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
19:50	World News
20:10	Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
21:15	Rah-e-Huda [R]
22:50	Friday Sermon [R]

Sunday May 8, 2016

00:05	World News
00:20	Tilawat
00:30	In His Own Words
01:00	Al-Tarteel
01:30	Huzoor's Jalsa Salana Address: Recorded on August 29, 2014.
02:35	Story Time
02:50	Friday Sermon: Recorded on May 6, 2016.
04:00	Maidane Amal Ki Kahani
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 72.
06:00	Tilawat: Surah Al-Ahkaaf, verses 29-36 with Urdu translation.
06:10	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:20	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 10.
06:45	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Recorded on January 27, 2013.
08:05	Faith Matters: Programme no. 188.
09:00	Question And Answer Session: Recorded on April 30, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Spanish Translation of Friday sermon delivered on January 16, 2015.
12:10	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 239-247.
12:25	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
12:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 10.
13:00	Friday Sermon [R]
14:10	Shotter Shondhane: Recorded on May 27, 2012.
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
16:30	Islami Mahino Ka Ta'aruf
17:00	Kids Time: Programme no. 29.
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
19:30	Live Beacon Of Truth
20:35	Roots To Branches
21:00	Islami Mahino Ka Ta'aruf [R]
21:30	A Discussion With Dr. Ayesha Jalal
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Question And Answer Session [R]

Monday May 9, 2016

00:10	World News
00:30	Tilawat
00:40	Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein
00:55	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 10.
01:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat
02:40	Roots To Branches
03:10	Friday Sermon: Recorded on May 6, 2016.
04:25	A Discussion With Dr. Ayesha Jalal
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session 73.
06:00	Tilawat: Surah Muhammad, verses 1-12.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 34.
07:00	Huzoor's Address At The European Parliament: Recorded on December 4, 2012.
07:45	Islami Mahino Ka Ta'aruf
08:00	International Jama'at News
08:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on December 8, 1997.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on December 11, 2015
11:15	Jalsa Salana Speeches: Recorded on December 28, 2015.
12:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 248-250 and 251-253.
12:10	Al-Tarteel [R]
12:40	From The Archives: Friday sermon recorded on June 18, 2010.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Jalsa Salana Speeches [R]
15:50	Rah-e-Huda: Recorded on May 7, 2016.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:25	Huzoor's Address At The European Parliament [R]
19:10	Dars-e-Hadith [R]
19:25	Somali Service
20:00	Hamari Taleem
20:20	Rah-e-Huda [R]
21:50	From The Archives [R]
23:20	Jalsa Salana Speeches [R]

Tuesday May 10, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Al-Tarteel
01:15	Islami Mahino Ka Ta'aruf
01:30	Huzoor's Address At The European Parliament
02:15	Kids Time
02:50	Friday Sermon
04:25	In His Own Words
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 74.
06:00	Tilawat: Surah Al-Muhammad, verses 13-21 with Urdu translation.
06:15	Dars Majmooa Ishtehara'at
06:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 22.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Recorded on January 27, 2013.
08:15	Aao Kahani Sunain
08:35	Open Forum
09:05	Question And Answer Session: Recorded on April 30, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on May 6, 2016.
12:05	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 254-260.
12:15	In His Own Words
12:50	Yassarnal Qur'an [R]
13:10	Faith Matters: Programme no. 188.
14:05	Bangla Shomprochar
15:05	Spanish Service: Programme no. 12.
15:35	Open Forum
16:10	Press Point: Recorded on April 24, 2016.
17:10	Noor-e-Mustafwi: The life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
19:25	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on May 6, 2016.
20:30	Live The Bigger Picture
21:15	Press Point [R]
22:20	Faith Matters: Programme no, 188.
23:05	Question And Answer Session [R]

Wednesday May 11, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:30	Dars Majmooa Ishteharaat
00:55	Yassarnal Qur'an
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat
02:35	Story Time
03:00	Press Point
04:00	Food For Thought
04:30	Australian Service
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 75.
06:00	Tilawat: Surah Muhammad, verses 22-39 with Urdu translation.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:25	Al-Tarteel: Lesson no. 34.
06:55	Huzoor's Jalsa Salana Address: Recorded on August 31, 2014.
08:10	The Bigger Picture
09:00	Question And Answer Session: Recorded on September 14, 1990.
09:55	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on May 6, 2016.
12:05	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 261-268.
12:20	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
12:30	From The Archives: Friday sermon recorded on June 11, 2010.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Deeni-o-Fiqahi Masail
15:40	Kids Time: Programme no. 27.
16:10	Waqt-e-Masiha
16:30	Faith Matters: Programme no. 187.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
19:35	French Service
20:15	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
22:55	Kids Time [R]
21:25	From The Archives [R]
22:55	Intikhab-e-Sukhan: Recorded on May 7, 2016.

Thursday May 12, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	In His Own Words
01:05	Huzoor's Jalsa Salana Address
02:50	Deeni-o-Fiqahi Masail
03:30	Open Forum
04:05	Faith Matters: Programme no. 187.
05:00	Liqa Ma'al Arab: Session no. 76.
06:05	Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
06:45	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 11.
07:20	Huzoor's Reception In Hamburg: Recorded in December 5, 2012.
08:25	In His Own Words
09:00	Tarjamatul Quran Class: Recorded on March 8, 1995.
10:05	Indonesian Service
11:05	Japanese Service
11:20	Tasheez-ul-Azhan
11:50	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 268-282.
12:00	Dars Majmooa Ishteharaat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Beacon OF Truth: Recorded on May 8, 2016.
14:05	Friday Sermon: Recorded on May 6, 2016.
15:10	The Significance Of Flags
15:25	Hamara Aaqa
16:00	Persian Service: Programme no. 37.
16:30	Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Huzoor's Reception In Hamburg [R]
19:30	Live German Service
20:35	Faith Matters [R]
21:25	Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:50	Beacon Of Truth [R]

***Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 23 Friday 06 May, 2016 Issue No. 19

خطبۂ عید الفطر

عیدصرف کھیل کود، اچھا پہننا، اچھا کھانا اور دوستوں کی محفلوں سے لطف اندوز ہونے کا نام نہیں ہے بلکہ اللہ کی رضا کے حصول کی خاطر ایک مہینہ کامل اطاعت سے ہر جائز بات کو بھی ایک مخصوص وقت کے لئے چھوڑنے اور اللہ کی رضا کے حصول کے لئے ہی اس کی اطاعت کرتے ہوئے تمام جائز کاموں کو دوبارہ شروع کرنے کا نام ہے۔ ہماری عیدیں ہمیں یہ توجہ دلانے والی ہونی چاہئیں کہ جن قربانیوں اور عبادتوں کے مزے ہم نے چکھے ہیں اور جس کی خوشی میں اللہ تعالیٰ نے آج ہمیں بیوی بچوں، عزیز رشتہ داروں، دوستوں اور افراد جماعت کے ساتھ مل کر خوشیاں منانے کا حکم اور موقع دیا ہے ان قربانیوں اور ان عبادتوں کو اب ہم دائمی کرلیں تا کہ اللہ کی طرف سے ہمارا ہر روز روزِ عید بن کر طلوع ہو نہ کہ سال کے بعد ایک دن کے لئے۔

یہ عیدیں جو ہم مناتے ہیں یہ اس نیت سے منائی جانے والی عیدیں ہونی چاہئیں جن میں اپنے پیدا کرنے والے خدا کی طرف توجہ رہے۔
خدا کی عبادت کی طرف توجہ رہے اور اس کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ رہے۔

ہم نے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرتے ہوئے اور اطاعت کرتے ہوئے رکھے۔ آج ہم خوشی منا رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے منا رہے ہیں۔ پس یہ اطاعت کا سبق اب ہماری زندگیوں کا حصہ بن جانا چاہئے۔ یہ اطاعت ہی ہے جس سے ہمیں اللہ تعالیٰ کے قرب کا مقام حاصل ہونا ہے۔ یہ اطاعت ہی ہے جو ہمیں دوسروں سے ممتاز کرنے والی ہے اور کر رہی ہے۔

حقوق العباد کی ادائیگی کے ضمن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اہم نصائح

بحیثیت جماعت ہمارا فرض بنتا ہے کہ اپنے میں سے کمزوروں کا خیال رکھیں اور یہ خیال اس وقت رکھا جا سکتا ہے جب افراد جماعت اس حقیقت کو سمجھیں اور یہ احساس اپنے اندر پیدا کریں کہ ہماری عیدیں اس وقت حقیقی عیدیں کہلانے والی ہوں گی جب ہم ایک دوسرے کے درد کو محسوس کرنے والے ہوں گے۔

جماعت میں خلفاء کی مختلف تحریکات مختلف قسم کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ہیں۔ عید کی خوشیوں کو حاصل کرنے کے لئے ہیں۔ ان تحریکات میں حصہ لینا چاہئے تا کہ غریبوں کی ضرورتیں پوری ہوں۔

غریبوں کی بہت سی ضروریات ایسی ہیں جو عید کے علاوہ دنوں پر بھی پھیلی ہوئی ہیں۔ ان کا خیال رکھنے کے لئے مَیں صاحبِ حیثیت لوگوں کو خاص طور پر تحریک کرتا ہوں کہ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اس کے علاوہ عمومی طور پر باقی احمدی بھی جو بہتر حالت میں ہیں اور حسب توفیق مختلف مدّات میں، تحریکات میں حصہ لے سکتے ہیں ان کو حصہ لینا چاہئے۔

ہمیں اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ ایک عارضی خوشی کا سامان کسی غریب کے لئے کر دیا ہے بلکہ مستقل خوشیوں کے سامان کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

ہم نے خود اپنے اندر بھی اور اپنے بچوں کے اندر بھی یہ احساس اُجاگر کرنا ہے کہ خدا کی رضا کے حصول کے لئے غریبوں کی مدد کرنی ہے، نہ کہ کسی ذاتی مفاد کے لئے۔
تمام دنیا میں قطع نظر اس کے کہ کسی کا کیا مذہب ہے ہم نے خدمت کرنی ہے۔ یہ احساس پیدا کرنا ہے کہ اللہ کی مخلوق سے ہمدردی ہی اصلیت ہے۔

ہیومینٹی فرسٹ انسانیت کی خدمت میں بڑا کردار ادا کر رہی ہے۔ باوجود کم وسائل کے تمام والنٹیئرز ایک جذبے کے تحت خدمت کر رہے ہیں۔
ہیومینٹی فرسٹ ایک رجسٹرڈ آرگنائزیشن ہے۔ اب دنیا کے تمام بڑے ممالک میں یہ رجسٹرڈ ہے۔ اقوام متحدہ نے بھی اس کے کام کو سراہتے ہوئے این جی اوز میں اسے رجسٹر کر لیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے آنے کا ایک مقصد حقوق العباد کی ادائیگی بھی قرار دیا ہے۔
اس لحاظ سے ہمارے پر یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ ہم عہد بیعت کو پورا کرتے ہوئے اس مقصد کی طرف توجہ کریں۔

خدمت خلق کے کاموں کے لئے خلفاء کی مختلف تحریکات۔ یتامیٰ فنڈ، امداد مریضان، امداد طلباء، مریم شادی فنڈ، بیوت الحمد سکیم کا خصوصیت سے تذکرہ اور افراد جماعت کو ان میں حصّہ لینے کی نہایت مؤثر تحریک۔

ہماری حقیقی اور مستقل عید اس وقت ہوگی جب ہم سب مل کر ایک جماعت بن کر رہتے ہوئے، ایک دوسرے کا درد محسوس کرتے ہوئے، ایک دوسرے کی مدد پر کمر بستہ رہیں گے۔

خطبہ عید الفطر سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 13/اکتوبر 2007ء بمطابق 13/اخاء 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

آج ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے حکم کے مطابق عید منا رہے ہیں۔ اس عید کو عید الفطر کہا جاتا ہے کیونکہ یہ اس خوشی میں منائی جا رہی ہے کہ ہم نے اللہ کے حکم سے رمضان کے مہینے کے جو روزے رکھے تا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا کو حاصل کرنے والے بن سکیں، اپنے تقویٰ کو بڑھانے والے بن سکیں۔ اس مہینے کے پورے ہونے پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم فرمایا ہے کہ آج اس قربانی اور روزوں کے دنوں کے پورا ہونے پر خوشی مناؤ۔ ہر جائز کام جس سے تمہیں ایک معین وقت کے لئے روکا گیا تھا اسے کرو۔ تیار ہو، نئے کپڑے پہنو، خوشبو لگاؤ، کھاؤ لیکن اللہ کی یاد سے غافل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ شکرانے کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ مسجد میں جمع ہو کر عید کی نماز پڑھو۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا جو اس نے تم پر رمضان کی عبادت کی صورت میں اور قربانیوں کی صورت میں کئے ہیں، شکر ادا کرو۔

پس یہ عید صرف اچھا پہننے اور اچھے کھانے کے لئے یا

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں